فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع

شادی

سے شادیوں تک

ایک اہم معاشرتی بندھن کا علمی وعملی جائزہ

دو امریکی خواتین کے قلم سے اپنی نوعیت کی پہلی رہنما تصنیف

From Monogamy to Polygamy

رشحاتِ فکر:

اُمِ عبدالرحمٰن ہرش فیلڈر

اُمِ یاسمین رحمٰن

ترجمہ: محمد یحییٰ خان

دارالسلام
DARUSSALAM

شادی

سے شادیوں تک

© مكتبة دارالسلام، ١٤٢٦ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
فيلدر، ام عبدالرحمن
من الزواج الاحادي الى تعدد الزوجات - الاردية./ ام عبدالرحمن فيلدر؛ ام ياسين رحمن- الرياض، ١٤٢٦ هـ
ص: ٣٢٠ مقاس: ١٤×٢١ سم
ردمك: ١-٥٤-٧٣٢-٩٩٦٠
١- تعدد الزوجات ٢- الزواج (فقه اسلامي) أ. رحمن، ام ياسين
(مؤلف مشارك) ب. العنوان
ديوي: ٢١٩,١ ١٤٢٦/٢٣٤٠
رقم الإيداع: ١٤٢٦/٢٣٤٠
ردمك: ١-٥٤-٧٣٢-٩٩٦٠

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 00966 1 4043432-4033962
فیکس: 4021659 E-mail: darussalam@awalnet.net.sa
Website: www.dar-us-salam.com

❶ طریق مکہ۔ العلیا۔ الریاض فون: 00966 1 4614483 فیکس: 4644945
❷ شارع العین۔ الملز۔ الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221
❸ جدہ فون: 00966 2 6879254 فیکس: 6336270
❹ الخبر فون: 00966 3 8692900 فیکس: 8691551

شارجہ فون: 00971 6 5632623
فیکس: 5632624

لندن فون: 0044 208 5202666
فیکس: 208 5217645

امریکہ ❶ ہوسٹن فون: 001 713 7220419
فیکس: 7220431
❷ نیویارک فون: 001 718 6255925
فیکس: 6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

❶ 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 0092 42 7240024-7232400-7111023 فیکس: 7354072
E-mail: info@darussalampk.com Website: www.darussalampk.com
❷ غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

کراچی شوروم Z-110,111 (D.C.H.S) مین طارق روڈ (بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال) کراچی
فون: 0092-21-4393936 فیکس: 4393937
Email: darussalamkhi@darussalampk.com

شادی

سے شادیوں تک

ایک اہم معاشرتی بندھن کا علمی و عملی جائزہ

دو امریکی خواتین کے قلم سے اپنی نوعیت کی پہلی رہنما تصنیف

رشحاتِ فکر:

اُمِ عبدالرحمن ہرش فیلڈر

اُمِ یاسمین رحمن

ترجمہ

محمد یحییٰ خان

فہرست مضامین

عرضِ ناشر

ہم جس موضوع پر یہ کتاب پیش کر رہے ہیں' وہ اس سے پہلے اس انداز میں کبھی زیر بحث آیا نہ کتابی شکل میں پیش کیا گیا۔ کثیر الازواجی یا تعدد ازواج پر اگرچہ کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں' جن میں سے بعض اس کی مذمت میں اور بعض اس کے دفاع اور اس کی ستائش کے موضوع پر ہیں لیکن ہماری یہ پیش کش ان سے بالکل منفرد خصوصیات رکھتی ہے' کیونکہ اس کتاب میں اس مسئلے پر انسانی نفسیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حقیقت پسندانہ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

محترمہ ام عبدالرحمان ہرشفیلڈر (Hirschfelder) اور محترمہ امّ یاسمین رحمان' اس مسئلے کے تمام پہلوؤں پر گہری نظر رکھتی ہیں' چنانچہ انہوں نے' بالخصوص مسلم خواتین کی مشکلات کو آسان بنانے کے لیے تعددِ ازواج سے متعلق خاصا مواد اکٹھا کیا ہے جو اعداد و شمار' تحقیقی مقالات اور متعدد جوڑوں کے انٹرویو کی شکل میں ہے۔ ان کی مدد سے نہ صرف عائلی زندگی کی بیشتر الجھنوں کا حل پیش کیا گیا ہے بلکہ مَردوں اور خواتین کے حقیقی رویوں کو بھی سامنے لایا گیا ہے۔ کتاب میں ازدواجی زندگی کے اہم مسائل کا مثالی اور انتہائی قابلِ عمل حل پیش کیا گیا ہے اور اس ضمن میں جذبات کے بجائے شرعی احکام اور ذہن کو رہنما بنانے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ فاضل مصنفات نے خاص طور پر جو نکتہ اجاگر کیا ہے وہ یہ ہے کہ پیش آمدہ صورت حال کا منطقی طریقے سے تجزیہ کیا جانا چاہیے تاکہ اس سے بہتر نتائج نکل سکیں اور دوسرے مسائل بھی اسی طریقے سے حل کیے جانے چاہییں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان دونوں محترم خواتین نے اُمّہات المومنین رضی اللہ عنہن کے روشن کردار کو بطور عملی نمونہ پیش کیا ہے تاکہ مسلمان خواتین پیش آمدہ حالات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں اپنے کردار و عمل میں آسانیاں پیدا کر

سکیں۔ الغرض مسلمان عورتوں اور مردوں کے لیے یکساں مفید یہ کتاب انھیں زندگی کے حقائق کو صحیح تناظر میں دیکھنے اور ہر قسم کی افراط وتفریط سے احتراز کرنے کا سبق دیتی ہے تاکہ وہ تمام مسائل کو معروضی انداز میں حل کر سکیں۔ ان کے اپنے مسائل اسی انداز سے حل ہونے چاہییں اور دوسروں کے بارے میں بھی ان کی سوچ اسی کے تابع ہونی چاہیے۔ موجودہ شکل میں یہ کتاب جہاں عائلی زندگی کے دلچسپ تجربات کا مجموعہ ہے وہیں اس میں ازدواجی معاملات کے شرعی احکام وہدایات کو بھی بڑے احسن انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

اس کتاب کو اُردو کے قالب میں ڈھالنے کا فریضہ کہنہ مشق صحافی محمد یحییٰ خان نے بخوبی انجام دیا اور اس کی تصحیح وتہذیب کا کام ادارہ کے رکن محترم محسن فارانی صاحب اور پروفیسر حافظ شوکت علی نے انجام دیا۔

اُردو ایڈیشن میں احادیث کے عربی متن اور ان کی صحت وضعف کی وضاحت کر دی گئی ہے اور یہ کام رکنِ ادارہ مولانا عبدالرحمٰن ناصر صاحب نے بخوبی انجام دیا۔ فائنل پروف ریڈنگ اور تکمیلی مراحل تک پہنچانے کی ذمہ داری ادارے کے رکن حافظ آصف اقبال صاحب اور مولانا محمد عثمان منیب صاحب نے انجام دی اور کمپوزنگ اور ڈیزائننگ کا کام عبدالجبار غازی صاحب کے ہاتھوں انجام پایا۔

ہم ہر فرد و بشر کو‘ خواہ وہ مرد ہے یا عورت‘ اس کتاب کے مطالعے کی دعوت دیتے ہیں اور مشورہ دیتے ہیں کہ اس میں مسائل کے حل کے جو طریقے تجویز کیے گئے ہیں‘ انھیں زندگی کے

ہر شعبے میں بروئے کار لایا جائے۔

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

مدیر: دارالسلام الریاض‘ لاہور۔

مارچ 2005ء

اظہارِ تشکر

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو بلند و برتر اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتی ہیں کہ اس نے ہمیں یہ کتاب مکمل کرنے کی توفیق بخشی اور پھر اس کے لیے وقت' عزم وحوصلہ' مطلوبہ وسائل اور ذہنی استعداد عطا فرمائی۔ ہم اس پر بھی اللہ کا شکر بجا لاتی ہیں کہ اس نے اس کتاب کے مواد کے حصول میں ہماری رہنمائی کی اور اس سلسلے میں ہماری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا۔ اس نے ہمیں موقع اور ہمت عطا کی کہ ہم مسلمان خواتین کے دکھوں کے اندمال کا ذریعہ بن سکیں اور سب سے بڑھ کر اس بات پر کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا۔ ہم اس ذات بے ہمتا سے نہایت عاجزی کے ساتھ دعا کرتی ہیں کہ وہ ہماری اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے اور صراط مستقیم پر گامزن رہنے کے لیے ہماری رہنمائی فرماتا رہے۔

ہم اپنی ان بہنوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہیں جو تعددِ ازدواج کے مسئلے سے دوچار خواتین کی دلجوئی کے لیے معرض وجود میں آنے والے گروپ (Polygyny Support Group) میں شامل رہ چکی ہیں۔ ان کی طرف سے ملنے والے قیمتی مشوروں سے ہمارے حوصلے مزید بلند ہوئے اور ان سے ہم نے متعدد بار رہنمائی حاصل کی۔ ہم ان بہنوں کی بھی ممنون ہیں جنہوں نے ہمارے اولین مسودے پر تنقیدی نگاہ ڈالی' ہمیں اپنی تجاویز و آراء اور اپنے احساسات سے آگاہ کیا۔ ہم ان تشنگان علم کی بھی زیر بارِ احسان ہیں جنہوں نے اس کتاب کی نظر ثانی کی اور اس کی تصحیح اور اس پر تبصرے کیے۔

آخر میں ہم اپنے شوہروں کا خصوصی طور پر شکر ادا کرتی ہیں کہ وہ مسلسل ہماری تائید وحمایت کرتے رہے۔ ہم ان کا اس امر پر بھی شکریہ ادا کرتی ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کی تکمیل کے لیے ہمیں درکار آزادی اور فرصت مہیا کی اور اس تخلیقی کام میں ذرا بھی مخل نہیں

ہوئے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہیں کہ وہ انہیں اس دنیا کی زندگی میں برکت عطا فرمائے اور اخروی زندگی میں بھی سرخرو کرے۔ انہیں اپنے ان بندوں میں شامل کرے جنہیں قیامت کے دن اَصحابُ الیَمِیْن کہا جائے گا اور انہیں عذابِ قبر اور عذابِ جہنم سے بھی محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

جملہ حمد و ثنا اس اللہ کے لیے ہے جو اس ساری کائنات کا خالق ہے۔ ہم گواہی دیتی ہیں کہ اس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے آخری رسول ہیں۔

تعارف

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ ہم اس کی حمد بیان کرتی اور اس سے مغفرت کی طلب گار ہیں۔ ہم اپنے نفس اور اپنے اعمال کے شر سے اس کی پناہ مانگتی ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے' اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہی پر برقرار رکھے' اسے کوئی بھی ہدایت نہیں دے سکتا۔ ہم گواہی دیتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

امابعد! تعدّدِ ازواج پر انگریزی زبان میں اگرچہ کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن وہ زیادہ تر اس کے بنیادی قواعد وضوابط پر مشتمل ہیں تاہم اس کتاب میں ہمارا مقصد ان کی وضاحت یا ان کی تحقیق کرنا نہیں اگرچہ ہم نے ان قواعد کا سرسری طور پر ذکر کر دیا ہے لیکن ہمارا اصل مطمح نظر مسلمان خواتین کو تعدّدِ ازداج کے بارے میں خود سوچنے کی دعوت دینا اور انہیں اس قابل بنانا ہے کہ وہ اس مسئلے کا صحیح تناظر میں جائزہ لے سکیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اس کتاب کا دائرہ بہت وسیع اور متنوع ہے اور یہ اس موضوع پر انگریزی زبان میں دستیاب لٹریچر سے بے حد مختلف اور منفرد ہے۔

اس کتاب نے ہمارے اس احساس سے جنم لیا ہے کہ تعدّدِ ازواج کے تجربے سے دوچار ہونے والی خواتین فی الواقع مدد اور مشاورت کی مستحق ہیں۔ انہیں یہ مدد اور مشورہ خلوص اور شفقت کے ساتھ ملنا چاہیے اور اصل حقائق بغیر کسی لاگ لپیٹ کے ان کے علم میں آنے چاہییں۔ یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ اس موضوع پر ہونے والے بحث مباحثے میں افراط وتفریط سے کام لیا جاتا ہے اور دو انتہا پسندانہ نقطہ ہائے نظر سامنے آتے ہیں۔ ایک انتہا یہ ہے کہ بیک وقت ایک سے زائد بیویوں کا شوہر ہونا' پسندیدہ ترین بات سمجھی جاتی ہے اور جو عورت

اسے پسند نہیں کرتی اسے غیر صالح اور بے بہرہ و بے خبر خاتون قرار دیا جاتا ہے۔ جبکہ دوسری انتہا پر وہ لوگ ہیں جو تعددِ ازواج کے سخت مخالف ہیں اور اس سے ہر قیمت پر اجتناب کی وکالت کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس سے عورت کی قدر و منزلت میں فرق آ جاتا ہے اور جو خواتین اس کو گوارا کرتی ہیں ان سے یہ بات جبراً منوائی جائے کہ وہ خود اپنی قدر کرنا سیکھیں۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہ دونوں سوچیں راہِ اعتدال سے ہٹی ہوئی ہیں اور بعض صورتوں میں بہت مضرت رساں ثابت ہوتی ہیں' چنانچہ چند دیگر اسباب کے ساتھ یہ احساس اس کتاب کو منصہ شہود پر لانے کا باعث بنا اور ہم نے اس کتاب کی صورت میں حالات کی شاکی خواتین کو ایک ہمدرد و غم گسار دوست' ایک تجربہ کار معلم اور ایک ایسا کندھا مہیا کر دیا ہے جس پر وہ سر رکھ کر آنسو بہائیں اور اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر سکیں۔

ہمیں پختہ یقین ہے کہ ہر مسلمان عورت کسی نہ کسی طرح تعددِ ازواج کے مسئلے سے دوچار ہوتی ہے' خواہ مختصر ترین عرصہ کے لیے یا زیادہ عرصے تک اس سے متاثر رہی ہو' یا اب بھی اس تجربے سے گزر رہی ہو۔ کوئی خاتون خواہ کسی بھی طریقے سے اس سے متاثر ہوئی ہو یا اس کا انفرادی تجربہ کیسا بھی ہو' ہم نے ہر صورت حال سے نمٹنے اور ہر قسم کی مشکلات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے کارآمد گُر بتا دیے ہیں۔ امید ہے کہ وہ انہیں بہت مفید اور مؤثر پائیں گی۔

ہم نے یہ بات بھی ملحوظ رکھی ہے کہ بعض مسلمان خواتین کو تعددِ ازواج کا تجربہ اپنی سہیلیوں کے تجربات کے حوالے سے ہوا ہوگا' چنانچہ ہم نے ان کے لیے بھی مشورے اور قابلِ عمل تدابیر پیش کر دی ہیں جن کی بدولت وہ اپنی ان ضرورت مند سہیلیوں کی سچی ہمدرد اور غم گسار دوست ثابت ہوں گی۔ دیگر مسلم خواتین کو تعددِ ازواج کا پہلا تجربہ اپنے خاوندوں سے حاصل ہوا ہوگا جو ان کے سامنے ایک اور بیوی لانے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم نے ان خواتین کے لیے بھی اطمینان اور دلجمعی کا خاصا سامان مہیا کر دیا ہے۔ ان کے لیے متعدد کارگر نسخے اور مفید معلومات اکٹھی کر دی گئی ہیں جنہیں بروئے کار لا کر وہ اس صورت حال سے

بطریق احسن نمٹ سکیں گی۔ جہاں تک ان مسلم خواتین کا تعلق ہے جنہیں سوکن یا سوکنوں سے عملاً واسطہ پڑ چکا ہے' تو ہمارے پاس ان کے لیے بھی کئی مفید مشورے' مجرب نسخے اور الجھنوں کے حل موجود ہیں جن کی مدد سے ان کے گھر مہر و وفا کے گہوارے بن جائیں گے۔ بہر حال کسی مسلمان خاتون کو کسی بھی وقت سوکناپے کے مسئلے سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے۔ ہم نے اس مشکل کو آسان کرنے اور سوکن کے وجود کو ان کے لیے قابلِ برداشت بنانے کے لیے کئی قابل عمل تجاویز پیش کر دی ہیں۔

ان تجاویز و تدابیر اور مشوروں گُروں کی افادیت اپنی جگہ' مگر اس کتاب کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ ہم نے تعددِ ازواج کی صورت میں ایک مسلمان عورت کے کردار اور اس کے احساسات کی وضاحت کے سلسلے میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے کردار کو بطور عملی نمونہ پیش کیا ہے' کیونکہ ان سے زیادہ روشن مثال اور قابلِ تقلید کوئی دوسری شخصیت نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے کہ آج کسی کو یہ سن کر حیرت ہو کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دلوں میں بھی اپنے شوہرِ نامدار کے لیے بے پناہ محبت تھی۔ یہی محبت انہیں ایک دوسری سے بڑھ کر خاوند کو چاہنے اور ان سے قریب تر ہونے پر اکساتی تھی۔ باہمی رقابت اسی خواہش کا لازمی نتیجہ ہوتی ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا' وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیاہی ہوئی تھیں جو زمانے بھر کی عظیم ترین شخصیت تھے۔ یہاں پہنچ کر بہت سی مسلمان بہنیں کہہ سکتی ہیں کہ ازواجِ مطہرات جیسی عظمت و بلندی ہم کہاں سے لائیں؟ ہمیں تو اپنی بات سوچنی ہے۔ اس ضمن میں ہمارا موقف یہ ہے کہ ٹھیک ہے آج کی مسلمان عورت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نہیں بن سکتی لیکن وہ ایک مومنہ تو بن سکتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے زیور سے آراستہ ہو کر دوسروں سے تو بہتر ہو سکتی ہے؟ اگر ہم نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اپنے لیے نمونۂ عمل نہ بنائیں تو کس کو بنائیں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو تعدد ازواج کی عملی خرابیوں کے اس دور میں ایک اچھی مثال سے محروم ہو جائیں گے۔

یہ کتاب تعددِ ازواج سے متعلقہ مسائل اور ان سے جنم لینے والے احساسات کو سامنے

رکھ کر مرتب کی گئی ہے۔ ہم سب جانتی ہیں کہ مسلمان خواتین کی بھاری اکثریت یک زوجی (Monogamous) مزاج رکھتی ہے اور خاوند کا دوسری بیوی لے آنا ان کے لیے سخت رنج و غم اور خوف کا باعث بن جاتا ہے۔ لیکن ہم امید کرتی ہیں کہ اس کتاب کو پڑھ کر وہ پیشگی ذہنی طور پر اس صورت حال کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گی اور ان کے دلوں میں پیدا ہونے والا خوف دور ہو جائے گا۔ ہم نے انہیں اداسیوں اور خدشات سے بے نیاز کرنے کے لیے انتہائی خلوص کے ساتھ قابل عمل تجاویز اور تدابیر پیش کی ہیں اور انہیں ایسی خواتین کے خیالات اور تجربات سے آگاہ کیا ہے جو اس آزمائش میں کامیاب و کامران رہی ہیں۔ یہاں یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ ہمارے ہاں حقیقی کامیابی اور سرخروئی وہی ہے جو آخرت میں ہمارے حصے میں آئے اور ہمیں اس آخری منزل ہی کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔

یہ کتاب اگرچہ خواتین سے تعلق رکھتی ہے اور انہی کے لیے لکھی گئی ہے' تاہم یہ مسلمان مردوں کے لیے بھی بہت مفید ثابت ہوگی۔ اِن شاء اللہ یہ انہیں تعددِ ازواج کے بارے میں عورتوں کے جذباتی احساسات کی گہرائی کو سمجھنے اور جاننے میں مدد دے گی اور وہ اس سے حاصل ہونے والی بصیرت کی روشنی میں دانش مندانہ فیصلے کر سکیں گے۔ ہم دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مسلمانوں کی اجتماعی بھلائی کا ذریعہ بنائے اور یہ دعا بھی کرتی ہیں کہ مسلمان خواتین کی روزمرہ زندگی امن و سکون اور خوشیوں سے مالا مال ہو جائے۔ وہ ہر آزمائش کا جرأت و استقامت کے ساتھ مقابلہ کریں اور ہمارے تقوےٰ' صبر اور ایمان میں روز بہ روز اضافہ ہوتا رہے۔

امّ عبدالرحمٰن ہرشفیلڈر

امّ یاسمین رحمان

اکتوبر 2002ء / شعبان 1423ھ

مقدمہ

اس کائنات کے مختلف اجزاء وعناصر میں تزوتج اور توالد وتناسل کا عمل ایک فطری اور حیاتیاتی اسلوب پر ازل سے جاری وساری ہے۔ اس سلسلے میں پرندوں' مویشیوں اور مختلف جانوروں کے باہمی تعلقات کے علاوہ مختلف نباتات اور فصلوں میں بھی تزوتج کا حیاتیاتی عمل دکھائی دیتا ہے۔ بعینہ انسانوں میں بھی توالد وتناسل کے لیے تزوتج کے فطری جذبات موجود ہیں اور ان کے اظہار کے مختلف طریقے مختلف زمانوں میں رائج رہے ہیں۔ آسمانی مذاہب اس حقیقت پر متفق اللسان ہیں کہ اس کائنات کا پہلا جوڑا حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام پر مشتمل ہے۔ تخلیق کے لحاظ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سبقت حاصل ہے۔ قدرت نے اس کی تنہائی کے اثرات کو مٹانے اور ختم کرنے کے لیے انہیں ایک بہترین ساتھی سے نوازا اور یہ حضرت حوا علیہا السلام تھیں پھر نسل انسانی کی بقا وتسلسل کے لیے نکاح مشروع کیا گیا۔

نکاح وہ تہذیبی اور ثقافتی فریضہ ہے جو نسل انسانی کی نشو ونما کیلئے ناگزیر اور انسان کی صنفی' جنسی اور جبلی ضروریات کی تسکین کیلئے ایک فطری وظیفہ ہے۔ اس سے نہ صرف انسان کی جنسی جبلت کا تزکیہ ہو جاتا ہے بلکہ انسانی تہذیب کے تسلسل کی ایک ضمانت بھی فراہم ہوتی ہے۔ یہی باعث ہے کہ دنیا کے ہر مذہب اور تہذیب میں زوجیت کے رشتے کو اختیار کرنے کی ترغیب ہے۔

اس حقیقت پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ دنیا کے تمام آسمانی اور غیر آسمانی مذاہب و ادیان میں نکاح اور زوجیت کے عمل کو حیاتیاتی' اخلاقی' طبعی' جنسی معاشرتی' مذہبی' نفسیاتی' جبلی اور تمدنی سطح پر تسلیم کیا گیا ہے' مگر اس کے مظاہر ورسوم مختلف رہے ہیں۔ ہمیں زمانۂ وحشت و جاہلیت کے ان اقوام کے ہاں بھی' جو کسی مخصوص مذہب پر یقین نہیں رکھتیں' رشتۂ زوجیت کو اختیار کرنے کے آداب ورسوم کا ذکر ملتا ہے۔ یوں عائلی تعلقات کی تاریخ میں ہمیں بہت دلچسپ مظاہر اور آداب ورسوم دکھائی دیتے ہیں۔ جس میں بعض اوقات ایک شوہر کئی بیویوں سے شادی

رچا تا ہے جس کیلئے انگریزی میں (Polygyny) کی اصطلاح رائج ہے۔ بعض علاقوں اور تہذیبوں میں ایک عورت بھی کئی شوہروں سے بیک وقت ازدواجی تعلقات اختیار کرتی تھی جو اصطلاح میں (Polyandry) یا نسوانی کثیر الازدواجی کہلاتی ہے۔ ایک خاتون کا ایک ہی مرد سے شادی کرنا یا ایک شوہر کا ایک ہی بیوی پر اکتفا کرنا اصطلاحاً (Monogamy) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اسلامی تہذیب اور قواعد شریعت میں عائلی زندگی کے مخصوص ضوابط وضع کیے گئے ہیں' نکاح کب ہونا چاہیے؟ کس سے ہونا چاہیے؟ کیسے ہونا چاہیے؟ کس عمر میں ہونا چاہیے؟ کس تعداد میں ہونے چاہئیں؟ کن کی موجودگی میں ہونے چاہئیں؟ نکاح سے قبل ہونے والے جوڑے کے حقوق کی اخلاقی حدود کیا ہیں؟ نکاح میں کفو کی نوعیت اور کیفیت کیا ہے' نیز نکاح کے آداب ومسائل کیا ہیں؟ ان سب کے لیے شریعت نے ایک مستقل ضابطہ تجویز کیا ہے' جس کے باعث اسلام میں نکاح کی تقریب اسلامی تہذیب کی سب سے نمائندہ اور باوقار تقریب ہے' جس میں ایک صالح تمدن کی بنا کے لیے ایک مہذب جوڑے کو نکاح کے ذریعے سے نسل نو کی نشوونما کا ذریعہ گردانا جاتا ہے۔ پھر نکاح کے بعد حقوق الزوجین کا مستقل باب ہے۔ بچوں کی پیدائش کی صورت میں ان کے حقوق وفرائض کا واضح تعین کیا گیا ہے۔ والدین کی موجودگی کی سعادت میسر ہو تو ان کی خدمت واطاعت کا دائرہ واضح کیا گیا ہے۔ خدانخواستہ کسی ذہنی' اخلاقی یا نفسیاتی صورت حال کے پیش نظر میاں بیوی کے درمیان اختلاف کی خلیج پیدا ہو جائے تو ایک دوسرے سے الگ ہونے کے لیے طلاق اور خلع کی ناگزیر صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اگر زوجین کے درمیان اتہام اور بہتان کی صورت پیدا ہو جائے تو اس کا شرعی علاج تجویز کیا گیا ہے۔ یوں اسلام معاشرتی ذمہ داریوں اور تمدنی اوضاع واطوار کے لیے مناکحت وزوجیت کا ایک مستقل ضابطہ پیش کرتا ہے۔ جو آج کی دنیا میں سب سے مؤثر رشتہ' زوجیت کی ضمانت اور مختلف جوڑوں کی باہمی عصمت وعفت اور پاک دامنی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

معاشرتی زندگی کی تعمیر میں نکاح اور زوجیت کی ضرورت ایک مسلمہ امر ہے۔ اس لحاظ

سے تمدن کی بنا جس جوڑے کے ذریعے سے رکھی جاتی ہے' اس میں عورت کا کردار اور اس کا سماجی وقار بہت ناگزیر ہے۔ اسی باعث اسلام نے عورت کو ایک مقدس درجہ دیا ہے اور اس کے حقوق کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر کے صدیوں سے اعلیٰ اور برتر مقام دیا ہے۔ اگر کہیں کسی مسلم معاشرے میں عورت کے اس اسلامی درجے اور تمدنی مرتبے سے فروتر کوئی صورت دکھائی دے تو یہ اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت یا کسی کی ذاتی جہالت کا اظہار ہوگا۔ اسلام اس نوعیت کے طرز عمل یا طرز سلوک کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اسلام کے مقابلے میں دوسرے مذاہب اور تہذیبوں کا مطالعہ کیا جائے' تو ان میں عورت یا تو اپنے فطری دائرے سے بہت باہر نکلتی ہوئی دکھائی دیتی ہے یا پھر وہ ایک مظلوم' لاچار اور بے کس مخلوق نظر آتی ہے۔ غیر اسلامی تہذیبوں اور مذاہب میں اسے بہت نازیبا اور ناروا لفظوں سے یاد کیا گیا ہے۔ یونان کی سرزمین اپنے فلسفیانہ آہنگ میں بہت ممتاز ہے مگر عورت کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر بہت مایوس کن دکھائی دیتا ہے۔ ان کے اس قول کو بہت اہمیت حاصل ہے کہ آگ کے جلے اور سانپ کے ڈسے کا تو علاج موجود ہے مگر عورت کی شر انگیزی کا علاج ممکن نہیں۔ یورپی اور مغربی ادبیات میں اس بیچاری کیلئے کوئی ہمدردانہ رویہ موجود نہیں ہے۔ معاشرتی دائروں میں اسے محتاجی اور سماجی استحصال کا بدترین نمونہ بنا دیا گیا ہے۔ وراثت کے نظام میں اسے کچھ ملنے کے بجائے وہ خود ترکے کا سامان قرار دے دی گئی ہے۔ عہد نامہ قدیم اور جدید میں بھی اس کی عزت و توقیر کیلئے کوئی موزوں جذبات نہیں ملتے۔ برصغیر کی عورت تو مظلومیت اور مجبوری کی انتہا پر دکھائی دیتی ہے۔ ہندو تعلیمات اور احکام کی مشہور کتاب ''منوسمرتی'' میں پنڈت دیانند سرسوتی عورت کے بارے میں اپنی رائے یوں دیتا ہے: ''عورت خواہ بچی ہو یا جوان یا بوڑھی ہر حال میں کوئی کام بھی خود مختاری سے نہ کرے۔'' (منوسمرتی 5/147) ''کیونکہ وہ بچپن میں اپنے باپ' جوانی میں شوہر اور بیوہ ہو جانے کے بعد بیٹوں کے اختیار میں ہے' اس لیے وہ کبھی خود مختار بن کر نہ رہے۔'' (منوسمرتی 5/145)

اہل علم ہندومت میں برہمچاری کے تصور سے آگاہ ہیں' جس میں تجرد کی زندگی کو بہت عظمت

کی دلیل گردانا گیا ہے۔ان کے ہاں ایسے سادھوؤں کی پرستش کی روایت ہے جو اپنے آپ کو جنسی تعلقات سے محفوظ رکھتے ہیں۔ ایسے ہی بدھ مت کی تعلیمات میں یہ لکھا ہوا ہے کہ عورت سے تعلق رکھنے والا نروان حاصل نہیں کرسکتا۔ بعثت نبوی سے قبل عرب وحجاز کے معاشرے میں بھی عورت اپنے مقام ومرتبہ سے بہت گری ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ بعض قبائل میں انہیں پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کردیا جاتا تھا۔ کثرت ازدواج (Polygyny) یا نسوانی کثیر الازدواجی (Polyandry) پر کوئی قدغن نہیں تھی۔ ایک مرد دس دس بارہ بارہ نکاح کرلیتا تھا۔ پھر منکوحہ کو الگ کرنے اور دھتکار دینے میں کوئی اخلاقی حس رکاوٹ نہ تھی۔ مرد جتنی بار چاہے طلاق دے دے اور پھر جب اس کا دل چاہے اسے واپس بلالے۔ عورت اس کے ہاتھ میں ایک مظلوم کھلونے سے زیادہ کوئی حیثیت نہ رکھتی تھی۔ والد کے انتقال کے بعد یہی بیویوں کی تعداد بیٹوں کے ترکے میں تقسیم ہو جاتی تھی۔ سوتیلی والدہ سے نکاح میں تو کوئی عیب نہ سمجھا جاتا تھا۔ یوں ایک خاتون مظلومیت کے ماحول میں آنکھ کھولتی اور پھر ناگفتہ بہ حالات میں زمین کی گود میں اتر جاتی۔

اسلام کی آمد اور نبی ﷺ کی بعثت سے عورت کے بارے میں ان جاہلانہ تصورات میں پہلی مرتبہ ایک مثبت تبدیلی واقع ہوئی۔ شریعت نے پہلی مرتبہ عورتوں اور مردوں کے درمیان ایک ایسی معاشرتی اخوت پیدا کی، جس کے نتیجے میں اسلام کا شاندار خاندانی نظام وجود میں آیا۔ جس کی بنا پر فحش، زنا کاری، بداخلاقی اور بداطواری کی بہت سی شکلوں اور صورتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ اب خواتین کے پیدا ہونے، بڑا ہونے، جوان ہونے، نکاح کرنے، اولاد پیدا کرنے اور پھر اپنی زندگی میں بیوگی کا داغ دیکھنے کی صورت میں ہر مرحلے پر اسے چند مخصوص حقوق حاصل تھے۔ ظلم کی وہ تمام قبیح شکلیں جو عہد جاہلیت میں عورت کے سلسلے میں عام تھیں، انہیں یکسر ختم کردیا گیا۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا، حتیٰ کہ معاشرتی اور خاندانی تعمیر اور ریاستی دائرے میں ان کے مناصب ووظائف کا بھی تعین کردیا گیا۔ قرآن مجید اور احادیث میں عورتوں کے حقوق کا مستقل چارٹر موجود ہے۔ عورت کے دیگر حقوق کے علاوہ اس کے معاشی حقوق کا بھی تعین کیا گیا۔ نکاح

کی صورت میں مہر، بیوگی کی صورت میں وراثت کا حصہ، طلاق کی صورت میں نکاح ثانی کا حق اور بیوی کی حیثیت سے گھریلو نان ونفقہ کی شوہر پر ذمہ داری نے بعض حالات میں عورتوں کی صورت حال کو مردوں سے بہت بہتر بنا دیا۔ یوں اسلام نے عورتوں کو ان کے حقوق اور عائلی زندگی کا ایسا پیکج (نظام) دیا کہ جس سے اسلامی تہذیب وتمدن کی درخشانی وابستہ ہے۔ اس موقع پر عورت کے عائلی حقوق اور تمدنی مقام کو ذرا تفصیل سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

کسی خاندان میں بچی کی پیدائش کو اسلام نے نحوست کی بجائے ایک رحمت و برکت کی علامت قرار دیا ہے۔ اس کی تعلیم وتربیت پر خصوصی اجر اور رسول کریم ﷺ کی جنت میں ہمسائیگی کا شرف حاصل ہونے کی خوش خبری دی ہے۔ جوانی میں شوہر کے انتخاب میں اس پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔ نکاح کے لیے اس کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ہے۔ والدین بھی اگر کسی نوعیت کی زیادتی کا ارادہ رکھتے ہوں تو اسلامی ریاست کے ذمے داران اس کے وارث اور ولی بن جاتے ہیں۔ نکاح کے بعد مرد کی نالائقی، ذہنی پستی، بداخلاقی اور بداطواری کی صورت میں شریعت نے اسے خلع کے ذریعے سے علیحدگی کا حق دے رکھا ہے۔ عدت کے بعد وہ دوسری جگہ اپنی شادی کا حق رکھتی ہے۔ بیوہ ہو جانے کی صورت میں اسے متعینہ عدت کے بعد نکاح ثانی کا حق حاصل ہے۔ طلاق کی صورت میں عدت کے بعد وہ کسی دوسرے مرد سے شادی کا حق رکھتی ہے۔ ان سب تعلیمات پر اسلامی سوسائٹی میں چودہ سو سالوں سے مسلسل اور مستقل عمل ہو رہا ہے۔ اور اس ثقافتی قدر نے اسلام کے خاندانی نظام کو منفرد اور مضبوط بنا رکھا ہے۔ شریعت میں حدود وتعزیرات کا ایک مستقل باب ہے، اس میں عورت کے لیے بہت سے تحفظات کا ذکر ہے، جس میں اس کی جان و مال، عزت و ناموس، تعلیم وتربیت، احتساب و مسئولیت، عدالتی چارہ جوئی اور بہت سے دوسرے حقوق کی پاسداری کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یوں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ نے ایک مسلمان خاتون کو ایسے سماجی اور عائلی تحفظات اور حقوق عطا کر رکھے ہیں جن کا کوئی دوسری تہذیب اور مذہب تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ

غیر اسلامی ممالک میں غیر مسلم خواتین مسلم مردوں کے ساتھ شادی کرنے میں عافیت اور عزت محسوس کرتی ہیں۔ بعثت نبوی کے دور میں نکاح کی آٹھ صورتیں موجود تھیں' جن میں سے اسلام نے صرف ایک صورت کو برقرار رکھا اور باقی ماندہ کو ترک کر دیا۔

اسلام اور شریعت میں نکاح کو مرد کی فطری شہوانیت کی تسکین کا جائز ذریعہ قرار دیا گیا ہے' مگر اس مقام پر یہ نکتہ لائق توجہ ہے کہ آیا ایک مرد کو ایک سے زائد عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں اور اگر بوجوہ اس کی گنجائش اور ضرورت ہے تو پھر اس کے آداب و شرائط کیا ہیں؟ یہ بات ایک اصول کے طور پر سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام دین فطرت ہے اور وہ کسی ایسی بات کی اجازت نہیں دیتا جو اخلاق عامہ کے منافی ہو یا جس سے کسی معاشرتی فساد کا اندیشہ ہو۔ اب یہاں ہم کثرت ازدواج یا (Polygyny) کے اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہیں۔

کثرت ازدواج کا ایک حیاتیاتی پہلو بھی ہے' جس پر اسلامی نقطۂ نظر کے علاوہ خالص سیکولر تناظر میں طبی ماہرین اور حکمائے جنس نے بھی اپنے تجربات' مشاہدات اور مطالعات کو پیش کیا ہے' جو سراسر اسلامی موقف کی تقویت کا باعث ہیں۔

- یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مرد کی جسمانی ساخت' عورت سے مختلف اور مضبوط ہے۔
- مرد خلقی طور پر عورت کیلئے کشش محسوس کرتا ہے اور یہ کشش جنسی تسکین کا تقاضا کرتی ہے۔
- مرد حسن کی گرویدگی کا آسانی سے شکار ہو جاتے ہیں' وہ ایک پیکر جمیل سے متاثر ہو کر پھر اسے حاصل کرنے اور اس سے اپنی جنسی پیاس بجھانے کے لیے بے قرار رہتے ہیں۔
- مردوں میں ایک قدرتی کیمیکل ''پی ای اے'' (Phenylethylamine) کے نام سے موجود ہے۔ اس قدرتی کیمیکل کے باعث مرد عورتوں کی نسبت زیادہ رومانویت کا شکار ہوتے ہیں اور اپنی مخالف جنس سے بہرنوع وابستگی کی شدید خواہش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔
- مردوں میں جو اجزاء جنسی خواہشات کو بڑھاتے ہیں ان میں ایک حیاتیاتی کیمیاوی مادہ ''فوطیرون'' (Testosterone) ہے' جو ان میں عورتوں کی نسبت دس سے بیس فیصد زیادہ

ہوتا ہے۔ یہ مادہ جنسی خواہشات کو بڑھانے اور برقرار رکھنے کا موجب ہے۔ یہی حیاتیاتی عنصر بسا اوقات مردوں کو جنسی تسکین کے ایک سے زائد ذرائع کو اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اسلام جنسی تسکین کے ناپاک ذرائع کو اختیار کرنے کی نسبت انہیں تعدد ازدواج کے فطری چینل (راستے) کو اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہے جو ایک وقت میں چار سے زیادہ خواتین نہیں ہو سکتیں۔

○ مردوں کے اعضاء کی ساخت ایسی ہے کہ عورتوں کی نسبت ان کے قویٰ میں ایک قوت' جوش اور جذبہ کی فراوانی ہوتی ہے جو صرف کسی ایک ہی جسم کے ساتھ وابستہ رہنے میں بعض اوقات تسکین محسوس نہیں کرتا۔

○ عورت اپنی ساخت' طبیعت اور فطری وظائف (حیض و نفاس اور بچوں کی پیدائش) کے باعث کمزور رہتی ہے اور بعض اوقات وہ مرد کی جائز تسکین کا سامان فراہم نہیں کر سکتی یا بعض حالات میں وہ ایسی صورتوں میں موجود یا مبتلا ہوتی ہیں کہ مرد ان سے جنسی تعلقات استوار نہیں کر سکتا۔ وضع حمل سے کچھ پہلے اور کچھ بعد کے اوقات اسی نوعیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں مرد کی جنسی تسکین کیلئے جائز راستہ تعدد ازدواج ہی کا باقی رہ جاتا ہے۔

○ عورتیں کچھ بچوں کو جنم دینے کے بعد اپنی ساخت اور صحت میں وہ معیار اور کشش کھو دیتی ہیں' جس کے باعث مرد ان کے ساتھ رجوع میں وہ ذوق و شوق محسوس نہیں کرتا' لہٰذا وہ اپنی جائز جنسی تسکین کیلئے کسی نئے وجود کا متلاشی ہوتا ہے۔ اسلام اس صورت میں بھی کسی مسلمان کو جائز راستوں کے ذریعے سے تسکین حاصل کرنے کے علاوہ کسی دوسری بداخلاقی کی اجازت نہیں دیتا۔ ایسی صورت میں تعدد ازدواج ہی ایک واحد شرعی اور اخلاقی راستہ باقی رہ جاتا ہے۔

○ تاریخی اعتبار سے افراد اور معاشروں کا جائزہ لیں تو مرد ہر دور میں ذہنی اور نفسیاتی سطح پر ایک سے زیادہ عورتوں سے تعلق کا خواہاں رہا ہے۔ ایک سے زیادہ نکاح اس کی طبیعت کا مطالبہ رہا ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام جو براہ راست اللہ تعالیٰ کی تربیت میں ہوتے ہیں' ان

کے ہاں بھی ایک سے زیادہ نکاح کی مثالیں ملتی ہیں۔

○ غیر آسمانی مذاہب میں بھی کثرت ازدواج کی مثالیں ملتی ہیں۔ اسلامی اور غیر اسلامی لٹریچر میں تعدد ازدواج کی یہ مثالیں واضح کرتی ہیں کہ تعدد ازدواج کو ایک ضرورت کے طور پر تسلیم کرلیا جائے۔

○ بعض حالات میں بانجھ اور عقیم عورتیں اپنی طبی اور جسمانی کمزوری کے باعث اولاد پیدا کرنے سے' شدید خواہش کے باوجود' قاصر رہتی ہیں۔ ایسی صورت میں وہ خود یا ان کے شوہر ایک نئے نکاح کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں بعض خواتین اپنے شوہر کو دوسرے نکاح کی اجازت دیتی ہیں تاکہ وہ کم از کم اپنے شوہر کے حرم میں بقیہ زندگی کے دن عافیت سے گزار سکیں۔

○ بسا اوقات تعدد ازدواج ایک تمدنی ضرورت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ دنیا کے مختلف زمانوں اور مختلف حصوں میں بعض اوقات مردوں کی تعداد عورتوں سے کم ہو جاتی ہے۔ اگر عورتوں کی اس فطری کثرت کو تعدد ازدواج کے ذریعے سے حل نہ کیا جائے تو خود اس بات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس سے کیسی انارکی' بداخلاقی' بے حیائی اور ضعف تمدن کے اسباب پیدا ہوں گے۔

○ اقوام و ملل اور ممالک کے درمیان باہمی خانہ جنگیاں اور حرب و ضرب کے معرکے دونوں طرف کے جوان سورماؤں کو مقتل کی زینت بنا دیتے ہیں' جس کے باعث مصروفِ جنگ ملکوں میں مردوں کی نسبت عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے' اس صورت حال سے نپٹنے کا واحد ذریعہ تعدد ازدواج ہے۔ بصورت دیگر معاشرے میں جو فساد پیدا ہوتا ہے' اس کا علاج کسی دوسرے طریقے سے ممکن نہیں ہے۔ جنگی مقتولین کے علاوہ کچھ لوگ اس قدر شدید زخمی یا اپاہج ہو جاتے ہیں کہ وہ عورتوں کے فطری وظائف ادا کرنے کے لائق نہیں رہتے۔ قدیم زمانے میں عورتوں کی اس بڑھی ہوئی تعداد کا ایک غیر مہذب حل یہ نکالا جاتا

تھا کہ ملوک وسلاطین ان میں سے دوشیزاؤں کی ایک بڑی تعداد کو اپنے حرم اور محلات میں کنیزوں اور باندیوں کی شکل میں ظالمانہ طریقے سے باندھ رکھتے تھے۔

اب ان تمام مذکورہ صورتوں کا ایک نظر جائزہ لیں اور پھر یہ فیصلہ کریں کہ آیا قرین انصاف صورت یہ ہے کہ عورتوں کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ معاشرے میں گندگی اور ناپاکی پھیلاتی رہیں' یا پھر اسلامی شریعت نے مردوں کو چار کی حد تک انصاف اور عدل کے ساتھ نکاح کرنے کی جو اجازت دی ہے' وہ اس مسئلے کی ایک جائز اور فطری صورت ہے۔

تعدد ازدواج کا مسئلہ مختلف مذاہب میں موجود ہے۔ عہد نامہ قدیم یعنی تورات کا مطالعہ کیا جائے تو تعدد ازدواج کے یہ اعداد و شمار دکھائی دیتے ہیں۔

- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔ (کتاب پیدائش: 16/4' 18/15 اور 25/1)
- حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں۔
(کتاب پیدائش: 29/3' 29/34' 29/28 اور 29/29)
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں۔
(کتاب خروج: 2/31' قاضیوں: 1/16 اور قاضیوں: 4/16)
- سموئیل کے مختلف ابواب میں حضرت داود علیہ السلام کی نو بیویوں اور دس حرموں کا ذکر ملتا ہے۔
- عہد نامہ قدیم (تورات) کے باب سلاطین میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی سات سو بیویوں اور تین سو حرموں کا ذکر ملتا ہے۔

معروف یہودی مؤرخ ابرام لیون ساچر (Abram leon sacher) اعتراف کرتا ہے کہ یہودیت میں تعدد ازدواج کی کوئی ممانعت نہیں۔ ازمنۂ وسطیٰ کے ایک یہودی مذہبی رہنما جیرشام (Gersham) نے تو یہاں تک اجازت دے دی ہے کہ ایک شخص اس قدر بیویاں رکھ سکتا ہے' جس قدر کہ اس میں استطاعت موجود ہے۔ گائیڈون (Gideon) کی بیویوں کی تعداد ستر بیان کی جاتی ہے۔ [1]

---

[1] Abram leon Sacher, "A history of the Jews, new yark, 1972 P 94

عیسائیت میں تعدد ازدواج کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے بلکہ وہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے دفاع اور فروغ کے لیے مبعوث ہوئے۔ یہی باعث ہے کہ اناجیل میں تعدد ازدواج کی توریتی آیات اور تعلیمات کے خلاف کوئی بات نہیں ملتی۔ البتہ انجیل متی کے باب 25 میں ہمیں یہ پڑھنے کو ملتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی آمد کی خبر میں دس کنواریوں کا ذکر کیا ہے' جن میں سے پانچ نے دولھا کے ساتھ شادی کی اور ان کے گھر گئیں اور جو پانچ پیچھے رہ گئیں ان کیلئے دروازہ نہیں کھولا گیا۔ مشہور برطانوی شاعر ملٹن انجیل کی اسی تعلیم کے باعث ایک سے زیادہ بیویوں کے جواز کا قائل تھا۔

ابھی تک ہم نے آسمانی مذاہب کے حوالے سے تعدد ازدواج کا جائزہ لیا ہے' غیر آسمانی مذاہب کی کتب اور تواریخ میں بھی اس موضوع پر بہت دلچسپ حقائق سامنے آتے ہیں۔ کثیر الازدواجی مردانہ کی طرح ہندوؤں میں کثیر الازدواجی نسوانی (Polyandry) کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ ''رگ وید'' کے منڈل 10 'سوکت 109 'منتر 6-7 کے حوالے سے اس عبارت کا مطالعہ کیجیے:

''اگر کسی عورت کے پہلے دس غیر برہمن خاوند ہوں۔ اگر برہمن اس کا ہاتھ پکڑ لے' تو وہ اکیلا اس کا خاوند سمجھا جائے گا۔ کیونکہ برہمن ہی عورتوں کا مالک یا خاوند ہے نہ کہ کھشتری اور ویش۔''

ہندومت میں اس بداخلاقی کی اجازت بھی دی گئی ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی سے بچہ پیدا نہ کر سکے تو وہ اپنے دیور سے ملاپ کر کے بچہ پیدا کر لے۔

ہندوؤں کے راجہ وشرتھ کی تین بیویاں اور ساڑھے تین سو لونڈیاں تھیں۔ اس کی مہارانی ''سیتا'' کا جب سوئمبر رچایا گیا تو اس کی عمر صرف پانچ سال تھی۔ ''مہابھارت'' میں اس نوعیت کے بہت سے واقعات ہیں' جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دروپدی کے پانچ خاوند تھے۔ ''پرانوں'' کی روایت کے مطابق نریسی کنیا سے سات رشیوں (مذہبی رہنماؤں) نے ایک ساتھ شادی کی' اسی طرح دارکشی نامی منی کنیا سے دس برہمن بھائیوں نے ایک ساتھ بیاہ رچایا۔

یاد رہے کہ یہ بھائی مقدس ویدوں کے مصنف بھی ہیں۔ (بحوالہ ویدارتھ پرکاش، ص:143)

پندرھویں صدی میں وجیانگر (دکن) کے حاکم دیوراجہ کی بارہ ہزار بیویوں کا ذکر ونسنٹ سمتھ نے کیا ہے، جن میں سے تین ہزار اس کی وفات پرستی کی رسم میں زندہ جل گئیں۔ جس مذہب میں جنس کو عبادت کا درجہ حاصل ہو۔ مرد اور عورت کے اعضائے مخصوصہ کے باقاعدہ بت بنا کر آج بھی مندروں میں موجود ہوں۔ زنان بازاری کو دیوداسیاں بنا کر ہندو مندروں کے زائرین کی عیاشی کے لیے پیش کیا جاتا ہو۔ ہندی علم الاصنام میں مختلف بتوں کی تراش خراش میں جنسی آلات اور اعضاء کو لطافتوں اور نزاکتوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہو۔ یہ سب اہتمام اگر کثیر الازدواجی مردانہ (Polygyny) اور کثیر الازدواجی نسوانی (Polyandry) کے اثرات اور جذبات پیدا نہیں کرے گا تو اور کیا ہوگا۔ اس نوعیت کے اثرات بعض افریقی قبائل اور اقوام اور چند دوسرے علاقوں کی تہذیبوں میں بھی موجود رہے ہیں۔ ان کی تفصیلات کے لیے Encyclopaedia of Islam Vol:VIII Ed.1955 کے صفحہ 26 سے آگے نکاح کے مضمون کو دیکھا جائے اور اسی طرح (The Encyclopaedia of of Religions Vol 9, P:218) کے مضمون "Marriage" کی تفصیلات بھی قابل توجہ ہیں۔

انسانی تہذیب کے ارتقاء میں جنسی تسکین اور شہوانی راحت کی خاطر عورتوں سے تعلق پیدا کرنے کے مختلف تصورات اور مظاہر رہے ہیں۔ بعض تہذیبوں میں تو عورت کو بدی کا مرکز اور شیطان کی کارگاہ بتایا گیا ہے، ایسی تہذیبوں میں شادی اور نکاح کے عمل سے دور رہ کر تجرد کو روحانیت اور اخلاقی عظمت کا سبب بتایا گیا ہے۔ جہاں تک مردانہ کثیر الازدواجی (Polygyny) کا تعلق ہے، اس موضوع کی حمایت اور مخالفت میں ان دنوں بہت کچھ لکھا جا رہا ہے۔ مغرب میں بالخصوص اس مبحث پر بہت سے قانونی اور اخلاقی دلائل کا انبار لگایا جا رہا ہے۔ مغربی ممالک کے بعض خطوں میں مرد کے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کو قانوناً اور اخلاقاً معیوب سمجھا جاتا ہے۔ یہ الگ بحث ہے کہ اپنے فطری اور جبلی جنسی تقاضوں کی تسکین کے لیے وہ چوری چھپے یا ظلم و جور

سے کیا کیا گل کھلاتے ہیں۔ مغرب کے لٹریچر میں اس سلسلے میں جو لوازمہ (مواد) ہمیں مطالعے کو ملتا ہے' وہ حقیقتاً ایک مرقعِ عبرت ہے۔ ان ممالک میں مرد کی ایک سے زیادہ شادیوں کو ظلم اور اتلافِ حقوق سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لہٰذا ان ممالک میں ایسی قانون سازی ہے کہ جس کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کی جا سکتی۔ حالانکہ تعدد ازدواج کے مسئلے کو محض جنس زدگی یا شہوت رانی کا ذریعہ نہیں سمجھنا چاہیے' بلکہ اس کے پس منظر میں بہت سے معاشی' معاشرتی' علاقائی' ثقافتی' عسکری' طبی اور جغرافیائی عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ خالص دینی اور مذہبی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ایک سے زیادہ شادیوں پر کوئی پابندی نہیں۔ اسلام میں چار کی تحدید' نان و نفقہ کی ذمہ داری اور اس کے ساتھ عادلانہ طرزِ عمل کی بندش موجود ہے۔ لیکن بعثت نبوی سے قبل انبیاء ورسل کی سوانح کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں تعدد ازدواج کے سلسلے میں کوئی تعیین دکھائی نہیں دیتی۔ ایسے ہی غیر اسلامی تہذیبوں میں بھی اس موضوع پر کوئی تحدید کی مثال یا شکل سامنے نہیں آتی۔ اس صورت میں عرب و حجاز کا خطہ ایک خاص انفرادیت کا حامل ہے کہ جہاں تاریخ کے ہر عہد میں تعدد ازدواج کو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن سمجھا گیا ہے۔ اسلامی شریعت نے تعدد ازدواج کے اس پہلو کی چند ضوابط کے ساتھ تحدید کی ہے۔ اسلام نے انسانی فطرت کے اس وظیفے کو بہت عمدگی اور شائستگی کے ساتھ ایک مہذب ضابطے میں ڈھال دیا ہے۔

پیشِ نظر کتاب "From Monogamy To Polygyny - A Way through" دو محترم مسلم امریکی خواتین کی تصنیف ہے' جن میں ایک ام عبدالرحمٰن ہرشفیلڈر (Umm Abdul Rahman Hirsechfelder) اور دوسری ام یاسمین رحمان (Umm Yasmeen Rahmaan) ہیں۔ اس ٹائٹل کا اُردو ترجمہ ''یک زوجی سے تعدد ازدواج تک......ایک علمی اور تحقیقی جائزہ'' کے عنوان سے کیا گیا ہے۔

پیشِ نظر کتاب ایک اہم علمی سماجی اور معاشرتی موضوع پر خود مسلم خواتین کے نقطۂ نظر پر

مشتمل ہے۔ مغربی ممالک اور امریکی معاشرے میں اسلام جس تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے' اس کے نتیجے میں بعض مسلم خاندانوں میں تعدد ازدواج کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کتاب کی فاضل خاتون مصنفین نے ایسی خواتین جنہیں اپنی اوّلین شادی کے بعد اپنے خاوند کی دوسری یا تیسری شادی کے طرزِ عمل کا مشاہدہ کرنا پڑا ہے' انہیں اس صورت حال میں کسی دل شکستگی یا مایوسی کا شکار ہونے کے بجائے اسلامی نقطۂ نظر سے دلجوئی کے انداز اور مفاہمت کے اسالیب اپنانے کی ترغیب دی ہے۔ اس مقصد کے لیے ایسی خواتین نے ایک (Polygyny Support Group) تیار کیا' جنہوں نے اس موضوع پر ایسی مفید' قابل عمل اور مؤثر تجاویز و آراء مرتب کی ہیں' جن سے خاندانوں میں کسی کمزوری' ضعف' پریشانی یا مایوسی کا شکار ہونے کے بجائے ایک صحت مند اسلامی ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لیے یہ کتاب ایک عملی اور تجربی صورت حال کو پیش کرتی ہے۔ جس کے مطالعے سے تعدد ازدواج کے حامل خاندانوں میں شکر رنجی' سر پھٹول' بداعتمادی' سوئے ظن اور مایوسی کے بجائے ایک اعتماد' بھروسا' جذبات کی تعمیر نو' طرز مفاہمت' ایثار اور باہمی تعاون کی شکلیں اور صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔

اس کتاب میں تعدد ازدواج کی بحث کو کسی علمی اور تحقیقی نتائج سے ہم کنار کرنے کے بجائے اس مسئلے سے دوچار مسلم خواتین کو اس موضوع پر خود سوچنے کی دعوت دینا ہے اور انہیں اس لائق بنانے کی کوشش کرنا ہے کہ وہ اس مسئلے کا صحیح اور مثبت تناظر میں جائزہ لے سکیں۔ یہ امر لائق اطمینان ہے کہ تعدد ازدواج کے گھمبیر موضوع کا جائزہ لینے کے لیے مردوں کے بجائے مسلم خواتین نے اور پھر امریکی مسلم خواتین نے اسے اپنا موضوع تحقیق بنایا ہے اور یہ اس کتاب کا سب سے بڑا مثبت اور خوش آئند پہلو ہے۔

تعدد ازدواج کے سلسلے میں دو انتہا پسندانہ آراء سامنے آتی ہیں' ایک تو یہ کہ بیک وقت ایک سے زائد بیویوں کے شوہر ہونے کو پسندیدہ امر قرار دیا جاتا ہے' اس کے مقابلے میں جو عورت اس رویے کو پسند نہیں کرتی اسے غیر صالح اور اخلاق سے بے بہرہ خاتون ہونے کا طعنہ

دیا جاتا ہے جبکہ اس مسئلے کی دوسری انتہا یہ ہے کہ لوگ سرے سے تعدد ازدواج کے مخالف ہیں۔ وہ اسے عورت کی قدر و منزلت کے منافی اور ایک احساس جبر کا حامل تجربہ قرار دیتے ہیں۔ یہ دونوں آراء افراط و تفریط کا شکار اور نقطۂ اعتدال و توازن سے گریزاں دکھائی دیتی ہیں۔

پیش نظر کتاب میں اس مسئلے کی تفہیم کا ایک ایسا پیرایہ اختیار کیا گیا ہے کہ اس مسئلے کا شکار خواتین اپنی اور خاندانی زندگی کو برباد کرنے کے بجائے — کچھ دیر رک کر — کچھ صبر اور عزیمت کے مراحل اختیار کر کے —کوئی فوری ردّ عمل مرتب کرنے کی نسبت — انتظار اور مفاہمت کی کیفیت کے ذریعے سے اپنے دکھ کو ہلکا کرنے، طبیعت کو مطمئن رکھنے اور ذہنی تناؤ کو کم کرنے کی کوشش کریں اور یہی طرز عمل ایک خاص مدت کے بعد تعلقات اور روابط کے نئے زاویے تشکیل دیتا ہے۔ یوں سوکنوں کے ساتھ جذبۂ مسابقت، گھریلو اصلاح اور تربیت اولاد کے موزوں اور مناسب مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ اس میں تعدد ازدواج کا شکار ہونے والی مسلم خواتین کے تجربات اور سلیقے کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ اس صورت حال سے دوچار ہونے والی نووارد خواتین کو مناسب رہنمائی اور مشاورت مل جائے۔ پوری کتاب میں اس موضوع پر حسن تدبیر کی مختلف شکلیں پیش کی گئی ہیں، جن کا ملخص یوں ترتیب پاتا ہے:

- تعدد ازدواج کے موضوع پر سب سے بہترین طرز عمل اختیار کرنے کا نمونہ امہات المومنین یا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی سیرتوں سے ملتا ہے۔ لہٰذا ان باوقار خواتین کے طرز عمل کو سامنے رکھتے ہوئے، اپنے طرز عمل کی ترتیب اور تشکیل کا سامان کرنا چاہیے۔ اس سے بہتر مثال کوئی اور نہیں ہو سکتی۔
- اگر ایک خاتون اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے سچی مومنہ بن جائے تو پھر وہ زندگی کی شاہراہ پر اس نوعیت کے سوکناپے کی صورت حال کو بہتر انداز میں سنبھال سکتی ہے۔
- خواتین کو اس نوعیت کی آزمائش سے دوچار ہونے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے حالات کو ایمانی قوت اور جذبۂ استقامت کے ساتھ سامنا کرنا چاہیے۔ اس سے خواتین

میں ایمان، صبر اور تقویٰ کا شعار پیدا ہوگا۔

- تعدد ازدواج کی صورت میں جذبات کے بجائے عاقلانہ اور مفاہمت کے رویے کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ زندگی کی جذباتی فضا کو اپنانے کے بجائے پیش نظر واقعات کو تجزیہ وتحلیل کے ذریعے سے اپنی ذات کے لیے خوش گوار بنانے کی ضرورت ہے۔
- تعدد ازدواج کی صورت حال درپیش ہونے کی صورت میں عبادت اور ادعیہ مسنونہ کے ذریعے سے دل کا بوجھ ہلکا اور دماغ کی تھکن کو دور کیا جا سکتا ہے دعا، تعوذ اور استغفار سے شیطانی وساوس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اذکار مسنونہ سے دلوں کو طمانیت ملتی ہے اور صالح افراد بالخصوص ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی سیرتوں کے مطالعے سے تعدد ازدواج کی شدت اور کیفیت کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔
- خاوند کی پہلی بیوی اگر اس کے بچوں کی تعلیم وتربیت میں گہری دلچسپی لے اور انہیں معیاری اور مثالی زندگی گزارنے کے لیے اخلاقی آداب سکھائے تو اس سے صورت حال کے سنبھلنے کے مواقع ملتے ہیں۔ نفسیاتی سطح پر اگرچہ پہلی بیوی کو اپنے اوپر بہت جبر کرنا پڑے گا، مگر تعلقات کو مسلسل بہتری کی طرف موڑ کر حالات کے رخ کو اپنے لیے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔
- ایک شوہر کی بیک وقت ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں ایک مثبت تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ گھریلو آرائش وزیبائش کا معیار بہتر ہو جاتا ہے۔ اگر دونوں بیویوں سے اولاد بھی ہو تو یوں سوکنوں کو منفی جذبات کی رو میں بہنے کے بجائے خاوند کی خدمت اور اس کی اولاد کی تربیت کے ذریعے سے دلجوئی کے ذرائع اور امکانات پیدا ہوتے ہیں۔
- اس مرحلے پر خود مسلم شوہروں کا بھی یہ دینی، اخلاقی اور نفسیاتی تقاضا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے درمیان معاشی اور معاشرتی سطح پر برابری اور عادلانہ رویہ کو برقرار رکھیں۔ گھر میں ایسا

ماحول پیدا کریں کہ جس سے باہمی کشمکش کے بجائے حسن اعتماد پیدا ہو۔

اس تفصیلی مقدمے یا پیش لفظ کے آخر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے عمل اور مسئلہ ازدواج پر ایک طائرانہ اور اجمالی نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔ ہر چند یہ موضوع پیش نظر کتاب کا براہ راست حصہ نہیں مگر دین و شریعت کا تعدد ازدواج کے بارے میں صحیح نقطۂ نظر معلوم کرنے کے لیے' اس موضوع پر درست اور واضح تعلیمات اور موقف کا جاننا بہت ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ عرب کے جس ماحول میں پیدا ہوئے اس میں آپ اشراف کے ایک ممتاز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس معاشرے میں جنسی اختلاط کے لیے کوئی اخلاقی حدود و قیود موجود نہ تھیں' مگر آپ کی زندگی کا مرقع ایک کھلی کتاب کی طرح سب کے پیش نظر تھا جس کا کوئی باب یا ورق ناخواندہ نہیں تھا۔ مگر کفار مکہ اور مشرکین عرب میں سے کسی کو آپ کی حیات طیبہ کے اس پہلو پر انگشت نمائی یا اعتراض کا موقع نہ ملا۔ شریعت میں تمام مسلمانوں کے لیے کچھ قیود کے ساتھ چار تک نکاح کرنے کی گنجائش اور اجازت ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے جو ایک وقت میں چار سے زیادہ خواتین سے نکاح کیے تو یہ آپ کے پیغمبرانہ منصب کے تقاضوں کے پیش نظر ایک خصوصی اجازت تھی۔ سورۃ الاحزاب: (50-52) میں آپ کو چار سے زیادہ شادیوں کی خصوصی اجازت دی گئی۔ پیش نظر رہے کہ عرب میں چار سے زیادہ شادیوں کا رواج آپ کی بعثت سے قبل موجود تھا۔ غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو ان کے نکاح میں دس عورتیں تھی۔ آپ نے چار کے علاوہ باقی سب کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔[1] قیس بن حارث اسدی رضی اللہ عنہ کی آٹھ بیویاں تھی۔[2] نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے پانچ عورتوں سے شادی کی۔[3] ایک سے زیادہ نکاحوں کی صورت پورے عرب میں عام تھی۔

---

[1] جامع الترمذی' النکاح' باب ماجاء فی الرجل یسلم و عندہ عشر نسوۃ' حدیث: 1128

[2] سنن أبی داود' الطلاق' باب فی من أسلم و عندہ نساء من أربع أو أختان' حدیث :2241

[3] شرح السنۃ' النکاح' باب المشرك یسلم و تحته أكثر من أربع نسوۃ او أختان' حدیث: 2289

جاہلی عرب کی تہذیب و ثقافت کا مطالعہ کیا جائے تو نکاح کی بہت سی اقسام دکھائی دیتی ہیں۔ ''نکاح بغایا'' کی صورت یہ ہوتی تھی کہ ایسی عورت اپنے گھر کے باہر ایک ایسا مخصوص جھنڈا لگا دیتی تھی جو حرام کاری کی دعوت عام کی علامت تھی۔ ''نکاح جمع'' (Polyandry) کی صورت میں ایک عورت ایک سے زائد شوہر رکھتی تھی۔ ''نکاح طلب ولد'' کی شکل میں ایک شادی شدہ عورت اپنے خاوند کے علاوہ' اولاد کی طلب اور خواہش میں غیر مردوں سے مباشرت کر لیتی تھی۔ اسلام نے ان تمام مذکورہ صورتوں کو غلط اور حرام قرار دے دیا۔ اس طرح نکاح متعہ بھی جو ایک مقررہ مہر اور مقررہ مدت کے لیے ایک خاص وقت میں روا رکھا گیا اسے بھی مستقلاً حرام قرار دے دیا گیا۔ شریعت نے نکاح متعارفہ کی صرف ایک شکل کو باقی رکھا جو ولی اور دو عادل گواہوں کی موجودگی میں مسنون طریق سے سرانجام پاتا ہے۔ یوں اسلام نے نکاح جیسے اہم معاملے کے لیے شریعت میں ایک مستقل ضابطہ قائم کر دیا۔

جہاں تک رسول' کریم ﷺ کے تعدد ازدواج کا تعلق ہے' کچھ بنیادی حقائق ہمارے پیش نظر رہنے چاہییں۔

- آپ کی پہلی شادی سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے پچیس سال کی عمر میں ہوئی جب کہ وہ دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں اور پہلے دونوں خاوندوں سے اولاد بھی تھی۔ آپ سے نکاح کے موقع پر ان کی عمر چالیس سال تھی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کی رفاقت پچیس سال تک برقرار رہی۔ 65 برس کی عمر میں جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر عزیز 50 سال تھی۔
- یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح سے قبل آپ نے 25 سال عرب کے جس جاہلانہ اور فاسقانہ ماحول میں گزارے' اس جاہلی ماحول کا کوئی اثر آپ کی تجرد والی زندگی میں دکھائی نہیں دیتا۔ آپ نے اس دور میں بھی ایک پاکیزہ اور حیا والی زندگی بسر کی۔ یوں آپ کی شخصیت تجرد کے عہد میں بھی بے داغ اور پاکیزگی اور عفت کا نمونہ تھی۔
- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ کی شادی ایک بیوہ حضرت سودہ بنت

زمعہ بن قیس بن عبد شمس رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ ان کے پہلے خاوند سکران بن عمرو بن عبدود رضی اللہ عنہ ان کی فہمائش پر مسلمان ہوئے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا امتیاز یہ ہے کہ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد دوسری خاتون ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے موقع پر ان کی عمر آپ کے برابر ہی تھی۔ آپ کی حکیمانہ زندگی کا یہ منفرد پہلو ہے کہ جس گھر میں حجاز کی ایک سے ایک بڑھ کر دوشیزہ عقد نکاح میں آ سکتی تھی' اس عالم میں آپ نے بڑی عمر کی بیوہ عورتوں سے اپنے گھر کو آباد کیا جس کے باعث فرائض نبوت کی ادائیگی میں آپ کو حد درجہ سہولت حاصل ہوگئی۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا تعلق بنو عبد شمس کے قبیلے سے تھا جو اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کے ساتھ دو مرتبہ ہجرت کی۔ سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس خاتون کے لیے اپنے اسلام دشمن قبیلے میں واپسی ناگفتہ بہ آزمائشوں کا موجب بنتی۔ اس صورت حال کا اندازہ کرتے ہوئے آپ نے خود ہی ان سے نکاح کر لیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا۔ مگر رخصتی نو سال کی عمر میں شوال ایک ہجری میں ہوئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد چار سال تک تنہا سودہ رضی اللہ عنہا ہی آپ کے حرم مبارک کی زینت رہیں۔

❀ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تنہا خاتون ہیں جن سے کنوارپن کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی۔ باقی سب ازواج بیوہ یا مطلقہ تھیں۔ حیات طیبہ کے آخر نو سالوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ آپ کے قریب رہیں اور خدمت دین اور اشاعت اسلام میں پیش پیش رہیں۔ آپ کی وفات کے بعد آپ 58 ہجری تک زندہ رہیں اور اشاعت دین کی ذمہ داریوں کو پورا کرتی رہیں۔ ذخیرۂ حدیث میں 2210 روایات آپ سے منقول ہیں جو مسند عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت میں مدون ہو چکی ہیں۔ آپ اگر اپنے کردار کے لحاظ سے صدیقۂ کائنات ہیں تو علم دین اور عمل صالح کے اعتبار سے محسنۂ کائنات بھی ہیں۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ سے نکاح منشائے الٰہی کے تحت ہوا۔ پیش نظر رہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے پیشتر سیدہ عائشہ

رضی اللہ عنہا کی نسبت جبیر بن مطعم کے بیٹے سے طے پا چکی تھی۔ اس خاندان نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اسلام پسندی کے باعث اس رشتے کو خود ہی فسخ کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ یاد رہے کہ چودہ سو سال پہلے حجاز کی جغرافیائی اور غذائی صورت حال میں لڑکیاں جلد بلوغت کے مرحلے میں داخل ہو جاتی تھیں۔ آپ کا چھ سال کی عمر میں نکاح اپنے دوست کی دلجوئی اور 9 برس کی عمر میں رخصتی محل غور وفکر ہے۔ اس نکاح پر پورے عرب میں سے کسی ایک نے کوئی اعتراض یا شکایت نہیں کی۔ مغربی مستشرقین نے صغر سنی کے حوالے سے جو اعتراضات اٹھائے ہیں۔ سید سلیمان ندوی نے ''سیرت عائشہ'' میں ان کا شافی جواب دے دیا ہے۔

۞ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتھا نکاح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوہ بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ آپ کے پہلے خاوند خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ آپ اٹھارہ برس کی عمر میں بیوہ ہوئیں اور 62 برس کی عمر تک زندہ رہیں۔ ذخیرۂ حدیث میں آپ سے ساٹھ روایات منقول ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے 34 سال بعد تک امت کی خواتین آپ سے علم دین سیکھتی رہیں۔

۞ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچواں نکاح حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ جو آپ سے نکاح سے قبل ایک مرتبہ مطلقہ اور دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ آپ کا تعلق قریش کے قبیلہ عامر بن صعصعہ سے تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھٹا نکاح حضرت ام سلمہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا سے ہوا جو قریش کے قبیلۂ بنومخزوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کے خاوند نے جب شہادت کا اعزاز پایا تو ان کے چار بچے تھے۔ امہات المومنین میں سے انہوں نے سب سے طویل عمر پائی۔ 88 سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

آپ کا ساتواں نکاح آپ کی مطلقہ پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ہوا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرح قبیلہ بنی اسد سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کا پہلا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ

بولے بیٹے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو ایک غلام تھے' ان کے ساتھ ہوا مگر مزاجوں کے اختلاف کے باعث یہ رشتہ طلاق پر منتج ہوا۔

آپ کا آٹھواں نکاح قبیلہ بنی مصطلق کی بیوہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

آپ کا نواں نکاح بنی امیہ کے سردار ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ جن کے خاوند حبشہ میں مرتد ہو گئے تھے۔ انہوں نے خاوند سے خلع حاصل کیا تو یوں شاہ حبشہ نجاشی کو آپ نے اس نکاح کا پیغام بھجوایا تو ان کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔

آپ کا دسواں نکاح یہود کے مشہور قبیلے بنی نضر کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ جن کا پہلا نکاح بنی قریظہ کے رئیس سلام بن مشکم سے ہوا۔ پھر کنانہ بن ربیع کے قتل کے بعد ان کی شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔

آپ کا گیارہواں نکاح قریش کے قبیلہ عامر بن صعصعہ کی میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ ان کی پہلی شادی آٹھ سال سے کم عمر میں مسعود بن عمرو بن عمیر سے ہوئی۔ طلاق ہو جانے کے بعد ان کی دوسری شادی ابورہم بن عبدالعزیٰ سے ہوئی جن کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

✿ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ نکاحوں کی اجمالی صورت ہم نے اوپر کی سطور میں درج کی ہے۔ پھر سورۃ الاحزاب کی اس آیت مبارکہ کے ذریعے سے آپ کو یہ تعلیم دی گئی:

﴿ لَا يَحِلُّ لَكَ ٱلنِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ وَلَآ أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَٰجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ رَّقِيبًا ﴿٥٢﴾ ﴾ (الأحزاب: ٣٣/ ٥٢)

''اور ان کے علاوہ اور عورتیں آپ کے لیے حلال نہیں اور نہ یہ درست ہے کہ انہیں چھوڑ کر اور عورتوں سے نکاح کرے' اگرچہ ان کی صورت اچھی بھی لگتی ہو مگر جو آپ کی ملک یمین ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا نگہبان ہے۔''

آپ نے اس آیت کے بعد کسی خاتون سے نکاح نہیں کیا اور یہ بھی پیش نظر رہے کہ آپ

نے کبھی کسی زوجہ محترمہ کو طلاق بھی نہیں دی۔ یہی تعلیم ازواج النبی ﷺ کے لیے بھی تھی کہ وہ آپ کی وفات کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتیں۔ البتہ سورۃ الاحزاب کی آیتِ مذکورہ کی روشنی میں آپ کے لیے ملک یمین سے تمتع کی اجازت برقرار رہی۔ ملک یمین کا تصور بھی ایک خاص صورت حال سے متعلق ہے' جواب کہیں پر موجود نہیں ہے۔ یہی باعث ہے کہ ماریہ قبطیہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا القبطیہ کی آپ کے حرم میں داخل ہونے کی نوعیت منکوحہ بیوی کے بجائے ایک ملک یمین کی قرآنی رعایت کی بنا پر تھی۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا تعلق مصر کے قبطی خاندان سے تھا جو کسی دور میں مصر کے حکمران بھی رہے ہیں۔ 6 ہجری میں نبیٔ کریم ﷺ نے عرب کے اردگرد کے حکمرانوں اور روساء کو بہت سے مکاتیب لکھوائے' جن میں سے ایک مصر کے بادشاہ مقوقس کے نام بھی تھا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ اس نامۂ مبارک کو لے کر مصر گئے۔ مقوقس اسلام کی قبولیت کی سعادت تو حاصل نہ کر سکا مگر 7 ہجری میں چند تحائف بھیج کر اپنی پاک نفسی اور خوش اخلاقی کا ثبوت دیا۔ ان تحائف کی تفصیل میں دو خادماؤں کا ذکر آتا ہے۔ جن کے نام ماریہ اور سیرین تھے۔ اثنائے سفر میں حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی دعوت سے ان خادماؤں نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو اپنی رفاقت میں لینے کا فیصلہ کیا۔ سیرین کو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی خادمہ کے طور پر عطا کیا جس کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حسان رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا تھوڑی مدت کیلئے مسجد نبوی کے قریب حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں رہیں۔ بعد میں آپ نے ان کے لیے قباء کے قریب ایک مستقل بالا خانے کا انتظام کر دیا جسے ''العالیہ'' کہتے ہیں۔ ماریہ چونکہ ملک یمین کی صورت میں آئی تھیں' اس لیے ان سے نکاح ضروری نہیں تھا۔ دوسری ازواج مطہرات کی طرح ان کے گھر ''العالیہ'' پر بھی مستقل پردہ لٹکتا رہتا تھا۔ مدنی زندگی میں صرف حضرت ماریہ رضی اللہ عنہ کے بطن سے آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو اٹھارہ یا بیس ماہ تک زندہ رہ کر اپنے مالک حقیقی کے پاس چلے گئے۔

رسول اللہ ﷺ کے ان تمام نکاحوں اور ازواج میں ایک خاص دینی اور سیاسی مصلحت کارفرما تھی۔ مکی زندگی کے تیرہ سالوں میں خواتین اسلام کی تعلیم کے لیے صرف ایک زوجۂ محترمہ ہی کافی تھیں۔ پھر جیسے جیسے مدنی زندگی میں صحابہ اور صحابیات کی تعداد میں اضافہ ہوا تو ان کی تعلیم کے لیے ازواج النبی رضی اللہ عنہن میں بھی متناسب اضافہ ہوتا چلا گیا۔ آپ نے عرب کے مختلف قبائل میں نکاح کر کے ان خاندانوں کے اسلام کے خلاف تعصب اور دشمنی کو کم کرنے میں مدد لی۔ معاشرے میں عمر رسیدہ مطلقہ' بیوہ اور ملک یمین سے شادی کر کے اسلام کے خاندانی اور عائلی نظام میں حسن پیدا فرمایا۔ جس سے عورتوں کے سماجی اور معاشرتی درجے میں اضافہ ہوا۔ ان ازواج النبی رضی اللہ عنہن کے ذریعے سے خواتین اسلام کی تعلیمات کا خاطر خواہ انتظام ہوا۔ خواتین اسلام کے بعض مسائل و مشکلات ایسی تھیں کہ ان کی تعلیم ازواج النبی رضی اللہ عنہن کے ذریعے سے ہی ممکن ہوسکتی تھی۔ یہ سب خواتین رسول اللہ ﷺ کی صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ تھیں' جن سے اسلامی احکام کو سمجھنے میں خاطر خواہ مدد ملی۔ رسول کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ امت کے لیے حجت اور واجب الاتباع ہے۔ اس کا ایک بہت بڑا حصہ مرد صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعے سے محفوظ ہوا' مگر اس کا ایک خاص قابل ذکر حصہ ازواج النبی رضی اللہ عنہن کے حوالے سے امت کو منتقل ہوا۔ یوں آپ کی حیات طیبہ کا ہر گوشہ محفوظ ہو گیا۔ ختم نبوت کی فضیلت کے باعث اس امر کی ضرورت تھی کہ آپ کی تعلیم ہر نوع اور ہر پہلو سے عملاً محفوظ ہو جائے۔ آپ کی گھریلو زندگی کا نقشہ صرف ازواج النبی رضی اللہ عنہن کے حوالے سے محفوظ ہے۔ یہی باعث ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں کو اس امر کی اجازت دے رکھی تھی کہ وہ آپ کی تعلیمات کے ہر پہلو کو دعوت و تبلیغ کی نیت سے پیش کریں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پیغمبرانہ زندگی کا کوئی گوشہ حکمت دین سے خالی نہیں ہوتا۔ ہمیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے معاشی حالات کبھی بھی فراخی سے ہم کنار نہیں ہوئے۔ تمام ازواج النبی رضی اللہ عنہن جس حوالے سے آپ کے عقد میں موجود تھیں وہ آپ کا کوئی شاہانہ پہلو نہیں بلکہ آپ کی شخصیت کی پاکیزگی اور طہارت کا پہلو تھا۔ ایلا و تخییر کا واقعہ اس

صورت حال کو سمجھنے کے لیے خصوصی طور پر مدد و معاون ہے۔ لہٰذا کسی خاتون کا دنیاوی عشرت کے حوالے سے آپ کے حبالہ عقد میں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے آپ کی خانگی زندگی کی عبادت، تہجد، شب بیداری، سادگی، قناعت، طرز عمل، حسن سلوک، عادلانہ پہلو، مزاج اور آداب کے ہر پہلو کو امت کے سامنے واضح کیا۔ ان شادیوں کے ذریعے سے جاہلانہ زندگی کی بہت سی رسوم کا خاتمہ ہوا۔ شریعت کے کچھ مسائل ایسے ہیں جن کا تعلق صرف عورتوں سے ہے۔ ان نسوائی مسائل کو مردوں سے پوچھنا یا مردوں کا بیان کرنا شاید مناسب نہ ہوتا اس لیے ہزاروں صحابیات کو دین کے ان مخصوص پہلوؤں کی ازواج النبی رضی اللہ عنہن نے تعلیم دی وگرنہ دین پر ادھورا ہونے کا الزام آ سکتا تھا۔

"یک زوجی سے تعدد ازدواج تک...... ایک علمی اور تحقیقی جائزہ" مذکورہ تاریخی پس منظر میں ایک اہم ترین کتاب ہے۔ یورپ اور مغرب کے معاشروں میں عورتوں کے حقوق کے حوالے سے جس نوعیت کی فساد انگیز تعلیم اور اطلاعات پھیلائی جا رہی ہیں، اس سے معاشرتی سکون میں بگاڑ پیدا ہوا ہے۔ تعدد ازدواج کا مسئلہ خالصتاً ایک معاشرتی اور اخلاقی موضوع ہے، یورپ نے مرد کی نفسیات اور طبی خصائل کے پیش نظر اسے چور دروازوں سے اپنی تسکین کا سامان تلاش کرنے کی دعوت دی ہے جس سے اخلاقی بگاڑ اپنی انتہاؤں کو چھو رہا ہے۔ اسلام نے اگر تعدد ازدواج کی محدود اجازت دی ہے تو اس کے ساتھ جو شرعی قواعد اور عادلانہ تعلیم دی ہے، اس پر عمل نہ کرنے کے نتیجے میں اخروی باز پرس اور مسئولیت بھی وابستہ ہے۔ اسلام کسی درجے میں اور کسی صورت میں عورت کا خواہ وہ ماں، بیٹی، بیوی یا بہن کے کسی بھی روپ میں کیوں نہ ہو، استحصال کی اجازت نہیں دیتا۔

پیش نظر کتاب اکیسویں صدی کے جدید ماحول میں مسلم خواتین اور عدل پسند مسلمان حضرات کے لیے ایک ایسا لائحہ عمل تجویز کرتی ہے جو فطری اور اسلامی حدود کے ساتھ متعلق ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک منفرد اور مثبت سوچ بیدار کرتی ہے، جس نے سیکڑوں

خاندان جو تعدد ازدواج کے فطری ماحول سے وابستہ ہو چکے ہیں یا ہو سکتے ہیں' ان کے لیے ایک بہترین اسلامی ماحول کا نقشہ فراہم کیا ہے۔

دارالسلام ایک بین الاقوامی علمی' تحقیقی اور طباعتی ادارہ ہے۔ اس ادارے نے اس نوعیت کی کتابوں کی ترتیب و تدوین کے ذریعے سے ایک مثبت خدمت انجام دی ہے۔ پھر ایسی مفید کتابوں کے مختلف زبانوں میں تراجم کا بھی اہتمام کیا ہے۔ پیش نظر کتاب میں ایک ایسا عقلی استدلال اور شعوری توازن استعمال کیا گیا ہے جس نے اس کتاب کے مباحث کو دلچسپ اور مفید بنا دیا ہے۔ کتاب کا اسلوب اس قدر آسان' سلیس' شستہ اور رواں ہے کہ قاری اس کا مطالعہ کرتے ہوئے کسی جگہ ذہنی یا نفسیاتی الجھن محسوس نہیں کرتا۔ مجھے یقین ہے کہ ایسی مفید کتاب کا اسلامی دنیا کے اُردو خواں طبقے میں خاطر خواہ استقبال کیا جائے گا۔

دارالسلام کے تحقیقی عملہ کی یہ کاوش لائق تحسین ہے۔ اس کتاب کو زبان و بیان کے جس معیار کے ساتھ اور حسن طباعت کے جس ذوق سے آراستہ کیا گیا ہے' اس سے اس کی افادیت دوچند ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس علمی اور فکری کاوش کو عامۃ المسلمین کے لیے مفید اور نافع بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

دارالسلام کے مدیر منتظم جناب عبدالمالک مجاہد اور اس کے ناشر و طابع جناب حافظ عبدالعظیم اسد اہل علم کے خصوصی شکریے کے مستحق ہیں کہ وہ جدید دور کے ناگزیر مسائل کے حوالے سے اسلامی تربیت اور رہنمائی کی عمدہ علمی کاوشوں کو منظر عام اور منصۂ شہود پر لا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر

بیت الحکمت' لاہور۔

مارچ 2005ء

باب اول

اسلام میں تعددِ ازواج

پوری مسلم دنیا اسلام میں تعددِ ازواج کی حیثیت کے بارے میں غلط فہمیوں اور غلط تصورات کی شکار ہے اور اسلام کو اس ''الزام'' سے بری قرار دینے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ صورت حال معاشرے میں ازدواجی زندگی کے کافرانہ تصورات کی ترویج اور ان سے مسلمانوں کی ذہنی مرعوبیت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے' جس کی بنا پر وہ تعدّدِ ازواج کے اسلامی تصور سے خائف اور بدظن ہو رہے ہیں۔ کبھی تو اس سے لطیف پیرائے میں اظہارِ نفرت کیا جاتا ہے اور کبھی اسے بے ہودہ طریقے سے مسترد کر دیا جاتا ہے۔ اسلام کے دامن کو اس ''داغ'' سے بچانے کے لیے قرآن اور سنت کے احکامات کے ساتھ ایسی شرائط نتھی کی جاتی ہیں جن کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں' چنانچہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک سے زائد بیویاں رکھنے کے بارے میں صحیح اسلامی موقف کیا ہے؟

❁ **تعددِ ازواج کیلئے انگریزی کی اصطلاحات:** کثرت ازواج کیلئے انگریزی زبان میں عموماً ''پالی گیمی'' (Polygamy) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ مگر اس میں قباحت یہ ہے کہ اگر ایک عورت بیک وقت متعدد مردوں سے شادی کر لے' تو یہ لفظ اپنے اندر وہ مفہوم بھی رکھتا ہے' جیسا کہ بعض قدیم معاشروں میں یہ رواج تھا کہ عورت خاندان میں وسعت کی خاطر ایک سے زائد شوہر رکھ سکتی تھی۔ ہماری غرض اس صورت حال سے یہ ہے کہ جب مرد ایک سے زائد عورتوں سے شادی کرتا ہے' یہ مفہوم صرف ''پالی گائنی'' (Polygyny) کے لفظ سے ادا ہو سکتا ہے۔ [1]

❁ **ایک سے زائد بیویوں کا جواز:** اسلام میں ایک سے زائد بیویاں رکھنا بالکل جائز ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] ''پالی گائنی'' (Polygyny) کے لیے عربی کی اصطلاح ''تعدّد'' ہے۔

﴿ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ﴾ (النساء: ٤/ ٣)

''تو جو عورتیں تمہیں پسند آئیں دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو خبیر وبصیر ہے، اپنی تخلیق ''انسان'' کا زیادہ علم رکھتا ہے اور انہیں اس سے کہیں زیادہ جانتا ہے جتنا وہ خود اپنے بارے میں علم رکھتے ہیں۔ اسلام کے قوانین اس کے اسی جامع علم کے تحت ڈھلے ہوئے ہیں اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔ اللہ نے حکم دے رکھا ہے کہ مرد ایک سے زائد بیویاں رکھ سکتا ہے مگر چار سے زیادہ نہیں۔ تاہم یہ اجازت بیویوں سے انصاف کے برتاؤ کے ساتھ مشروط ہے اور انصاف بھی ایسا جو اسلامی قانون کی نظر میں انصاف کہلاتا ہو۔ اس میں بیوی کے ساتھ شب بسری اور اخراجات برداشت کرنا بھی شامل ہے۔ اگر وہ اس کی اہلیت نہیں رکھتا اور سب کے ساتھ منصفانہ سلوک کی صلاحیت نہیں رکھتا تو پھر اس کے لیے ایک بیوی ہی کافی ہے۔ مذکورہ بالا آیت کے باقی حصے میں اللہ تعالیٰ نے اسی طرف توجہ مبذول کروائی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ﴿٣﴾ ﴾

(النساء: ٤/ ٣)

''پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا ان عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضے میں (لونڈیوں کی صورت میں) آئی ہیں۔ بے انصافی سے بچنے کے لیے یہ زیادہ قرین صواب ہے۔''

یہ اجازت بہت سادہ اور غیر پیچیدہ معاملہ ہے۔ تعدد ازواج کے ساتھ منسلک پابندیوں اور شرائط کا اضافہ محض انسانی خواہشات کا نتیجہ ہیں۔ مثال کے طور پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگلی شادی یا شادیوں کے لیے صرف بیوہ یا بیواؤں کا انتخاب کیا جانا چاہیے۔ ایسی پابندی کے لیے ہمیں کوئی شواہد نہیں ملتے، بلکہ اس کے برعکس صورت حال یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی واحد کنواری بیوی حضرت عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما تھیں۔ یہ بیوہ والی شرط کی واضح طور پر تردید ہے۔

معاملے کی مزید ٹھوس وضاحت نبی اکرم ﷺ کی سنت سے ہو جاتی ہے۔ اسی عرصے میں آپ نے نو بیویوں سے نکاح کیا۔ یہ جو زائد تعداد تھی وہ اللہ نے صرف آپ کے لیے مخصوص کی تھی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِنَّآ أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَٰجَكَ ٱلَّـٰتِىٓ ءَاتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّـٰتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَـٰلَـٰتِكَ ٱلَّـٰتِى هَاجَرْنَ مَعَكَ وَٱمْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِىِّ إِنْ أَرَادَ ٱلنَّبِىُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِىٓ أَزْوَٰجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٠﴾ ﴾ (الأحزاب: ٣٣/ ٥٠)

”اے نبی (ﷺ!) ہم نے تمہارے لیے تمہاری وہ بیویاں حلال کر دیں جن کے مہر تم نے ادا کیے ہیں اور وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے تمہاری ملکیت میں آئیں اور تمہاری وہ چچا زاد اور پھوپھی زاد اور ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں جنھوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ہے اور وہ مومن عورت جس نے اپنے آپ کو نبی (ﷺ) کے لیے ہبہ کیا ہو اگر نبی اسے نکاح میں لینا چاہے۔ یہ رعایت خالصتاً تمہارے لیے ہے، دوسرے مومنوں کے لیے نہیں ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ عام مومنوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں ہم نے کیا حدود عائد کی ہیں (تمھیں ان حدود سے اس لیے مستثنیٰ کیا ہے) تاکہ تمہارے اوپر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ غفور و رحیم ہے۔“

ایک شادی کرنا بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے کیونکہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے آپ کی شادی 25 برس تک رہی، آپ نے ان کی وفات تک دوسرا نکاح نہیں کیا۔ تاہم اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہوگئی کہ اسلام میں تعدد ازواج کی اجازت ہے۔ مردوں کے لیے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا اگرچہ فرض نہیں لیکن یہ عمل سنتِ رسول ہے۔ یہ کام سنت کے عین مطابق کیا جائے تو نہ صرف معاشرے کی ضرورت پوری ہوتی ہے بلکہ اس سے ثواب بھی ملتا ہے۔

❁ قرآنی آیات کے مابین تضاد کا مفروضہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً ﴾ (النساء: ٤/ ٣)

''پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو۔''

تاہم اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ وَلَن تَسْتَطِيعُوا أَن تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ﴾ (النساء: ٤/ ١٢٩)

''بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے' تم چاہو بھی تو ایسا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے۔''

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیات ایک دوسری سے متصادم ہیں۔ ایک میں تو انصاف کرنے کی تلقین کی جا رہی ہے اور دوسری میں ہے کہ انصاف کیا ہی نہیں جا سکتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دوسری آیت پہلی آیت کو منسوخ کر رہی ہے' لیکن اصل میں یہ صورت حال نہیں ہے۔ جب سعودی عرب کے ممتاز عالم دین شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے ان آیات کے بارے میں استفسار کیا گیا تو انہوں نے ان کی یوں وضاحت فرمائی:

''ان دو آیات میں کوئی تناقض ہے نہ ان میں سے ایک آیت دوسری کو منسوخ کرتی ہے۔ پہلی آیت میں جس انصاف کا ذکر کیا گیا ہے وہ ایسا انصاف ہے جو انسان کے اپنے بس میں ہوتا ہے' اور اس کا تعلق وقت اور نان و نفقے کی مناسب اور جائز تقسیم سے ہے۔ جہاں تک محبت اور جنسی تعلقات میں انصاف کا معاملہ ہے' تو یہ انسان کے بس کا مسئلہ نہیں۔ ذیل کی آیت میں اسی بات کا کو بیان کیا گیا ہے:

﴿ وَلَن تَسْتَطِيعُوا أَن تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ﴾ (النساء: ٤/ ١٢٩)

''بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے' تم چاہو بھی تو ایسا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے۔''

رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ

بیویوں کے درمیان اپنا وقت انصاف کے ساتھ تقسیم کیا کرتے تھے اور ساتھ یہ بھی فرماتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ! هٰذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ»

''اے اللہ! جہاں تک میرے بس کی بات ہے' میری تقسیم یہی ہے۔ جو کچھ تیرے کنٹرول میں ہے اور میرے کنٹرول میں نہیں مجھے اس کا ذمہ دار نہ ٹھہرانا۔''[1]'[2]

❁ **حقوق کا عمومی جائزہ**[3]: جیسا کہ ان آیات میں ذکر آ چکا ہے کہ ایک سے زائد بیویوں کے شوہر کو اپنی بیویوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کرنا چاہیے۔ اس انصاف کا مطلب' انہیں وقت دینے اور ان کے اخراجات وغیرہ میں برابری کا سلوک کرنا ہے۔ شوہر کو تمام بیویوں کے مابین راتیں برابر تقسیم کرنی چاہییں۔ شادی کے محض جنسی تعلق سے بڑھ کر دیگر مقاصد بھی ہیں' ہو سکتا ہے کہ ایک بیوی جنسی تعلقات کے قابل نہ ہو (ماہواری یا نفاس وغیرہ کا مسئلہ ہو) اس کے ساتھ وقت گزارنا بھی محبت و موانست میں اضافے کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے سب بیویوں کو محبت و شفقت کا احساس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۸۷)

''وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''تم اس کے ساتھ رہنے میں خوشی محسوس کرتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ رہتے ہوئے خوشی محسوس کرتی ہے۔''[4]

جب ایک سے زائد بیویوں کا معاملہ ہو تو حصولِ مسرت کے لیے کچھ وقت تو لازماً درکار ہو گا۔[5]

---

[1] سنن أبي داود' النكاح' باب في القسم بين النساء' حديث: 2134

[2] الحرمین آن لائن نیوز لیٹر' جلد:5' شمارہ:3' ذوالقعدہ 1421ھ' فتاویٰ سیکشن: ww.alharamain.org

[3] تعدد ازواج میں حقوق کی تفصیلی وضاحت کے سلسلے میں دیکھیے ''پولی گیمی ان اسلام'' (Polygamy in Islam) مصنفہ بلال فلپس (Bilal Philips) اینڈ جمیلہ جونز (Jameelah Jones)

[4] شیخ محمد نصیب الرفاعی' تفسیر ابن کثیر' صفحہ:105' مطبوعہ لندن' الفردوس لمٹیڈ' 1998

[5] نوٹ: بچوں کے لیے حق وقت' ان کی ماؤں کے حق وقت پر منحصر نہیں ہونا چاہیے

جب کثرت ازواج کا آغاز ہوتا ہے تو نئی بیوی کو شوہر سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے لامحالہ کچھ وقت دیا جاتا ہے۔ کنواری بیوی کے لیے سات دنوں کی ضرورت ہوتی ہے' اس دوران میں اسے دوسری بیویوں کے پاس جانا ہی نہیں چاہیے۔ اگر وہ پہلے شادی شدہ رہی ہے تو اسے تین دن دینے ہوں گے۔ البتہ وہ سات دنوں کی درخواست کر سکتی ہے' اس صورت میں دوسری بیویوں کو بھی اتنا ہی وقت ملنا ضروری ہو گا۔ جب نئی بیوی کا حقِ وقت (Time Right) پورا ہو جائے تو مرد کو بیویوں کے درمیان وقت کی مساوی تقسیم کا سلسلہ شروع کر دینا چاہیے۔

ایک سے زائد عورتوں کو عقد نکاح میں لانے والے مرد کے لیے لازم ہے کہ وہ تمام بیویوں کو رہائش کی مساوی اور منصفانہ سہولتیں مہیا کرے۔ ان میں سے کسی ایک کو حد سے زیادہ آرام دہ جگہ فراہم کر کے دوسری بیوی کو کمتر جگہ اور حالات میں رہنے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے۔ رہائش کے سائز میں اگرچہ تھوڑا بہت فرق ہو سکتا ہے' مثلاً افراد خاندان کی تعداد کی وجہ سے فی فرد کم جگہ میسر آئے لیکن رہائش کی کوالٹی یکساں ہونی چاہیے۔

اسی طرح لباس اور اخراجاتِ زندگی مہیا کرنے میں بھی سب بیویوں سے انصاف کا برتاؤ ہونا چاہیے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خاوند ہر بیوی کے لیے وہی چیزیں خرید لائے جو کسی ایک کے لیے لایا ہو' تاہم بیویوں کی انفرادی ضرورتوں کی فراہمی میں اسے حتی المقدور انصاف سے کام لینا چاہیے۔

جیسے ضرورتیں مختلف ہوتی ہیں اسی طرح ان کی مقدار اور تناسب بھی مختلف ہوتا رہتا ہے۔ اگر خاوند بیویوں کو اخراجات کے لیے نقد الاؤنس دینا پسند کرے تو پھر یہ رقم برابر ہونی چاہیے۔ اسی طرح وہ تحائف دے تو ان کی مالیت بھی یکساں ہونی چاہیے۔ تحائف بالکل ایک جیسے ہونے کی ضرورت نہیں۔ مختلف عورتوں کی پسند' مختلف ہو سکتی ہے لیکن اشیاء کی مالیت یکساں ہونی چاہیے۔[1]

[1] نوٹ: بچوں پر کیا جانے والا خرچ بیویوں کے اخراجات میں شامل نہیں ہے۔

❁ خلاصۂ کلام: اسلام میں تعدّدِ ازواج کی نہ صرف پوری اجازت ہے بلکہ بعض فضلاء اور محققین نے اسے ایک مستحسن اقدام قرار دیا ہے۔ ممتاز عالم دین شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر کوئی شخص ہر معاملے میں بیویوں کے درمیان انصاف کر سکتا ہے تو وہ اپنی پہلی بیوی کے بعد ایک' دو یا تین عورتوں سے شادی کر سکتا ہے۔ میں تم میں سے ہر ایک مرد کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ چار عورتوں سے شادی کرے اور ہر سال ایک کے بجائے چار بچے پیدا کرے۔ اس سے مسلمان قوم بڑھے گی اور وہ غیر مسلموں سے تعداد میں بڑھنے کے ساتھ ساتھ صلاحیتوں میں بھی ان سے بڑھ کر ہوگی۔''[1]

اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ نے ایک سے زائد عورتوں سے شادی کرنے کے لیے شرائط کی پوری وضاحت فرما دی ہے اور اس سلسلے میں موجود قوانین میں اضافہ یا کوئی تبدیلی کرنا غلط ہوگا۔ تعدد ازواج میں واضح طور پر فوائد موجود ہیں' مثلاً: اس سے مرد اور عورت' دونوں کی عصمت کو تحفظ ملتا ہے اور بچوں کی تعداد بھی زیادہ تیزی سے بڑھتی ہے۔ اگر قاعدے قرینے کو ملحوظ رکھ کر ایک سے زائد شادیاں کرنے کا رواج مستحکم ہو جائے تو اس سے ان عورتوں کو یقینی طور پر فائدہ پہنچے گا جو شوہر میسر نہ آنے کی وجہ سے گھر میں بیٹھی بیٹھی بوڑھی ہو جاتی ہیں۔

جہاں تک پہلی بیویوں کے کرب و ابتلا اور خدشات کا تعلق ہے جن پر سوکنیں لائی جاتی ہیں' تو یہ سوال شیخ محمد صالح المنجّد سے پوچھا گیا تو ان کا جواب یہ تھا:

''جب پہلی بیوی پر سوکن آتی ہے تو اس کی پریشانی بالکل ایک متوقع امر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے احساساتِ تکلیف کو کم کرنے یا بالکل ختم کر دینے کے لیے قواعد و ضوابط بنا دیے ہیں۔ اس نے شوہر کو انصاف برتنے کی تلقین کی ہے اور صبر و تحمل پر بھی زور دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تعدد ازواج کے نتیجے میں موہوم پریشانیاں اس کے رد کا صحیح جواز پیش نہیں کرتیں۔ اسلام انسانوں کے بہترین مفادات میں اضافے اور

---

[1] الحرمین آن لائن نیوز لیٹر' جلد: 4' شمارہ: 6' صفر 1421ھ' فتاویٰ سیکشن: www.alharamain.org

مضرات میں کمی کے لیے آیا ہے اور جن چیزوں سے نقصان پہنچ سکتا ہے' وہ بالآخران کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ اس بارے میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ اگر تعدّدِ ازواج سے متعلقہ تمام لوازمات کو ملحوظ رکھا جائے اور اسلامی احکامات کی پوری طرح پابندی کی جائے تو اس کے ذریعے سے عوام کی بھلائی اور ان کے بہترین مفادات کا کما حقہ تحفظ ہو سکتا ہے (مثلاً جو مرد ایک بیوی سے تسکین نہیں پاتا اس کی شرم و حیا برقرار رہنے کا اہتمام ہو سکتا ہے اور بے شوہر عورت باعصمت رہ کر مسلمانوں کی اولاد بڑھا سکتی ہے' اس سے معاشرے میں بیواؤں اور بن بیاہی رہ جانے والی عورتوں کی تعداد کم کرنے میں بھی مدد ملتی ہے اور جنگوں میں مردوں کے عموماً زیادہ تعداد میں مر جانے سے پیدا شدہ خلا پر کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔) جہاں تک تعدد ازواج سے ناپسندیدہ حالات پیدا ہونے کا تعلق ہے تو وہ یا تو اس کے فوائد کے مقابلے میں بہت ہی کم اور ہلکے ہوتے ہیں' یا وہ تعدد ازواج سے متعلقہ ذمہ داریاں پوری نہ کرنے کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔''[1]

ہمارے لیے مثال

مسلم خواتین کے لیے تعدد ازواج کے سلسلے میں نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے عمل اور جذبات سے بہتر کوئی نمونہ و مثال نہیں ہو سکتی جنہیں امّہاتُ المومنین رضی اللہ عنہن مانا جاتا ہے۔[2]

وہ ایمان اور علم کے معاملے میں اس امت کی خواتین میں سب سے بڑھ کر تھیں۔ وہ عزت و شرافت میں بلند تر' دیانت اور صبر و استقامت' اللہ کی بندگی اور اس کے رسول ﷺ کی خدمت گاری میں سب سے بڑھ کر تھیں۔ وہ نہ صرف انہی صفات سے متصف تھیں بلکہ اس

---

[1] www.islam-qa.com,question reference # 2040

[2] ازواجِ نبی کو دیا گیا یہ خطاب اس آیت پر مبنی ہے۔ ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الاحزاب:٦/٣٣) ''بیشک نبی (ﷺ) تو اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہیں اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔''

سب کچھ کے باوجود تعددِ ازواج کے حالات میں زندگی گزار رہی تھیں۔ انہیں حقیقی طور پر نہایت ممتاز مقام حاصل تھا' اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ فرمایا:

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝٣٣ ﴾ (الأحزاب: ٣٣/ ٣٣)

''اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت (نبی ﷺ) سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔'' چنانچہ اس سلسلے میں کئی سوال جنم لیتے ہیں مثلاً:

- یہ خواتین کون تھیں؟
- کیا وہ دوسری مسلمان خواتین کی طرح حسد میں مبتلا رہتی تھیں؟
- تعدد ازواج کے مسئلے سے کیونکر کامیابی سے عہدہ برآ ہوئیں؟
- اور کیا ان کا پیش کردہ نمونہ واقعی قابل عمل ہے؟

یہ بے حد اہم سوالات ہیں' کیونکہ ان کا جواب ہمارے سامنے ایک واضح تصور پیش کرتا ہے کہ کیا ایک مسلمان عورت تعدد ازواج کی کیفیات اور حالات میں کامیابی کے ساتھ گزر اوقات کر سکتی ہے۔

❀ **ازواج النبی ﷺ:** رسول اللہ ﷺ کی کل تیرہ بیویاں تھیں جن میں سے نو بیویاں آپ کے بعد بھی بقید حیات رہیں۔ ان میں سے دو کے ساتھ آپ نے خلوتِ صحیحہ نہ کی اور دو آپ کی زندگی ہی میں وفات پا گئیں۔ ان آخری دو میں سے ایک مشہور شخصیت حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ»

''دنیا بھر کی عورتوں سے بہترین عورت مریم (علیہا السلام) (اپنے دور میں) ہیں' پھر خدیجہ (رضی اللہ عنہا) (اپنے دور میں) ہیں۔''[1]

---

[1] صحیح البخاری' مناقب الأنصار' باب تزویج النبی ﷺ خدیجة وفضلها رضی اللہ تعالیٰ عنها' حدیث:3815

اور ایک بیوی سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا تھیں جنہیں ام المساکین کہا جاتا تھا کیونکہ وہ مسکین لوگوں پر بے حد شفقت کیا کرتی تھیں۔ پہلے ان کی شادی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوئی' جو احد کے مقام پر شہید ہو گئے تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے چند ماہ بعد انتقال کر گئیں۔

دیگر 9 بیویوں کے ساتھ شادیوں کا آغاز سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ ان سے آپ کا نکاح سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بعثت کے دسویں سال ہوا تھا۔[1] سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا پہلے حضرت سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیاہی ہوئی تھیں جن کے ہمراہ انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور واپسی پر وہ فوت ہو گئے تھے۔ وہ سب سے پہلے مسلمان ہونے والوں میں سے تھیں اور دین کے لیے انہوں نے بڑی اذیتیں برداشت کی تھیں۔ حضرت سکران رضی اللہ عنہ نے انہی کی وجہ سے اسلام قبول کیا تھا۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس لحاظ سے بہت اچھا انتخاب تھیں کہ وہ آپ کی صاحبزادیوں کی نگرانی کے لیے آپ کا ہاتھ بٹاتی تھیں کیونکہ بچیاں اپنی والدہ سے محروم ہو گئیں تھیں۔

سیدہ عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے ایک سال بعد ہوئی' اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی لیکن خلوت صحیحہ ان کی عمر 9 سال ہو جانے سے پہلے نہیں ہوئی جو ہجرت کے سات ماہ بعد مدینہ میں ہوئی تھی۔ ان سے شادی کے بارے میں آپ نے فرمایا:

«أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ أَرَى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ وَيَقُولُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُ، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ»

''مجھے تم دو بار خواب میں دکھائی گئیں۔ تم گویا کہ عمدہ ریشمی کپڑے کے ایک ٹکڑے میں ہو اور کسی نے کہا: ''یہ آپ کی زوجہ ہیں'' جب میں نے کپڑا کھولا تو وہ تمہاری

[1] ''الرحیق المختوم' ص:483' دارالسلام' ریاض' 1996ء

تصویر تھی' اس پر میں نے کہا: اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ایسا ضرور ہوگا۔" ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے عقد میں آنے والی واحد کنواری خاتون تھیں اور انہیں اپنی غیر معمولی قوت حافظہ اور ذہانت کی وجہ سے بھی خاصی شہرت حاصل ہوئی۔ ان کی صلاحیتوں کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلاَّ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ»

"مردوں میں سے بہت سے افراد درجہ' کمال تک پہنچے مگر عورتوں میں سوائے مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کے کوئی مقام کمال تک نہیں پہنچ سکی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو دوسری خواتین پر وہی برتری حاصل ہے جو ثرید (ایک عربی ڈش) کو دوسرے کھانوں پر ہے۔" ②

سیدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے آپ کی شادی ہجرت کے تیسرے سال ہوئی۔ وہ خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی بیوہ تھیں۔ اس کے لیے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَتَيْتُ عُثْمَانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِي أَنْ لاَ أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَابَكْرِ الصِّدِّيقَ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ أَبُوبَكْرٍ فَلَمْ

① صحیح البخاری' مناقب الأنصار' باب تزویج النبی ﷺ عائشة و قدومها المدینه و بنائه بها' حدیث: 3895

② صحیح البخاری' فضائل أصحاب النبی ﷺ' باب فضل عائشة' حدیث: 3769

يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، وَكُنْتُ أَوْجَدَ عَلَيْهِ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقِيَنِي أَبُوبَكْرٍ فَقَالَ: لَقَدْ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا، قَالَ عُمَرُ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَبُوبَكْرٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلاَّ أَنِّي كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبِلْتُهَا»

''حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا صحابی رسول خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بیوہ ہو گئیں، جن کا مدینہ میں انتقال ہوا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' انہیں حفصہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے لیے کہا تو انہوں نے کہا: ''اچھا میں غور کروں گا۔'' چند دن منتظر رہا' پھر وہ آ کر مجھ سے ملے اور کہا: سر دست میرے لیے یہ ممکن نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ سے کر دوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چپ رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا' اس پر میں ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی بڑھ کر ناراض ہوا۔ چند دن بعد نبی ﷺ نے منگنی کا پیغام بھیجا تو میں نے ان سے حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے اور کہا: ''جب تم نے مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کی پیش کش کی تو میری طرف سے جواب نہ ملنے پر تم مجھ سے ناراض ہو گئے تھے۔'' میں نے کہا: ''جی ہاں! ایسا ہی ہوا تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ جس چیز نے مجھے جواب دینے سے روکا وہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری صاحبزادی کا ذکر فرمایا تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشا کر دوں۔ اگر آپ اسے ترک کر دیتے تو پھر میں یقیناً قبول کر لیتا۔''[1]

[1] صحیح البخاری' النکاح' باب عرض الإنسان ابنته أو أخته علی أهل الخیر' حدیث:5122

اگلے سال نبی ﷺ نے سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی' جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے' جو شادی کے چند ماہ بعد وفات پا گئیں۔ بعد ازاں اسی سال آپ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا (ہند بنت ابوامیہ) سے شادی کر لی جو اپنے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے بیوہ ہوگئی تھیں' جو غزوۂ احد میں آنے والے زخموں کے باعث وفات پا گئے تھے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا تھا کہ اس نے نبی ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ اگر کسی شخص پر کوئی مصیبت آ جائے اور وہ اس پر یہ دعا پڑھے:

«إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ! أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِّنْهَا»

''بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! میں اس مصیبت پر تجھ سے اجر مانگتا ہوں' مجھ سے جو کچھ کھویا ہے اس سے بہتر چیز عطا فرما دے۔'' تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی مصیبت پر اجر عطا کرتا ہے اور اسے اس کھوئی ہوئی چیز سے نعم البدل عطا فرماتا ہے۔''[1]

چنانچہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ دعا قبول کر کے اللہ تعالیٰ نے مجھے خاوندوں میں سے بہترین خاوند عطا فرما دیا یعنی میں حضرت محمد ﷺ کی زوجہ بن گئی۔

ہجرت کے پانچویں سال نبیٔ اکرم ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ وہ بنواسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتی تھیں اور نبی ﷺ کی پھوپھی زاد تھیں۔ انہیں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے طلاق دی تھی جو آپ کے منہ بولے بیٹے تھے۔ اس قصے کا تذکرہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے ان کی شادی کا حکم دے دیا تھا:

﴿فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَٰكَهَا﴾ (الأحزاب ۳۳/ ۳۷)

''جب زید (رضی اللہ عنہ) اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا

[1] صحیح مسلم' الجنائز' باب مایقال عندالمصیبة ؟ حدیث:918

تم سے نکاح کر دیا۔“

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنی فیاضی کی وجہ سے بہت شہرت رکھتی تھیں اور اللہ کی راہ میں بہت خرچ کرتی رہتی تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے بارے میں فرماتی ہیں:

«أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَيُّنَا أَسْرَعُ بِكَ لُحُوقًا؟ قَالَ: أَطْوَلُكُنَّ يَدًا، فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا، فَعَلِمْنَا بَعْدُ أَنَّمَا كَانَتْ طُولَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ، وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهِ، وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ»

”بعض ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ ہم میں سے کون سب سے پہلے آپ سے ملے گی (یعنی آپ کے بعد وفات پائے گی؟) آپ نے جواب دیا: ”جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہے۔“ چنانچہ ازواج مطہرات نے ایک چھڑی سے اپنے اپنے ہاتھ ماپنا شروع کر دیے۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے لمبا نکلا۔ (جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے وفات پائی تو) ہم پر انکشاف ہوا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد فیاضی تھی' چنانچہ نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے پہلے وہی دنیا سے رخصت ہوئیں۔ وہ صدقات وخیرات کو پسند کرتی تھیں۔“[1]

قبیلہ بنی مصطلق سے آپ کی بیوی بننے کا شرف سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوا۔ ان کا والد حارث سردارِ قبیلہ تھا۔ اس قبیلے پر حملے کے نتیجے میں وہ گرفتار ہو کر ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ یا اس کے کزن کے حصے میں آئیں' تو انہوں نے اس سے اپنی رہائی کے لیے معاہدہ تحریر کر لیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ کے پاس گئیں اور آپ سے مدد کی استدعا کی جس پر آپ نے فرمایا:

”کیا تم اس سے بہتر پیش کش نہ چاہو گی کہ میں تمہارا قرضہ بھی ادا کر دوں اور تمہیں اپنی زوجیت میں بھی لے لوں؟“[2]

---

[1] صحیح البخاری' الزکاۃ' حدیث:1420 [2] سیرۃ ابن ہشام: 323/3

اس پر وہ فوراً راضی ہوگئیں۔ آپ ؓ ہجرت کے چھٹے سال نبی ﷺ کے حبالۂ عقد میں آئیں۔ اس شادی کے نتیجے میں بہت سے صحابہ ؓ نے ان کے رشتہ داروں کو جوان کی غلامی میں آ چکے تھے، رہا کر دیا، کیونکہ وہ اس بنا پر آپ کے رشتے دار بن گئے تھے۔ اس طرح ایک سو خاندانوں کو رہائی ملی اور وہ سب کے سب دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

ہجرت کے ساتویں سال پیغمبر ﷺ نے سیدہ ام حبیبہ (رملہ بنت ابی سفیان ؓ) سے شادی کر لی۔ اس سے پہلے وہ اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کے ہمراہ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی تھیں۔ وہاں عبیداللہ نے مرتد ہو کر عیسائیت اختیار کر لی اور وہیں مر گیا۔ تاہم ام حبیبہ ؓ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور اپنی بیٹی حبیبہ کے ہمراہ حبشہ ہی میں مقیم تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے شاہ حبشہ کو خط لکھا، جس میں اسے بتایا کہ آپ ام حبیبہ سے شادی کے خواہشمند ہیں۔ شاہ حبشہ نے انہیں آپ ﷺ کے عقد میں دے کر مدینہ بھیج دیا۔ اس طرح آپ ان کے نئے شوہر بن گئے اور ان کی دلجوئی بھی ہوگئی۔

بعدازاں 7ھ میں نبی ﷺ نے سیدہ صفیہ بنت حُیی ؓ سے نکاح کر لیا۔ وہ ایک یہودیہ تھیں اور قبیلہ بنی نضیر سے تعلق رکھتی تھیں۔ غزوۂ خیبر میں قیدی بنائے جانے والے یہودیوں میں وہ بھی شامل تھیں۔ ابن اسحاق ان کی کہانی یوں بیان کرتے ہیں:

> ''جب رسول اللہ ﷺ نے بنوابی الحقیق کا قلعہ ''القموص'' فتح کر لیا تو حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہ کو ایک اور عورت کے ہمراہ آپ کے سامنے لایا گیا۔ انہیں لانے والے حضرت بلال ؓ تھے جوان دونوں کے ہمراہ یہودیوں کے پاس سے جنہیں قتل کر دیا گیا تھا، گزر رہے تھے تو سیدہ صفیہ ؓ کی ہمراہ عورت نے ان لاشوں کو دیکھا تو اس نے چیخیں مارنا، اپنے چہرے پر دوہتڑ مارنا اور اپنے سر میں خاک ڈالنا شروع کر دیا۔ جب آپ ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا: ''اس شیطان کی بچی کو میرے سامنے سے ہٹا دو۔'' پھر حکم دیا کہ سیدہ صفیہ ؓ کو میرے عقب کی جانب لے جاؤ، پھر آپ نے اس

پر اپنا چغہ ڈال دیا تا کہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ اسے آپ نے اپنے لیے منتخب کر لیا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اس یہودیہ کو اس طرح واویلا کرتے ہوئے دیکھا تو بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''اے بلال جب تم ان دو عورتوں کو ان کے خاوندوں کی لاشوں کے قریب سے گزار کر لا رہے تھے تو کیا تمہیں ترس نہیں آیا تھا؟ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کی زندگی میں خواب میں دیکھا تھا کہ اس کی گود میں چاند آ گرا ہے۔ جب اس نے خاوند کو اپنا خواب سنایا تو اس نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ تم شاہ حجاز حضرت محمد ﷺ کی قربت چاہتی ہو۔ یہ کہہ کر اس نے اسے اتنے زور سے مکا مارا کہ وہ چکرا گئی اور اس کی آنکھ پر کالا نشان پڑ گیا۔ جب اسے نبی ﷺ کے سامنے لایا گیا تو وہ سیاہ نشان اب بھی موجود تھا۔ آپ نے اس سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے یہ ساری کہانی سنا دی۔''[1]

سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے آپ کی شادی ہجرت کے ساتویں سال کے اواخر میں ہوئی۔ وہ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی خواہر نسبتی تھیں۔ ان سے آپ کا نکاح اس سفرِ عمرہ کے دوران میں ہوا جو معاہدۂ حدیبیہ کے ضمن میں ہونے والے واقعات کے نتیجے میں پچھلے سال نہ ہو سکا تھا اور اب بطور تلافی آپ کو اس کا موقع دیا گیا تھا۔ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کے احرام باندھنے سے پہلے پہلے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرا دیا۔ اگرچہ ضیافت اور خلوت صحیحہ کا اہتمام عمرے کی ادائیگی کے بعد مکہ سے باہر سرف نامی ایک جگہ پر ہوا تھا۔

ازواجِ مطہرات میں سے چھ بیویاں سیدہ خدیجہ' سیدہ عائشہ' سیدہ حفصہ' سیدہ ام حبیبہ' سیدہ ام سلمہ اور سودہ رضی اللہ عنہن قبیلہ قریش سے تعلق رکھتی تھیں۔ چار خواتین سیدہ زینب بنت جحش'

---

[1] گیلاوم' اے۔ ''دی لائف آف محمد'' ترجمہ: ''سیرت رسول اللہ'' مصنفہ ابن اسحاق' مطبوعہ کراچی آکسفورڈ پریس 1996' صفحہ: 514' 515

سیدہ میمونہ بنت حارث' سیدہ زینب بنت خزیمہ اور سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہن عرب تھیں' جبکہ غیر عرب بیوی صرف سیدہ صفیہ بنت حُیّی رضی اللہ عنہا تھیں۔ خانوادۂ نبوت میں یہ خواتین غیر معمولی صلاحیتوں کی حامل تھیں۔

روشن مثالیں

❁ حسد پر کنٹرول: حسد ایک فطری جذبہ ہے جو دنیا بھر کی عورتوں میں پایا جاتا ہے اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھیں تاہم انہوں نے ایسی مثالیں قائم کر دیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بالآخر اس کمزوری پر قابو پا کر ایک دوسری کا احترام کرنے لگیں اور کوئی بھی اتنی آگے نہیں بڑھی کہ خاندانِ نبوت نعوذ باللہ کسی فتنے کا شکار ہو جاتا۔ ہم ان شاء اللہ ذیل کے واقعات میں دیکھیں گی کہ انہوں نے اس جذبے پر کیسے قابو پایا اور کیسے اعلیٰ نمونے پیش کیے؟ یہ نمونے غیر معمولی ہونے کے باوجود ہمارے لیے قابل عمل اور لائق تقلید ہیں۔ ان میں سے بعض واقعات چھوٹے چھوٹے اور لمحاتی نوعیت کے تھے اور چند ایک سنگین اور نازک و پیچیدہ تھے۔ ان چھوٹے واقعات میں سے ایک وہ ہے جس کا ذکر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کرتی ہیں' وہ فرماتی ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیویوں سے بڑھ کر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ رقابت محسوس کرتی تھی' حالانکہ وہ میری شادی سے کافی پہلے دنیا سے رخصت ہو چکی تھیں۔ ان کا بیان ہے:

«مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي، لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَأَمَرَهُ اللهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِي فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ»

''میں ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی رقابت محسوس نہیں کرتی تھی جتنی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مجھے محسوس ہوتی تھی' حالانکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے ساتھ شادی سے پہلے وفات پا چکی تھیں' کیونکہ میں آپ سے اکثر ان کا ذکر سنتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرما دیا تھا کہ وہ انہیں جنت میں (سونے چاندی کی سلاخوں اور قیمتی پتھروں' لعل و جواہر

سے تیار شدہ) محل عطا کرے گا اور آپ جب کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کا اتنا گوشت ان کی سہیلیوں کو بطور تحفہ بھیجا کرتے تھے جو ان کے لیے کافی ہوتا تھا۔''[1]

اس حدیث میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رقابت محسوس کرتی تھیں مگر وہ حاسد تھیں نہ کوئی حاسدانہ اقدام کرتی تھیں۔ یہ بڑی خوبصورت مثال ہے جس سے ہم بہت کچھ سیکھ سکتی ہیں۔ حسد محسوس کرنا اور حسد کی بنا پر کوئی قدم اٹھانا' بالکل دو مختلف باتیں ہیں۔ یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ ہم حسد سے کلیتًا بالاتر ہو سکتی ہیں اور اپنی سوکن سے حسد محسوس کیے بغیر رہ سکتی ہیں۔ تاہم یہ بالکل ممکن ہے کہ ہم اس کے لیے حاسدانہ جذبے پر مبنی جملے استعمال کریں' نہ کوئی عمل کریں۔ طنز یہ اور جلی کٹی باتوں سے پرہیز کریں اور حاسدانہ کارروائیوں سے بھی اجتناب کریں۔ اپنے نفس کو اس سے باز رکھنا یعنی اپنے خلاف مجاہدہ کرنا عظیم اعمال صالحہ میں سے ہے چنانچہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہجرت کرنے والوں میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں کو ترک کر دیتے ہیں اور بہترین جہاد وہ ہے جو اللہ جل شانہٗ کی خاطر اپنے نفس کے خلاف کیا جاتا ہے۔''[2]

ایک اور حدیث جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' یوں ہے:

«أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا لَيْلاً، قَالَتْ: فَغِرْتُ عَلَيْهِ، فَجَاءَ فَرَأَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ: «مَا لَكِ؟ يَاعَائِشَةُ! أَغِرْتِ؟» فَقُلْتُ مَالِي لاَ يَغَارُ مِثْلِي عَلَى مِثْلِكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَقَدْ جَاءَكِ شَيْطَانُكِ؟» قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! أَوَ مَعِيَ شَيْطَانٌ؟ قَالَ:

[1] صحيح البخاری' مناقب الأنصار' باب تزويج النبی ﷺ خديجة و فضلها رضی اللہ عنہا' حديث:3816

[2] یہ حدیث اس سیاق کے ساتھ کہیں نہیں مل سکی البتہ اسکا مفہوم صحیح احادیث میں موجود ہے۔ دیکھیں: (سنن النسائی' الزکوۃ' باب جهد المقل' حدیث: 2527) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے دونوں اجزا کو مختلف مقامات پر صحیح قرار دیا ہے' دیکھیں: (الصحیحہ: 92/2' حدیث: 551' 553 اور 484/3' حدیث: 1496) (عبدالرحمٰن)

«نَعَمْ» قُلْتُ: وَمَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قُلْتُ: وَمَعَكَ؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «نَعَمْ، وَلٰكِنْ رَبِّي أَعَانَنِي عَلَيْهِ حَتّٰى أَسْلَمَ»

''ایک دن رسول اللہ ﷺ رات کے وقت میرے حجرے سے نکلے تو مجھے بہت غیرت محسوس ہوئی' پھر آپ نے واپس آ کر جو کچھ میں کر رہی تھی اسے دیکھا (میں ذہنی طور پر کچھ برہمی کے عالم میں تھی) آپ نے کہا: ''عائشہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ کیا غیرت محسوس کرتی ہو؟'' اس پر میں نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ (مجھ جیسی عورت) آپ جیسے شوہر کے سلسلے میں غیرت محسوس نہ کرے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تمہارا شیطان تمہارے پاس آ پہنچا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے ساتھ شیطان ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' میں نے پوچھا: کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' میں نے پھر پوچھا: یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی ہوتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''ہاں! مگر میرے رب نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی ہے اور میں اس کے شر سے بالکل محفوظ ہو گیا ہوں۔''[1]

اس حدیث سے ہمیں دو اہم سبق ملتے ہیں۔ پہلا یہ کہ ہمارا حسد' ہمارے ساتھ لگے ہوئے شیطان کی کارستانی ہوتا ہے۔ یہ بات ہر عورت کو یاد رکھنی چاہیے کہ جب ایسے جذبات محسوس ہونے لگیں تو فوراً [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] پڑھ کر اس جذبہ کے خلاف جہاد شروع کر دینا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ ۚ إِنَّهُۥ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٠٠﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ إِذَا مَسَّهُمْ طَٰٓئِفٌ مِّنَ ٱلشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا۟ فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ﴿٢٠١﴾ ﴾ (الأعراف: ۷/ ۲۰۰-۲۰۱)

''اور اگر کبھی شیطان تمہیں اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو' وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے

---

[1] صحيح مسلم' صفات المنافقين' باب تحريش الشيطان و بعثه سراياه لفتنة الناس 'وأن مع كل إنسان قرينا ' حديث:2815

والا ہے۔ حقیقت میں جو لوگ متقی ہیں' ان کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ جب کبھی شیطان کے اثر سے کوئی برا خیال انہیں چھو بھی جاتا ہے تو فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں صاف نظر آنے لگتا ہے کہ ان کے لیے صحیح طریق کار کیا ہے۔''

دوسرا سبق یہ ہے کہ خواتین کو اپنے شوہروں سے تبادلہ خیال کرنے کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے' یعنی وہ جس مسئلے پر حسد محسوس کریں' اپنے خاوند کو اس سے لازماً مطلع کریں تاکہ وہ ان کے جذبات سے اچھی طرح باخبر ہو سکے۔ ایسا کرنے سے غلط فہمیوں اور شکوک وشبہات کے ازالے کی ضرور کوئی نہ کوئی صورت نکل آتی ہے اور غصے کی شدت میں بھی کمی آ جاتی ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متذکرہ طرز عمل سے پتہ چلتا ہے' لیکن شکوہ شکایت کے لیے الفاظ کے استعمال میں محتاط رہنا چاہیے۔ نرم وشائستہ لہجے میں تاثیر بھی زیادہ ہوتی ہے اور شکایت کے ازالے کا امکان بھی زیادہ ہوتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے شور مچایا نہ ہنگامہ برپا کیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا غیرت محسوس کرتی ہو؟'' تو انہوں نے نرم اور مؤدب لہجے میں سوال کا جواب دیا' جس میں آپ کی تعریف کا پہلو بھی نکلتا تھا' یعنی مجھ جیسی عورت آپ جیسے شوہر کے سلسلے میں غیرت محسوس نہ کرے تو کیا کرے؟ انہوں نے کیسے خوبصورت الفاظ کا انتخاب کیا۔ یہ مثبت ابلاغ (Positive Communication) کی عمدہ ترین مثال ہے۔ تاہم خواتین کو ہر چھوٹی چھوٹی چیز پر گلے شکوے کی عادت بھی نہیں ڈال لینی چاہیے کہ جب بھی خاوند گھر آئے اس کے سامنے شکایتوں کا انبار لگا دیا جائے۔ بعض چھوٹی چھوٹی شکایتیں عارضی اور وقتی سی ہوتی ہیں' ان کا اپنے آپ ازالہ ہوتا رہتا ہے۔

ہمیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی غیرت کے سلسلے میں ایک آدھ غلطی کی مثال بھی ملتی ہے' جس کا ذکر ذیل کی حدیث میں ہے:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، فَأَرْسَلَتْ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِصَحْفَةٍ فِيهَا طَعَامٌ، فَضَرَبَتِ الَّتِي النَّبِيُّ ﷺ فِي بَيْتِهَا يَدَ

الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ، فَجَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ فِلَقَ الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُولُ: «غَارَتْ أُمُّكُمْ» ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتَّى أُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِّنْ عِنْدِ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الَّتِي كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا، وَأَمْسَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ الَّتِي كُسِرَتْ فِيهِ»

''رسول اللہ ﷺ اپنی ایک بیوی (حضرت عائشہ) کے پاس تھے اتنے میں ایک دوسری بیوی (حضرت زینب یا حضرت صفیہ یا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن) نے کھانے کی ایک پلیٹ آپ کو بھیجی۔ اس بیوی نے جس کے گھر میں آپ ﷺ تھے (یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصے ہو کر) خدمت گار کے ہاتھ پر جو وہ پلیٹ لایا تھا ایک مار لگائی اس کے ہاتھ سے پلیٹ گر پڑی اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ آپ ﷺ اس پلیٹ کے ٹکڑوں کو جوڑنے اور کھانا جو اس میں تھا وہ اکٹھا کرنے لگے آپ ﷺ (ان لوگوں سے جو اس وقت موجود تھے) فرمانے لگے تمہاری ماں کو غیرت آ گئی۔ پھر آپ نے اس خدمت گار کو روک لیا اور جس بیوی نے پلیٹ توڑی تھی اس کے گھر سے ثابت پلیٹ لا کر اس خدمت گار کے حوالے کی اور ٹوٹی ہوئی پلیٹ اس بیوی کے گھر میں رہنے دی جس نے وہ پلیٹ توڑی تھی۔''[1]

یہاں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جذبۂ غیرت کا سختی سے اظہار کیا ہے۔ انہیں غصہ اس بات پر آیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کو کھانا اس روز بھیجا تھا جبکہ یہ ان کی باری کا دن نہیں تھا۔ جو کچھ اس حدیث میں شامل نہیں ہے وہ یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی غلطی کو فوراً محسوس کر لیا اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ٹوٹ جانے والی پلیٹ کے عوض اپنی پلیٹ بھجوانے کا منصفانہ فیصلہ بلا تاخیر قبول کر لیا تھا۔

اس حدیث سے ایک سبق یہ بھی ملتا ہے کہ حسد غصے کو جنم دیتا ہے اور غصہ برہمی اور تشدد

[1] صحيح البخاري، النكاح، باب الغيرة، حديث: 5225

کے مظاہر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس سے خواتین کو یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ حسد کی داخلی کیفیات پر مناسب طور طریقوں اور مجلسی آداب (Protocols) کے ذریعے سے قابو پایا جا سکتا ہے۔ کوشش کی جائے تو اسے غصے میں تبدیل ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔[1]

اس سے ایک سبق یہ بھی ملتا ہے کہ حسد کی شدت اور غصے کے لمحات گزر جانے کے بعد ایک عورت کو احساس ہو جاتا ہے کہ وہ اپنا کتنا نقصان کر بیٹھی ہے، پھر اسے اس پر افسوس ہونے لگتا ہے۔ حسد اور غصے کا آپس میں گہرا تعلق ہے، یہ ایک دوسرے کو تیز کر کے جذبات میں اتنا تموج پیدا کر دیتے ہیں کہ ایسی عورت کی خود پر کنٹرول کرنے کی صلاحیت کمزور پڑ جاتی ہے۔ جب غم و غصے کی لہر اتر جاتی ہے تو وہ گھبراہٹ، احساس جرم اور پشیمانی کی کیفیات میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس طرح حسد اور غصے کی وجہ سے دل و دماغ کو جو نقصان پہنچتا ہے، وہ بہت دیر پا ہوتا ہے اور بڑی مشکل سے اس کی تلافی ہوتی ہے۔

آخر میں، اس حدیث سے ہم جو اہم ترین اسباق سیکھتے ہیں، ان میں ایک سبق ''عجز و انکسار'' بھی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے حسد کے انجام کو محسوس کر کے جلد ہی اس کی تلافی کر دی۔ اس سے ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ اگر ہم حسد کے جذبات سے مغلوب ہو کر کوئی قدم اٹھا بیٹھیں تو ہمیں بلا تاخیر متاثرہ فرد سے معافی مانگ کر اسے پہنچنے والے نقصان کا ازالہ کر دینا چاہیے۔ اگر ایسا کرنے کے بجائے کبر و نخوت کا رویہ اختیار کیا جائے اور ایک کے بعد دوسری غلطی کا ارتکاب کیا جائے تو ہم یقیناً آخرت کی بھلائی اور سرخروئی کی طرف جانے والے راستے کو ترک کرنے کے مرتکب ہوں گے۔ تکبر کا رویہ اعمال شنیعہ میں سے ہے جس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ»

''جس کسی کے دل میں رتی بھر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔''[2]

---

[1] کتاب کے دوسرے باب میں حسد پر ایک الگ بحث موجود ہے۔

[2] صحیح مسلم، الإیمان، باب تحریم الکبر و بیانه، حدیث: 91- سنن ابی داود، اللباس، باب ماجاء فی الکبر، حدیث: 4091

ایک اور حدیث میں ہمیں ایسے حسد کی مثال ملتی ہے جو سوکن کے حسن کو دیکھ کر دل میں جنم لیتا ہے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

''جونہی میں نے اسے اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا تو میرے دل میں ناپسندیدگی کے جذبات پیدا ہو گئے' کیونکہ میرا خیال تھا کہ وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اسے اسی نظر سے دیکھیں گے جس طرح وہ مجھے دکھائی دی تھی۔''[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس حدیث میں سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کا ذکر کر رہی تھیں جو بنی مصطلق پر حملے کے نتیجہ میں ملنے والے مال غنیمت کا حصہ تھیں۔ اس غزوہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی گئی تھیں' اور جب سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اپنی مکاتبت کی ادائیگی کے لیے مدد مانگنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا وہیں تھیں۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بے حد خوبصورت تھیں' جو بھی انہیں دیکھتا مسحور ہو جاتا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو گمان تھا کہ ان کے شوہر اس کا حسن دیکھ کر اس سے شادی کے خواہشمند ہو جائیں گے۔ یہی بات ان کی غیرت کا باعث تھی' تاہم اس کی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس غیرت کے تحت اپنی سوکن سے بد سلوکی کی تھی۔ اس کے برعکس انہوں نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ وہی رویہ رکھا جو ہمارا اپنے مسلم بہن بھائیوں سے ہوتا ہے۔ یعنی شریفانہ برتاؤ کرنا' ایک دوسرے سے ہمدردی کرنا اور ان کے حقوق کا احترام کرنا وغیرہ۔

اس حدیث سے ایک سبق یہ بھی ملتا ہے کہ سوکن کے حسن اور دلکش سراپے کو دیکھ کر ابتدائی طور پر حاسدانہ ردعمل پیدا ہونا' اس وقت تک ایک نارمل روّیہ قرار پائے گا جب تک کہ ہم اس سے بدسلوکی نہ کریں یا اسے گزند پہنچانے کے درپے نہ ہو جائیں۔ دوسری طرف اگر ابتدائی رد عمل کو کنٹرول نہ کیا جائے اور سوکن کو اس کے حسن کی سزا دینے کی کوشش کی جائے تو ایسا طرز عمل

[1] گیلا ؤم' اے۔ ''دی لائف آف محمد'' ترجمہ ''سیرت رسول اللہ'' مصنفہ ابن اسحاق' مطبوعہ کراچی: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس: 1996' ص: 493

بہت نقصان دہ اور ظالمانہ ہوگا۔

جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ابتدائی ردعمل کے مطابق روّیہ اختیار نہیں کیا' بلکہ اس کے بالکل برعکس سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ وہ مثالی کردار کا مظاہرہ کرتی رہیں۔ یہ ضبط نفس یعنی اپنی خواہشات کے خلاف جہاد کی ایک واضح مثال ہے۔ انہوں نے اپنے ابتدائی ردعمل کو اتنا آگے نہیں بڑھنے دیا جس سے بطور رب تعالیٰ کی بندی کے ان کی ذمہ داریاں متاثر ہوتیں۔ آخرت کی جواب دہی کا احساس رکھنے والا ہر مسلمان اللہ کو حاضر وناظر اور سمیع وبصیر سمجھتا ہے' خاندانِ نبوت میں تو اس کا خصوصی اہتمام تھا' چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی داخلی کیفیت کو اپنے عمل پر ذرہ بھر بھی اثر انداز نہیں ہونے دیا۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان غیرت کی اس سے بھی بڑی مثال شہد کے متعلق ایک مشہور واقعہ ہے۔ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے گھروں کا باری باری چکر لگا رہے تھے' جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے حجرے میں گئے تو وہاں معمول سے زیادہ دیر قیام فرمایا کیونکہ ان کے پاس کچھ شہد تھا جو آپ کو بہت مرغوب تھا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں زیادہ قیام کی وجہ سے غیرت کا جذبہ پیدا ہوگیا' جس پر سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما نے باہم مشورہ کرکے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ آپ کی سانس سے بو آرہی ہے۔ اس واقعہ کا ذکر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یوں کرتی ہیں:

«كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَشْرَبُ عَسَلاً عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا، فَوَاطَأْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ عَنْ: أَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهُ: أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ. قَالَ: لاَ وَلٰكِنِّي كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلاً عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ أَعُودَ لَهُ، وَقَدْ حَلَفْتُ، لاَ تُخْبِرِي بِذٰلِكِ أَحَدًا»

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش کے گھر جا کر شہد پیا کرتے تھے اور اس کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے' چنانچہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور میں نے خفیہ طور پر آپس میں طے کیا کہ آپ ہم

میں سے جس کے گھر بھی جائیں تو وہ انہیں کہے گی: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مغافیر [1] کھایا ہے' میں آپ سے مغافیر کی بو محسوس کرتی ہوں۔ (چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا) آپ نے جواب دیا: ''نہیں میں تو زینب بنت جحش کے گھر میں شہد نوش کرتا رہا ہوں اور آئندہ ایسا ہرگز نہیں کروں گا اور میں نے اس کی قسم کھالی ہے اور تم اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔'' [2]

اس موقع پر سورۃ التحریم کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَۖ تَبۡتَغِي مَرۡضَاتَ أَزۡوَٰجِكَۚ وَٱللَّهُ غَفُورٞ رَّحِيمٞ ۝١ ﴾ (التحریم: ٦٦/ ١)

''اے نبی! تم کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہے؟ (کیا اس لیے کہ) تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو؟ اور اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

اس طرح نبی ﷺ کو وحی کے ذریعے سے تنبیہ کی گئی کہ آپ کو محض بیویوں کی وجہ سے اللہ کی طرف سے حلال کی ہوئی چیز کو خود پر حرام کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ آپ کی نصیحت کے خلاف یہ راز حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچ گیا۔ لہٰذا آئندہ آنے والی آیات میں دونوں بیویوں کو ان کے اس فعل پر ملامت کی گئی' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذۡ أَسَرَّ ٱلنَّبِيُّ إِلَىٰ بَعۡضِ أَزۡوَٰجِهِۦ حَدِيثٗا فَلَمَّا نَبَّأَتۡ بِهِۦ وَأَظۡهَرَهُ ٱللَّهُ عَلَيۡهِ عَرَّفَ بَعۡضَهُۥ وَأَعۡرَضَ عَنۢ بَعۡضٖۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِۦ قَالَتۡ مَنۡ أَنۢبَأَكَ هَٰذَاۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ ٱلۡعَلِيمُ ٱلۡخَبِيرُ ۝٣ إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوبُكُمَاۖ وَإِن تَظَٰهَرَا عَلَيۡهِ فَإِنَّ ٱللَّهَ هُوَ مَوۡلَىٰهُ وَجِبۡرِيلُ وَصَٰلِحُ ٱلۡمُؤۡمِنِينَۖ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ بَعۡدَ ذَٰلِكَ

---

[1] مَغَافِر' مِغفار کی جمع ہے جس کے معنی ہیں عُرفط پودے سے نکلنے والا گوند جو کھایا جاتا ہے جس میں بو (بساند) ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کو بو پسند نہیں تھی اس لیے امہات المومنین نے مغافیر کا ذکر کیا تھا۔

[2] صحیح البخاری' التفسیر' باب: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ...... الآية﴾ حدیث: 4912

ظَهِيرٌ ﴿٤﴾ (التحريم: ٦٦/ ٣-٤)

"اور جب نبی (ﷺ) نے ایک بات اپنی بیوی سے راز میں کہی تھی' تو اس بیوی نے (کسی اور پر) وہ راز ظاہر کر دیا اور اللہ نے نبی (ﷺ) کو اس (افشائے راز) کی اطلاع دے دی تو نبی نے کچھ حصہ تو بتا دیا اور کچھ حصے سے درگزر کیا' پھر جب نبی (ﷺ) نے اسے (افشائے راز کی) یہ بات بتائی تو اس نے پوچھا آپ کو اس کی کس نے خبر دی؟ تو نبی (ﷺ) نے کہا: مجھے خبر دی اس نے جو سب کچھ جانتا ہے اور خوب باخبر ہے۔ اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو (تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں اور اگر نبی (ﷺ) کے مقابلے میں تم نے جتھہ بندی کی تو جان رکھو کہ اللہ اس کا مولیٰ ہے اور اس کے بعد جبریل اور تمام صالح اہل ایمان اور سب ملائکہ اس کے ساتھی اور مددگار ہیں۔"

سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما نے اس سرزنش سے نصیحت پکڑی اور پھر کبھی ایسی غلطی کا اعادہ نہیں کیا۔ اس سے کئی سبق ملتے ہیں مگر ہم یہاں صرف چار کا ذکر کریں گی:

پہلا سبق: یہ ہے کہ حسد عورت کو چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی اتنا حساس بنا سکتا ہے کہ وہ بات کا بتنگڑ بنا دیتی ہے اس لیے اس امر کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ حسد کے بہت سے اسباب حقیر نوعیت کے ہوتے ہیں۔ یہ بات تجربے میں آ چکی ہے کہ جب کوئی عورت کسی معاملے میں مبتلائے حسد ہو گئی ہو تو اسے وہ معاملہ بہت ہی بڑا اور بھیانک دکھائی دینے لگتا ہے' مگر جب غصے اور حسد کی لہر اتر جائے (جیسا کہ ہم پیچھے ذکر کر آئے ہیں) تو اس پر واضح ہو جاتا ہے کہ بات تو بالکل چھوٹی سی تھی جسے خواہ مخواہ بڑھا دیا گیا تھا۔

دوسرا سبق: یہ ہے کہ حسد داؤ پیچ کی راہ دکھاتا ہے' اس لیے عورت کو شیطان کے بہکاوے اور اس کی بچھائی ہوئی تدبیروں سے متنبہ رہنا چاہیے۔ شیطان کا تو کام ہی وسوسے ڈالنا اور سرگوشیاں کرنا ہے تاکہ خاندانوں اور معاشروں میں بغض و کینہ اور انتشار پھیلتا رہے۔ شیطان کا

سب سے بڑا ہتھیار جھوٹ اور مبالغہ آرائی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلاً مِّنْ نَتْنِ مَاجَاءَ بِهِ»

''جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے' تو فرشتہ اس کی کہی ہوئی بات کی بدبو کی بنا پر اس سے ایک میل کے فاصلے پر چلا جاتا ہے۔''[1]

تیسرا سبق: یہ ہے کہ عورت کو جس رویّے پر متنبہ کر دیا گیا ہو' اسے اس کا اعادہ نہیں کرنا چاہیے۔ متذکرہ واقعے کے بعد سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما نے دوبارہ ایسا کبھی نہیں کیا۔ انسان سے غلطی سرزد ہو جائے تو وہ اس سے سیکھتا ہے کہ اسے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں کرنا چاہیے۔ مسلم خواتین کو یہ بات خصوصیت سے سیکھنی چاہیے کہ اس واقعہ کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں۔ قرآن حکیم میں اس کا ذکر اسی لیے ہوا ہے کہ آنے والی نسلیں بھی اس سے سبق سیکھیں۔

چوتھا سبق: یہ ہے کہ جب حسد بے لگام ہو جائے تو وہ اس عورت کے اپنے شوہر کے ساتھ تعلقات کو بھی نقصان پہنچاتا ہے' بلکہ اس سے بھی بڑا نقصان یہ ہوتا ہے اللہ کے ساتھ اس کے تعلقات بگاڑ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اللہ کا غصہ مول لینا اور اس کے غضب کو دعوت دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ، كَقَوْمٍ نَزَلُوا فِي بَطْنِ وَادٍ فَجَاءَ ذَا بِعُودٍ، وَجَاءَ ذَا بِعُودٍ، حَتَّى انْضَجُوا خُبْزَتَهُمْ، وَإِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ مَتَى يُؤْخَذْ بِهَا صَاحِبُهَا تُهْلِكْهُ»

''چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچو' جنہیں تم معمولی سمجھتے ہوئے کر گزرتے ہو۔ اس بات کو ایسے ہی سمجھو جیسے چند لوگوں نے ایک وادی میں پڑاؤ کیا۔ ایندھن کے لیے ہر شخص ایک ایک لکڑی لے آیا' حتیٰ کہ انہیں جلا کر اپنی روٹیاں پکا لیں۔ اسی طرح ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کی وجہ سے جب کسی کو پکڑ لیا جاتا ہے تو یہ گناہ اس کی تباہی کا

---

[1] جامع الترمذی' البر والصلة' باب ماجاء في الصدق والكذب' حدیث: 1972- یہ روایت علامہ البانی رحمہ اللہ کے بقول سخت ضعیف ہے۔ (ضعیف سنن الترمذی' ص: 178 والضعیفہ' حدیث : 1828)

سبب بن جاتے ہیں۔''[1]

چنانچہ حسد سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اس سے آگاہ اور خبردار رہا جائے۔ یہ انسان کو اندر سے کھوکھلا کر دیتا ہے۔ شیطانی وسوسوں اور سرگوشیوں کے آگے مضبوط بند باندھنا چاہیے۔

اوپر ہم نے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے' خانوادۂ نبوت میں ایسے واقعات بہت کم رونما ہوئے ہیں۔ اگر ہم اس امر کو ملحوظ رکھیں کہ پیغمبر ﷺ کی بیویاں ایک دوسرے سے کتنی قریب رہتی تھیں اور ہر بیوی کی کتنی سوکنیں تھیں؟ تو کہا جاسکتا ہے کہ ان کا باہمی سلوک مثالی تھا۔ جملہ واقعات میں خواہ وہ چھوٹے تھے یا بڑے' وہ حسد سے مغلوب ہوئیں نہ ایک دوسری سے بدسلوکی کے لیے اسے جواز بنایا۔ وہ عاجزی اور انکسار کا مجسمہ تھیں' کوئی لغزش ہو جائے تو اس پر فوراً توبہ واستغفار کرتیں اور کبھی اس کے اعادے کی نوبت نہیں آنے دیتی تھیں۔

چند اور احادیث بھی ہیں جن میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین رشک وغیرت کا ذکر آیا ہے' تاہم یہ وقتی نوعیت کے چھوٹے چھوٹے اور کبھی کبھار پیش آنے والے واقعات تھے۔ ان معاملات نے طوالت پکڑی نہ انتہا پر پہنچ کر نبی ﷺ یا آپ کے خاندان کے لیے فتنہ بنے۔ مزید برآں ہم نے جن واقعات کا ذکر کیا ہے اور جن کو چھوڑ دیا ہے' ان سے یہ اہم سبق ملتے ہیں:

- اگر دل میں حسد کے جذبات پیدا ہو جائیں تو ان کی تسکین کے لیے الفاظ استعمال کرنے سے گریز کیا جائے اور کوئی بھی اقدام نہ کیا جائے۔
- حسد ہمارے ہم زاد (شیطان) کی کارستانی ہوتا ہے۔
- خواتین کو حسد کے جذبات کے بارے میں اپنے شوہر کو لازماً مطلع کرنا چاہیے۔
- حسد کو اشتعال کی صورت اختیار کرنے سے روکنے کے لیے معاشرتی آداب اور طور طریقوں کی پابندی کی جانی چاہیے۔
- حسد اور غصے سے ہونے والا نقصان دیرپا ہوسکتا ہے اور اس سے نمٹنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

[1] مسند احمد : 331/5

- سوکن کے حُسن اور پُرکشش شخصیت کی وجہ سے ابتدائی حاسدانہ ردعمل ایک نارمل بات ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کے بارے میں بُرا سوچا جائے نہ اس کے ساتھ بُرا برتاؤ کیا جائے۔
- دل میں سوکن کے لیے نفرت اور حقارت کے جذبات امنڈ آئیں تو عورت کو یہ خیال رہے کہ میں جو کچھ کروں گی وہ میری آخرت پر اثر انداز ہوگا اور اللہ عزوجل کے سامنے جواب دینا پڑے گا۔
- حسد عورت کو بے حد حساس بنا دیتا ہے اور اسے چھوٹی چھوٹی باتیں بھی بڑی لگتی ہیں۔
- حسد' سازشوں اور فریب کاری پر اکساتا ہے۔
- اگر ایک بار غلطی ہو جائے تو اس کا اعادہ نہیں کرنا چاہیے۔
- حسد پر قابو نہ پایا جائے تو وہ نہ صرف شوہر کے ساتھ تعلقات بگڑنے کا سبب بنتا ہے بلکہ اللہ عزوجل کے ساتھ تعلق کو بھی شدید نقصان پہنچاتا ہے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اپنے نفس اور اپنی خواہشات کے خلاف جہاد کی بڑی خوبصورت مثالیں قائم کی ہیں۔ ہمیں ان سے سبق ملتا ہے کہ حسد پر کنٹرول کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے کی کوشش کرتی رہیں۔ ایک منظّم طریقۂ کار اور اپنے آپ پر کنٹرول بھی بڑی عمدہ بات ہے لیکن اگر اللہ سے لو لگائے رکھیں تو اس سے اور بھی اچھے نتائج نکلیں گے اور روحانی مسرت بھی حاصل ہوگی۔

- **مصالحانہ اور لچک دار رویّہ:** ہمیں آگے کئی مثالیں ملیں گی جن سے پتہ چلے گا کہ ازواجِ مطہرات خاندان کی یگانگت اور خوشیوں کے لیے اپنی ذاتی تمناؤں اور خواہشات کی کیسی کیسی قربانیاں دیتی رہی ہیں' اور ان سے یہ پتہ بھی چلے گا کہ وہ اگرچہ اپنے شوہر سے بے حد محبت کرتی تھیں لیکن ان کی حقیقی منزل اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا اور اس کی رضا حاصل کرنا تھا۔ اس سلسلے کی ایک

مثال سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دینا ہے۔ جس کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یوں ذکر فرماتی ہیں:

«مَا رَأَيْتُ امْرَأَةً أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ فِي مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ، مِنِ امْرَأَةٍ فِيهَا حِدَّةٌ، قَالَتْ: فَلَمَّا كَبِرَتْ جَعَلَتْ يَوْمَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِعَائِشَةَ، قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! قَدْ جَعَلْتُ يَوْمِي مِنْكَ لِعَائِشَةَ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَيْنِ: يَوْمَهَا، وَيَوْمَ سَوْدَةَ»

''میں نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی عورت ایسی نہیں پائی جس کے بارے میں مجھے یہ پسند ہو کہ میں اس کے روپ میں ہوتی' وہ بہت جوش و جذبے والی خاتون تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ جب ان کی عمر کچھ زیادہ ہوگئی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دن گزارنے کی اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی' چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں نے آپ کے ساتھ دن گزارنے کی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی ہے۔' لہٰذا نبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دو دن دے دیے۔ ایک دن ان کا اپنا اور دوسرا سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا دیا ہوا۔'' [1]

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا واقعی بوڑھی ہو رہی تھیں اور انہیں شوہر کی قربت کی زیادہ ضرورت نہ تھی۔ آپ ﷺ نے سوچا کہ ممکن ہے وہ طلاق لینے کی خواہش رکھتی ہوں' اس لیے آپ نے انہیں اس کی پیشکش بھی کر دی۔ تاہم وہ صرف اس امر کی متمنی تھیں کہ وہ اس دنیا میں اور آخرت میں بھی آپ ہی کی بیوی رہیں' چنانچہ انہوں نے اپنا دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا اور آپ ہی کی بیوی رہیں۔

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اپنی جسمانی ضرورت باقی نہ رہنے پر اپنے دن کو اپنے لیے ہی مخصوص رکھنے پر مصر نہ رہیں۔ یہ ان کی گہری سمجھ بوجھ اور حقیقت پسندی کا ثبوت تھا اور وہ جانتی تھیں کہ میاں بیوی کے درمیان محبت اور رحم دلی کے کیا معنی ہیں۔ ایک اور موقع پر

[1] صحیح مسلم' الرضاع' باب جواز هبتها نوبتها لضرتها' حدیث : 1463

تمام بیویوں نے اپنی اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی' یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دن تھے۔ اس واقعہ کا ذکر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یوں فرماتی ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ يَقُولُ: أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ يُرِيدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأَذِنَّ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُونُ حَيْثُ شَاءَ، فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا»

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری علالت کے دنوں اپنی ازواج سے پوچھا کرتے تھے: ''کل کا دن مجھے کہاں گزارنا ہے؟ کل میں کہاں ٹھہروں گا؟'' وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دن کا انتظار کیا کرتے تھے' چنانچہ سب بیویوں نے آپ کو اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں قیام کریں اس لیے آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہی میں ٹھہرے رہے تاوقتیکہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔''[1]

سب بیویاں آپ کا بے حد احترام کرتیں اور آپ سے بے پناہ محبت بھی رکھتی تھیں۔ اس لیے آپ کے ساتھ گزرنے والے اپنے مخصوص قیمتی وقت کو بھی قربان کرنے پر تیار ہو گئیں۔ وہ سب اپنی اپنی باری کا اصرار کر سکتی تھیں' خاص طور پر ان آزمائش و ابتلا کی گھڑیوں میں کہ ان کا محبوب خاوند ہمیشہ کے لیے ان سے بچھڑنے والا تھا۔ لیکن وہ مثالی کردار کی مالک تھیں' لہٰذا وہ آپ کو پریشان کرنا گوارا ہی نہیں کر سکتی تھیں' چنانچہ آپ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام کی خواہش محسوس کر کے کسی نے کوئی شکایت نہیں کی اور آپ کو خوش کرنے اور علالت میں آپ کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کے لیے اپنی اپنی باری سے دستبردار ہو گئیں۔

یہ سب مثالیں ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ خاندان کی ہم آہنگی اور امن کے لیے ہر ممکن قربانی پر تیار رہنا چاہیے۔ مزید ہمیں یہ بھی جان لینا چاہیے کہ سختی اور بے لچک رویہ نقصان اور مشکلات کا سبب بن جاتا ہے۔ حاسدانہ رویہ ہمارے اندر لچک کو ختم کر دیتا ہے' باہمی رنجشوں

[1] صحیح البخاری' المغازی' باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته' حدیث: 4450

اور کدورتوں کو جنم دیتا ہے اور بالآخر خاندان کے لیے تباہ کن ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے بیویوں کے خیالات میں ہم آہنگی اور ایک دوسری کے لیے محبت و شفقت ہونے کے ساتھ ساتھ انہیں ایک دوسری کے بارے میں لچک دار رویہ رکھنا چاہیے۔ ایسے نرم رویہ سے ان میں برداشت بڑھے گی اور آپس میں محبت بھی بڑھے گی۔

✿ **خاندانی تعلقات اور اس کے تقاضے:** تعدّدِ ازواج میں ایک دشواری یہ ہے کہ سوکنیں ایک دوسری سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہتیں' حالانکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی زندگیوں سے ہمیں جو سبق ملتا ہے وہ یہ نہیں ہے' ان کی پیش کردہ مثال' ایک دوسرے سے جڑے ہوئے خاندان کی ہے' جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«فَكُنَّ يَجْتَمِعْنَ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي بَيْتِ الَّتِي يَأْتِيهَا»

''امہات المومنین ہر رات اس بیوی کے گھر اکٹھی ہو جاتیں جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیام کے لیے آئے ہوتے تھے۔''[1]

اس اکٹھ کا اہتمام' ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہوا تھا۔ جس اہلیہ کا دن ہوتا دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن شام کو وہیں آ جاتیں۔ حدیث کے الفاظ بتاتے ہیں کہ ان خواتین کا آپس میں روزانہ ملاقات کی بنیاد پر میل جول رہتا تھا۔ کوئی بھی خاتون اپنی سوکن کے وجود کی وجہ سے تعددِ ازواج کے نظام سے گریز کا رویہ نہیں اپناتی تھی۔

ہوسکتا ہے کہ آج کی بہت سی خواتین یہ سوچ رہی ہوں کہ خاندانِ نبوت کی مثال پر موجودہ حالات میں عمل کرنا بہت مشکل بات ہے۔ ان کی یہ سوچ عورتوں کے حاسدانہ جذبات کی بنا پر ہے۔ وہ خیال کرتی ہوں گی ایسا اکٹھ خطرناک ہوسکتا ہے' لیکن اگر سوکنیں ایک دوسری کے اسلامی حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے اس مثال پر عمل کریں تو ایسا اکٹھ ان کے درمیان محبت و

[1] صحیح مسلم' الرضاع' باب القسم بین الزوجات وبیان أن السنّة أن تکون لکل واحدة لیلة مع یومها' حدیث: 1462

یگانگت میں اضافے کا باعث بنے گا۔

جناب علی حسن علی عبدالحمید لکھتے ہیں: ''...... فاصلے دلوں میں بھی دوری پیدا کر دیتے ہیں اور میل ملاپ سے دلوں میں نرمی اور باہمی شفقت جنم لیتی ہے۔ اللہ جو سب عیبوں سے پاک ہے' اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے' ان کے میل جول کو پسند کرتا ہے اور ان کے دلوں کو بھی ایک دوسرے کے قریب تر کر دیتا ہے اور اس میں ان کی جامع بھلائی ہے۔''[1]

تاہم سوکنوں کا آپس میں کچھ فاصلہ رکھنے کی ضرورت محسوس کرنا بھی ایک معقول بات ہے۔ وہ چاہیں تو اپنی سُوجھ بُوجھ اور فراست کے مطابق میل جول کے لیے چند حدود کا تعین کر سکتی ہیں۔

سلیم الہلالی لکھتے ہیں: ''برادرِ عزیز' جان لو کسی کے پاس بہت زیادہ آمد و رفت رکھنا اس کے لیے اکتاہٹ کا باعث بن سکتا ہے اور مسلسل ملاقاتوں کے لیے جانے والا شخص خود بھی تھک جاتا ہے۔ اسی طرح شاذ و نادر ملاقاتیں بھی تو ناکافی رہتی ہیں۔ ایسا کرنے سے دل سخت ہو جاتے ہیں' لٰہذا تمہیں اپنے بھائیوں سے کبھی کبھار ملاقاتوں کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے۔''[2]

سوکنوں کے درمیان روابط کو مضبوط بنانے کی اہمیت اپنی جگہ' اس کے ساتھ یہ بھی بہت ضروری ہے کہ شوہر کے ساتھ سوکن کی باری کے دن کو یاد رکھا جائے اور اس کا احترام کیا جائے۔ اس میں بے جا مداخلت ہرگز نہیں ہونی چاہیے' جیسا کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث میں دیکھا کہ ان کا سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پلیٹ توڑنا مداخلت کا نتیجہ تھا۔ دوسروں کے وقت کا احترام کرنے سے فتنہ دور رہتا ہے۔ اس سے باہمی احترام اور محبت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ ان کے درمیان محبت جتنی بڑھتی ہے حسد کے جذبات میں اتنی ہی کمی آتی ہے اور تعدّدِ ازواج

---

[1] Sheikh Ali Abdul-Hameed, Forty Hadeeth on: The Islamic Personality 'Birmingham: Al-Hidaayah, 1995, P:56

[2] Sheikh 'Saleem Al-Hilali," Love and Hate for the sake of "Allah" Birmingham: Al-Hidaayah,1995,P:22

کے مسنون عمل کو بھی استحکام ملتا ہے۔ جب آپس میں اخلاص ومحبت نہ ہو تو شیطان کا کام آسان ہو جاتا ہے کہ وہ آسانی سے بغض وعناد کو فروغ دیتا رہے۔ اگر باہمی احترام اور شفقت و محبت کے جذبات موجزن ہوں تو شیطان کے لیے کام مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ سوکنوں کے درمیان نفرت وحقارت کی چنگاریاں سلگاتا رہے۔ آخر میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ سوکنوں کے مابین معقول حد تک رابطوں اور میل جول کی فضا پیدا کرنے سے خاندان کو تقویت ملتی ہے۔ ہمیں وقتاً فوقتاً ایسے اقدامات کرتے رہنا چاہیے جن سے معاندانہ جذبات میں کمی آئے اور باہمی احترام اور محبت کو فروغ ملتا رہے۔

❁ **معاہدوں کی پابندی کرنا:** ایک بار سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر پر گئیں۔ اونٹوں کی سواری کرتے ہوئے انہوں نے اونٹ بدلنے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ واقعہ حضرت قاسم رحمہ اللہ یوں بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ: أَلاَ تَرْكَبِينَ اللَّيْلَةَ بَعِيرِي وَأَرْكَبُ بَعِيرَكِ تَنْظُرِينَ وَأَنْظُرُ؟ فَقَالَتْ: بَلَى، فَرَكِبَتْ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ، فَلَمَّا نَزَلُوا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الإِذْخِرِ وَتَقُولُ: رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي وَلاَ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا»

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سفر کا ارادہ کرتے تو بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کے ذریعے سے فیصلہ کرتے کہ ان میں سے کون آپ کے ساتھ جائے گی۔ ایک سفر میں قرعہ سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کے نام نکلا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ (راستے میں) جب رات ہو جاتی تو آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوتے اور اس سے باتیں کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا آج رات آپ

میرے اونٹ پر سوار نہیں ہو جاتیں اور میں آپ کے اونٹ کی سواری کروں؟ تا کہ آپ مجھے دیکھ سکیں اور میں آپ کو (اس طرح ایک نئی صورت حال پیدا ہو جائے گی) تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''کیوں نہیں!'' چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والے اونٹ کی طرف بڑھے مگر اس پر تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے انہیں سلام کہا اور پھر آگے کی منزل تک ساتھ رہے حتّٰی کہ لوگوں نے پڑاؤ ڈال دیا۔ راستے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی یاد بہت ستاتی رہی اور جب تو انہوں نے اپنی ٹانگیں اِذخر (ایک خاص قسم کی گھاس) میں ڈال دیں اور کہا: ''یا اللہ ایک بچھو یا سانپ بھیج دے جو مجھے کاٹ لے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو میں کچھ کہہ نہیں سکتی ہوں۔''[1]

اس پر ان کے درمیان کوئی تو تکار نہیں ہوئی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا صرف خود پر برہم ہوئیں کہ میں اس پر کیوں رضا مند ہو گئی اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے سے محروم ہوئی۔ اس حدیث سے ایک بیش قیمت سبق یہ ملتا ہے کہ طے شدہ معاہدے پر نقصان کی صورت میں بھی قائم رہنا چاہیے۔ مسلمان عورت کے کردار کا نمایاں پہلو اپنے وعدے کی پاسداری اور صداقت ہے۔ یہ نہایت اہم خوبی ہے جس کا ذکر اس آیت میں آیا ہے:

﴿ وَأَوْفُوا۟ بِٱلْعَهْدِ ۖ إِنَّ ٱلْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔولًا ﴿٣٤﴾ ﴾ (الإسراء: ١٧/ ٣٤)

''اور عہد کی پابندی کرو، بے شک عہد کے بارے میں تمہیں جوابدہی کرنا ہوگی۔''

علاوہ ازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ»

''منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب وہ بولتا ہے تو جھوٹ کہتا ہے۔ جب وعدہ کرتا ہے تو

---

[1] صحيح البخاري، النكاح، باب القرعة بين النساء إذا أراد سفرا، حديث : 5211

اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جاتی ہے تو اس میں خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔''[1]

چنانچہ وعدوں کا پاس کرنا' خواہ وہ تحریری ہوں یا زبانی' مسلمان عورت کے کردار کا اہم ترین جزو ہے۔ خواہ کوئی وعدہ بعد میں کتنا ہی ناخوشگوار ثابت کیوں نہ ہو (جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ واقعہ پیش آیا) اس پر کاربند رہنا بے حد ضروری ہے۔ اس سے انحراف کرنا نفاق کی علامات میں سے بتایا گیا ہے۔

✿ **دوستی کی پاسداری:** ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن معاشرے کے مختلف طبقات اور مختلف علاقوں سے آئی تھیں۔ ان میں نوجوان بھی تھیں اور معمر خواتین بھی۔ بعض غلامی سے آزاد شدہ' جیسے سیدہ جویریہ اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہما' بعض آپ کے بہترین دوستوں کی صاحبزادیاں' جیسے سیدہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما اور بعض آپ کی کزنز جیسے سیدہ زینب اور سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہما تھیں۔[2] اس لیے ان کی شخصیتوں میں کافی فرق تھا۔ ان کی دوستیوں اور واقفیتوں میں بھی بڑا تنوع تھا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں کس قسم کی رفاقت تھی؟ ہم آج کی سوکنوں کے بارے میں بہترین دوستی یا بدترین دشمنی کی کہانیاں سنتے ہیں۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپس میں بہترین دوست تھیں یا ایک دوسری کی دشمن تھیں؟

بلاشبہ وہ ایک دوسری کی بڑی عزت کرتی تھیں اور ایک دوسری کے ساتھ اللہ کی خاطر بطور مسلمان محبت کرتی تھیں۔ باہمی تعلق کے لحاظ سے وہ [خَيْرُ الْأُمُوْرِ اَوْسَطُهَا] ''معاملات کی بھلائی میانہ روی میں ہے۔'' کے اصول پر گامزن تھیں۔ وہ نہ تو ایک دوسری کی بہترین دوست تھیں اور نہ دشمن۔

---

[1] صحيح البخاري' الإيمان' باب علامات المنافق' حديث:33

[2] نوٹ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کے وقت امہات المومنین کی عمریں تقریباً یہ تھیں: حضرت سودہ 48 سال' حضرت عائشہ 9 سال' حضرت حفصہ 22 سال' حضرت ام سلمہ 33 سال' حضرت زینب 38 سال' حضرت جویریہ 20 سال' حضرت اُمِ حبیبہ 30 سال' حضرت صفیہ 17 سال اور حضرت میمونہ 37 سال -- رضی اللہ عنہن --

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے باہمی تعلقات کے ضمن میں کئی مثالیں موجود ہیں جن میں سے ایک واقعۂ افک ہے[1] جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹے بہتان کی صورت میں سامنے آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بے حد پریشان ہوئے اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کیا جانتی ہیں؟ جس پر وہ بولیں:

«يَارَسُولَ اللهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي ، مَا عَلِمْتُ إِلاَّ خَيْرًا»

''اے اللہ کے رسول! میں یہ جھوٹا دعویٰ کرنے سے خود کو باز رکھتی ہوں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کچھ سنا یا کچھ دیکھا ہے۔ میں ان (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے بارے میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتی کہ وہ بے حد نیک خاتون ہیں۔''[2]

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تعلق نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بنا پر بنیادی طور پر حریفانہ تھا' پھر بھی انہوں نے ان کے بارے میں کلمۂ خیر کے سوا ایک لفظ تک نہ کہا' حالانکہ ان کا شیطان کے شر کا شکار ہو جانا بہت آسان تھا لیکن وہ رقابت کے جذبات سے بالکل مغلوب نہیں ہوئیں کہ وہ کذب بیانی کے گناہ میں ملوث ہو جاتیں۔ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بطور مسلمان عورت احترام کرتی تھیں اور ان سے وہی سلوک کرتی تھیں جو ایک مسلمان کو دوسرے

---

[1] واقعۂ افک مختصراً یہ ہے: چھٹی ہجری میں بنی مصطلق پر حملے سے واپسی پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اتفاقاً ایک مقام پر پیچھے رہ گئیں جہاں قافلے نے پڑاؤ کیا تھا' کیونکہ قافلے کی روانگی کے موقع پر وہ اپنا ہار تلاش کرنے گئی ہوئی تھیں جو قضائے حاجت کی جگہ پر کہیں گر گیا تھا۔ اہل قافلہ کا خیال تھا کہ وہ اونٹ کے ہودے میں بیٹھ چکی ہیں۔ ان دنوں وہ بہت ہلکی پھلکی تھیں۔ جب وہ ہار تلاش کر کے واپس آئیں تو دیکھا کہ قافلہ ان کے بغیر ہی جا چکا ہے۔ وہ انتظار میں بیٹھ گئیں کہ جونہی انہیں احساس ہوگا فوراً مجھے لینے آ جائیں گے۔ اس طرح تھک کر وہ سو گئیں۔ صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ جو لشکر کے پیچھے تھے' صبح اس مقام پر آ پہنچے۔ انہیں پا کر اپنے اونٹ پر بٹھا کر مدینے لے آئے۔ اس کے بعد بعض لوگوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف جھوٹی پروپیگنڈہ مہم چلا دی جس میں ان کی پاکدامنی پر کیچڑ اچھالا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل صحیح البخاری حدیث: 829 میں موجود ہے۔

[2] صحيح البخاری' التفسير' حديث : 4750

مسلمان کے ساتھ کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد علی الہاشمی' مسلمان خواتین کے ایک دوسری سے سلوک کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

''ایک سچی مسلمان عورت' محبت اور نفرت کے سلسلے میں جذبات سے ہرگز مغلوب نہیں ہوتی۔ وہ جن عورتوں کو پسند نہیں کرتی ان کے بارے میں بھی معتدل' معروضی' منصفانہ اور حقیقت پسندانہ رویّہ رکھتی ہے' ان کے بارے میں اس کی رائے معقولیت' مذہبی اصولوں اور خیر اندیشی پر مبنی ہوتی ہے۔ سوائے سچائی کے وہ ان سے متعلق کوئی گواہی نہیں دیتی۔ سوائے انصاف کے ان سے متعلق کوئی فیصلہ نہیں دیتی' اور امّہات المومنین رضی اللہ عنہن کی مثال کو ہمیشہ پیش نظر رکھتی ہے' جو ایک دوسری کے بارے میں حق وصداقت اور انصاف وتقویٰ پر مبنی رائے رکھتی تھیں۔''[1]

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ایک دوسری سے اپنے رشک وغیرت یا مسابقت کے جذبات سے بالاتر ہو کر سلوک کرتی تھیں اور اس میں انصاف اور صداقت کے سوا کوئی اور جذبہ کارفرما نہ تھا۔ ان کا باہمی طرزِ عمل راست بازی اور خیر خواہی پر مبنی تھا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی سوکنوں سے انھی کی مثال کو سامنے رکھ کر' سلوک کریں۔

ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سچ بولتے ہوئے اور اپنی سوکنوں کی تعریف کرتے ہوئے اپنے جذبات کو حائل نہیں ہونے دیتی تھیں۔ جیسا کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا:

''سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیار تھا اور آپ ان کے ساتھ وقت گزارنا چاہتے تھے۔ وہ بے حد پارسا اور عبادت گزار تھیں' اکثر رات کو نوافل ادا کرتی رہتیں

[1] یہ اقتباس ڈاکٹر محمد علی الہاشمی کی کتاب ''مثالی مسلم خاتون: مسلمان خاتون کی صحیح اسلامی شخصیت قرآن وسنت کی روشنی میں'' سے لیا گیا ہے جو ریاض انٹرنیشنل اسلامک پبلشنگ ہاؤس 2000 نے طبع کی ہے۔ مندرجہ بالا سطور اس کے تیسرے ایڈیشن میں ص: 292 پر ہیں۔

اور دن کو روزے سے ہوتی تھیں۔ فن کشیدہ کاری میں بڑی مہارت رکھتی تھیں' اس سے جو کچھ کماتیں' غریبوں میں بانٹ دیا کرتی تھیں۔''①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی سوکن سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا بڑا احترام کرتی تھیں اور ہمیشہ ان کی خوبیوں پر نظر رکھتی تھیں۔ چنانچہ ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

«مَا رَأَيْتُ امْرَأَةً أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ فِي مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ»

''میں نے سودہ بنت زمعہ کے علاوہ کوئی خاتون ایسی نہیں پائی جس کے بارے میں مجھے یہ پسند ہو کہ میں اس کے روپ میں ہوتی۔''②

جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو ان کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''وہ ایک لائق صد ستائش خاتون تھیں جو دنیا سے رخصت ہوگئی ہیں۔ وہ بے حد عبادت گزار اور یتیموں اور بیواؤں کی پناہ گاہ تھیں۔''③

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان اگرچہ بعض اوقات سخت الفاظ کا تبادلہ ہو جاتا تھا مگر یہ ایسی صورت نہ تھی جس سے کشیدگی یا دشمنی کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ حاصل کرنے کے لیے ان کے مابین مسابقت ہونا ایک قدرتی بات تھی' تاہم خیر سگالی کا جذبہ بالآخر غالب آ جاتا تھا۔

ایک مثال وہ تھی جب سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کے وقت یہ الفاظ کہے: ''اللہ کی قسم! میں چاہتی ہوں کہ اس وقت جو تکلیف آپ کو ہو رہی ہے' وہ مجھے ہو جاتی۔ اس پر دیگر امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن نے ایک دوسری کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آنکھوں سے اشارے مت کرو' اللہ کی قسم اس نے جو کچھ کہا ہے

① ''مثالی مسلم خاتون''ص:294
② صحیح مسلم' الرضاع' باب جواز هبتها نو بتها لضرتها' حديث : 1463
③ ڈاکٹر محمد علی الہاشمی کی کتاب ''مثالی مسلم خاتون......''ص:294

سچے دل سے کہا ہے۔''[1]

انہی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے سنا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«اِبْنَةُ يَهُودِيٍّ، فَبَكَتْ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ: مَا شَأْنُكِ؟ فَقَالَتْ: قَالَتْ لِي حَفْصَةُ: إِنِّي ابْنَةُ يَهُودِيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّكِ ابْنَةُ نَبِيٍّ، وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ، وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ، فَفِيمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ؟ فَقَالَ: اتَّقِي اللهَ يَا حَفْصَةُ»

''وہ یہودی کی بیٹی ہے تو یہ جملہ سن کر صفیہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ جب رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس آئے تو وہ رو رہی تھیں۔ آپ نے پوچھا: ''تجھے کیا ہوا ہے؟'' تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے میرے بارے میں کہا کہ میں ایک یہودی کی بیٹی ہوں تو نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم ایک پیغمبر (ہارون علیہ السلام) کی بیٹی ہو۔ تمہارا چچا (موسیٰ علیہ السلام) ایک پیغمبر ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تم ایک پیغمبر سے بیاہی ہوئی ہو۔ پھر وہ کس بات میں تم پر اپنی برتری جتا رہی ہے۔'' بعد میں آپ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''حفصہ! اللہ کا خوف کرو۔''[2]

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما نے اپنے باہمی تعلقات کے لیے چند حدود مقرر کر لی تھیں اور یہ تعلقات بہترین دوستی اور دشمنی کے درمیان ایک مقررہ مقام (spot) پر تھے۔ وہ ایک دوسری کی دوست تھیں اور ہر ممکن طریقے سے دوستی کو نباہنے کے لیے کوشاں رہتی تھیں۔ اس کا اظہار ایک ایسے راز کے واقعہ سے بھی ہوتا ہے جسے پھیلا دیا گیا تھا۔ ان کے بارے میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے:

«أَنَّ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ أَصْبَحَتَا صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَأُهْدِيَ إِلَيْهِمَا طَعَامٌ، فَأَفْطَرَتَا عَلَيْهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِمَا

[1] اقتباس از الجمعہ میگزین، جلد: 12، شمارہ: 8، ص: 46

[2] مسند احمد: 3/135، 136

رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَتْ حَفْصَةُ، وَبَدَرَتْنِي بِالْكَلَامِ، وَكَانَتْ بِنْتُ أَبِيهَا: يَارَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَصْبَحْتُ أَنَا وَعَائِشَةُ صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَأُهْدِيَ إِلَيْنَا طَعَامٌ فَأَفْطَرْنَا عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اِقْضِيَا مَكَانَهُ يَوْمًا آخَرَ»

''نبی کریم ﷺ کی دو بیویوں عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے ایک صبح نفلی روزہ رکھا۔ پھر جب انہیں کھانا پیش کیا گیا تو انہوں نے روزہ توڑ دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بات کرنے کے معاملے میں سبقت لے گئیں اور وہ اس وصف (بات کرنے میں سبقت کرنے) میں اپنے والد ہی کی بیٹی تھیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! ہم دونوں نے آج صبح نفلی روزہ رکھا تھا، ہمیں کھانا دیا گیا تو ہم نے اس سے روزہ توڑ ڈالا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''اس کی جگہ پر کسی اور دن روزہ رکھنا۔''[1]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے درمیان اچھے تعلقات تھے جن کی بنا پر انہوں نے نفلی روزہ رکھ کر اکٹھے دن گزارنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ کبھی کبھی ان میں تکرار بھی ہو جایا کرتی تھی۔ اس سلسلے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان پڑھیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی آخری علالت میں فرمایا:

«مُرُوا أَبَابَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ: إِنَّ أَبَابَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ: إِنَّ أَبَابَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ

[1] موطا امام مالك، الصيام، باب قضاء التطوع، حديث: 695 و جامع الترمذي، الصيام، باب ماجاء في إيجاب قضاء عليه، حديث: 735 یہ حدیث ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: ضعيف سنن الترمذي للألباني، ص: 80

لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا»

''ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کی امامت کرائیں۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) آپ کی جگہ کھڑے ہو گئے تو وہ اپنے رونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکیں گے' اس لیے براہ کرم عمر رضی اللہ عنہ کو امامت کرانے کا حکم دیں۔ آپ نے فرمایا: ''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔'' میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو اپنے رونے کی وجہ سے لوگوں تک اپنی آواز نہیں پہنچا سکیں گے' اس لیے آپ عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں' چنانچہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح کہہ دیا' تو رسول اللہ نے فرمایا: ''خاموش رہو تم یوسف علیہ السلام کی عورتوں کی طرح ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: مجھے تم سے کوئی اچھائی نہیں مل سکی۔''[1]

بلاشبہ یہ شدید رنج و غم کا وقت تھا کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 'ان کے خاوند' کا دمِ واپسیں تھا' ان میں سے کوئی بھی نہیں چاہتی تھی کہ ان آخری لمحات میں آپ اس سے ناراض ہوں۔ اس حالت میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے منہ سے ایسے الفاظ نکل جانا ایک قابل فہم بات ہے۔

آج سوکنوں کے درمیان ہونے والے واقعات کے بارے میں ہم جو کچھ سنتے ہیں' ان کے مقابلے میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین ہونے والے مکالمات بے حد چھوٹے تھے۔ یہ نہایت باوقار' معزز اور متقی و پرہیزگار خواتین تھیں۔ علم اور ذہانت کے لحاظ سے بھی یہ بلند پایہ ہستیاں تھیں۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست اکتسابِ فیض کا موقع ملا۔ آپ نے انہیں علم کی دولت سے مالا مال کر دیا' علم کے خزانے سے انہیں جو کچھ ملا وہ اس پر عمل بھی کرتی رہیں۔ وہ بطور بیوی اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے آگاہ تھیں' دیگر مسلمانوں کی طرف سے خود پر عائد ہونے والے فرائض اور ذمہ داریوں سے بھی باخبر تھیں اور خاص طور پر اللہ کی طرف

---

[1] صحیح البخاری' الأذان' باب أهل العلم و الفضل أحق بالامامة' حدیث: 679

سے سونپی گئی ذمہ داریوں اور فرائض سے بھی عہدہ برآ ہوتی رہیں۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین رشک اور غیرت کے جذبات موجود ہونا بالکل ایک فطری امر تھا لیکن اس کی وجہ سے وہ ایک دوسری کی دشمن نہیں بنی تھیں۔ حقیقی مسلمانوں میں خواہ باہمی تعلقات کی نوعیت جو بھی ہو اس میں عداوت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ وہ اپنے تعلقات کی نزاکت کو جانتی تھیں اور اس بات سے آگاہ تھیں کہ ذرا سی بے احتیاطی بھی ان کے درمیان نفرت اور دشمنی کی دیوار کھڑی کر سکتی ہے مگر انہوں نے ایسے جذبات کو سرے سے ابھرنے ہی نہیں دیا' کیونکہ وہ اللہ کی خوشنودی کو ہر چیز پر مقدم رکھتی تھیں۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لاَ تَبَاغَضُوا وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، وَلاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ»

''ایک دوسرے سے نفرت کرو نہ دل میں ایک دوسرے سے حسد رکھو اور نہ ایک دوسرے سے قطع تعلقی کرو' اور آپس میں بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی (بات چیت بند کرنا) جائز نہیں ہے۔''[1]

❁ **حاصلِ کلام:** ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن مسلمان خواتین کے لیے بہترین نمونۂ عمل ہیں' نہ صرف تعدّدِ ازدواج کے معاملے میں بلکہ دین کے تمام پہلوؤں کے بارے میں ان سے بہتر کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ ان میں سے ہر بیوی آٹھ سوکنیں رکھنے کے باوجود ایمان میں پختہ سے پختہ تر ہوتی رہی۔ یہ چیز بذاتِ خود ان کی عظمت کی گواہی ہے کہ انہوں نے اپنے دین اور اللہ اور اس کے رسول سے محبت کو اپنی خواہشات اور جذبات پر مقدّم رکھا۔ وہ اپنے جبلّی غیرت کے جذبات کو کنٹرول کرنے میں بالعموم کامیاب رہیں۔ اگر چند بار کسی کے جذبات بے قابو ہو کر باہر آ بھی گئے (جیسا کہ کوئی انسان کامل نہیں) تو اس نے فوراً توبہ کر لی اور اللہ سے رجوع کر کے اس سے معافی مانگنا شروع کر دی' اور دوسری بار حتی الوسع اس غلطی سے اجتناب کرتی رہی۔

[1] صحيح البخاري' الأدب' باب ماينهى عن التحاسد والتدابر' حديث : 6065

بعض لوگ ان سے ہونے والی غلطیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تعدّدِ ازواج کتنی خوفناک رسم ہے؟ لیکن جب ان پر غور کیا جائے تو بہت مختلف صورت سامنے آتی ہے۔ احادیث میں جتنے واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں سے صرف چند ایک کو سنجیدہ کہا جا سکتا ہے۔ زیادہ تر مثالیں اس امر کا تذکرہ ہیں کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں رشک وغیرت پایا جاتا تھا' یا یہ بات سامنے لاتی ہیں کہ غیرت کے باعث کسی زوجہ محترمہ نے اپنے شوہر یا سوکن سے کچھ کہہ دیا' لیکن اس سے زیادہ کچھ بھی رونما نہیں ہوا۔ انہوں نے اپنے احساسات کو آپس ہی میں گفتگو یا تبادلۂ خیال کر کے نمٹا دیا اور انہیں اپنے لیے یا اپنے شوہر یا سوکن کے لیے فتنہ نہیں بننے دیا۔

مثال کے طور پر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کی ضیافت' نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی گئی دیگر ضیافتوں میں سے سب سے بڑی تھی۔ اس سلسلے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ نِّسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ، أَوْلَمَ بِشَاةٍ»

''نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا جیسا ولیمہ کیا اتنا کسی بیوی کا نہیں کیا۔ آپ نے بکری کا ولیمہ کیا۔'' [1]

ایسی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ اس ولیمے کی وجہ سے کوئی حسد یا رشک پیدا ہوا ہو یا دیگر ازواج نے کوئی ہنگامہ برپا کر دیا ہو۔

ایک اور موقع پر سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوچھنے آئیں' تو آپ اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ واقعہ یوں بیان کرتی ہیں:

«خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلًا فَرَآهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ: إِنَّكِ وَاللهِ يَاسَوْدَةُ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا، فَرَجَعَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَتْ

[1] صحیح البخاری' النکاح' باب الولیمة ولو بشاة' حدیث: 5168

ذٰلِكَ لَهُ وَهُوَ فِي حُجْرَتِي يَتَعَشّٰى، وَإِنَّ فِي يَدِهِ لَعَرْقًا، فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ فَرُفِعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ: قَدْ أَذِنَ اللهُ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوائِجِكُنَّ»

''ایک دفعہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا رات کو کسی کام کے لیے باہر نکلیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پہچان لیا اور ان سے کہا: اے سودہ! اللہ کی قسم آپ خود کو ہم سے چھپا نہیں سکتیں۔ چنانچہ وہ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ کو یہ بات بتائی۔ آپ اس وقت میرے حجرے میں بیٹھے شام کا کھانا کھا رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں گوشت والی ایک ہڈی تھی۔ اتنے میں آپ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا۔ جب وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''اے خواتین! اللہ نے تمہیں ضرورت کے کاموں کے لیے گھر سے نکلنے کی اجازت دے دی ہے۔''[1]

کسی سوکن کے دروازے پر اس وقت دستک دینا باعث اعتراض ہو سکتا ہے جب وہ شوہر کے ساتھ کھانا کھا رہی ہو' تاہم اس سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بالکل متاثر نہیں ہوئیں۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا ایک دینی مسئلہ معلوم کرنے کی ضرورت محسوس کر رہی تھیں جو ان سب کے لیے اولین ترجیح تھا۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ آج کل تعدّدِ ازواج کی راہ اختیار نہیں کی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ایسا کرنے سے گھر میں امن نہیں رہتا' حالانکہ جھگڑے وہاں بھی بہت ہوتے ہیں اور ہو سکتے ہیں جہاں ایک ہی بیوی رہتی ہو' قناعت اور تحمل کا جذبہ نہ ہو تو معمولی سی بات بھی باعث فساد بن جاتی ہے۔ میاں بیوی کے درمیان چھوٹے چھوٹے مطالبوں پر ہونے والی تکرار بھی سر پھٹول اور طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے گھر میں امن کے لیے سیکڑوں مثالیں پیش کر دی ہیں۔ انہوں نے ہمیں سبق دیا ہے کہ ہم دوسروں کے لیے بھی وہی چیز پسند کریں جو ہمیں اپنے لیے پسند ہو اور خاوند ہمیں جو چیز دینے کے قابل ہو ہم اس پر

[1] صحیح البخاری' النکاح' باب خروج النساء لحوائجھن' حدیث:5237

قناعت کرلیں۔ وہ جو چیز مہیا نہ کر سکے اس پر اصرار کر کے اس کی دل آزاری نہ کی جائے۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن صبر وقناعت کی وجہ سے اپنی تعدّدِ ازواج کی زندگی سے بے حد مطمئن تھیں، بلکہ قابلِ رشک زندگی گزار رہی تھیں۔ آپ کی زوجہ سیدہ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا اتنی خوش تھیں کہ وہ اپنی ہمشیرہ کو بھی آپ کے عقد میں لانے کی متمنی تھیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا:

«يَارَسُولَ اللهِ! هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ؟ قَالَ: فَأَفْعَلُ مَاذَا؟ قُلْتُ: تَنْكِحُ، قَالَ: أَتُحِبِّينَ؟ قُلْتُ: لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِيكَ أُخْتِي، قَالَ: إِنَّهَا لاَ تَحِلُّ لِي، قُلْتُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ، قَالَ: ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي مَا حَلَّتْ لِي، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ، فَلاَ تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلاَ أَخَوَاتِكُنَّ»

''اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ابوسفیان کی بیٹی کو چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں کیا کروں؟'' میں نے کہا: اس سے شادی کر لیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم یہ پسند کرتی ہو؟'' میں نے جواب دیا: اس وقت میں آپ کی واحد بیوی نہیں ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ جو عورت آپ کے معاملے میں میرے ساتھ شریک ہو وہ میری بہن ہو، آپ نے فرمایا: ''مگر یہ میرے لیے جائز نہیں۔'' میں نے کہا: میں نے سنا ہے کہ آپ منگنی کا پیغام بھیج رہے ہیں آپ نے فرمایا: ''کیا ام سلمہ کی بیٹی کا ذکر کر رہی ہو؟'' میں نے کہا: جی! آپ نے فرمایا: ''اگر وہ میری سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تب بھی مجھ پر حرام ہوتی کیونکہ وہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔ میں اور ابوسلمہ نے ثویبہ کا دودھ پیا ہے، لہٰذا تم مجھے اپنی بیٹیاں یا اپنی بہنیں شادی کے لیے پیش نہ کیا کرو۔''[1]

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اچھی طرح جانتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ ہونا کتنا بڑا اعزاز

[1] صحیح البخاري، النکاح، باب: ﴿وربٰئبکم التی فی حجورکم من نسآئکم الّتی دخلتم بهنّ﴾ (النساء: 23) حدیث: 5106

ہے۔ اصل میں وہ بے حد سادہ زندگی بسر کرتی تھیں جس میں آج کے دور جیسا سامانِ تعیش نہیں تھا۔ اس کے بارے میں عروہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کہا:

«اِبْنَ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوْقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَارٌ، فَقُلْتُ: مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ؟ قَالَتِ: الأَسْوَدَانِ: اَلتَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلاَّ أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ جِيرَانٌ مِّنَ الأَنْصَارِ كَانَ لَهُمْ مَنَائِحُ، وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللهِ مِنْ أَبْيَاتِهِمْ فَيَسْقِينَاهُ»

''اے میرے بھانجے! ہم دو مہینے میں تین مرتبہ چاند دیکھتے اور رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں آگ نہیں جلائی جاتی تھی، میں نے کہا: پھر گزارہ کیسے ہوتا تھا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: دو کالی چیزیں تھیں، کھجوریں اور پانی۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کے پڑوسی انصار کی دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں، وہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھروں سے دودھ بطور ہدیہ بھیج دیا کرتے تھے اور آپ وہ ہمیں پلوا دیتے تھے۔''[1]

اللہ تعالیٰ جو کچھ انہیں عطا کر دیتا، اور انہیں اپنے شوہر کے ذریعے سے میسّر آ جاتا وہ اس پہ قناعت کرتیں کیونکہ ان کی نگاہیں آخرت پر جمی ہوئی تھیں، دنیا کے اسباب کو وہ کوئی اہمیت نہیں دیتی تھیں۔ آج کی مسلمان خواتین کو چاہیے کہ وہ تعددِ ازواج کے نظام کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں، اس کا طریقہ وہی ہے جو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے اختیار کیا۔ اس معاملے میں کامیابی کا زیادہ تر انحصار مرد پر ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ ایک سے زیادہ شادیاں کرے اور گھر میں امن و سکون کی فضا پیدا کرنے کے لیے نبیٔ کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرے۔ جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے، انہیں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے عمل اور رویے کو اپنے لیے مشعل راہ بنانا چاہیے۔

مسلمان عورتوں کا یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ وہ ازواجِ رسول ﷺ کی طرح زندگی گزار سکتیں

[1] صحيح البخاري، الرقاق، باب كيف كان عيش النبي ﷺ وأصحابه، وتخليهم عن الدنيا؟ حديث: 6459

ہیں نہ آج کی دنیا میں یہ سب کچھ قابل عمل ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ ازواج نبی ﷺ سے جو غلطیاں بہ تقاضۂ بشریت سرزد ہوئیں' انہیں تعدّد ازواج کی صورت حال سے پہلوتہی کے لیے جواز بنایا جائے۔ ہمیں اپنے لیے مثبت طور پر سوچنا چاہیے اور مخلص مومن کی سطح پر پہنچنے کے لیے اپنی صلاحیتوں پر بھروسا کرنا چاہیے۔ نبیٔ اکرم ﷺ ہمیں مذہب سکھانے کے لیے مبعوث ہوئے تھے اور آپ نے زندگی کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ اسلام نے ہمارے تمام جذبات و احساسات' خیالات اور معاملات و مسائل کا حل پیش کر دیا ہے۔ امّہات المومنین رضی اللہ عنہن کی زندگیاں ہمارے لیے ایک روشن مثال ہیں۔

معمے کی طرح تعدّدِ ازواج کے بھی کئی عوامل ہیں' مثلاً: صبر وضبط' شیطان کے وسوسوں میں نہ آنا' حسد پر قابو پانا' تحمل و برداشت' علم' رحم دلی اور اللہ کی عبادت۔ یہ سب عوامل مل جائیں تو تعددازواج سے پیدا ہونے والی ہر مشکل آسان ہوسکتی ہے۔ ان میں ہر عامل اثر انداز ہونے کے لیے کچھ وقت لیتا ہے اور اس کے لیے عورت کو تھوڑی سی محنت کرنا پڑتی ہے۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے' اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ڈِسپلن اور ضبط نفس کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔ دراصل تعدّد ازواج' اسلام کا بہت چھوٹا جزو ہے لیکن اس کے ذریعے سے عورت جو ضبط نفس اور مجاہدہ سیکھتی ہے اور احکامات الٰہی کی جو پابندی کرتی ہے' اس کے بہت دوررس نتائج نکلتے ہیں۔ اس سے تعدّدِ ازواج کی کامیابی کے علاوہ بھی بہت کچھ ملے گا۔ مزید برآں مسلمان خاتون کا اصل نصب العین تو اللہ کو خوش کرنا اور رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرنا ہے۔

ہمیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی زندگیوں کو اپنے لیے مشعل راہ بنانا چاہیے اور یہ جان لینا چاہیے کہ ان کے لیے دین ہمیشہ ہر چیز پر مقدم رہا ہے۔ اللہ کی عبادت اور اس کی خوشنودی ان کی اولین منزل تھی۔ اگر ان میں کوئی منفی جذبات پیدا ہو جاتے تھے تو اللہ عزوجل کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ خود بخود دب جاتے تھے۔ اس معاملے میں وہ یقیناً کامیابی سے ہمکنار ہوئیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتَعْمَلْ صَٰلِحًا نُّؤْتِهَآ أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾ ﴾ (الأحزاب: ٣٣/ ٣١)

''اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کرے گی اس کو ہم دوہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کے لیے بہترین رزق مہیا کر رکھا ہے۔''

چنانچہ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے' ان سے سیکھنا چاہیے' ان کے تجربات سے سبق لینا چاہیے' ان سے سرزد ہونے والی مبینہ غلطیوں سے اجتناب کرنا چاہیے' اپنے اندر عبادت و ریاضت کا ذوق وشوق پیدا کرنا چاہیے' علم حاصل کرنا چاہیے اور تقویٰ کی راہ اپنانی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر فرمائے:

﴿ ٱدْخُلُوا۟ ٱلْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَٰجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ ٱلْأَنفُسُ وَتَلَذُّ ٱلْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ ٱلْجَنَّةُ ٱلَّتِىٓ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيهَا فَٰكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٣﴾ ﴾ (الزخرف: ٤٣/ ٧٠_٧٣)

''تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ' تمہیں خوش کر دیا جائے گا۔ ان کے آگے سونے کے تھال اور ساغر گردش کرائے جائیں گے اور ہر من بھاتی اور نگاہوں کو لذت دینے والی چیز وہاں موجود ہوگی۔ اور تم یہاں ہمیشہ رہو گے۔ یہی وہ جنت ہے کہ تم اپنے اعمال کے بدلے اس کے وارث بنائے گئے ہو۔ تمہارے لیے یہاں بکثرت پھل موجود ہیں جنہیں تم کھاؤ گے۔''

باب دوم

www.KitaboSunnat.com

خواتین کے لیے ایک چیلنج

عورت اپنی مخصوص فطرت کی بنا پر تعددِ ازواج کی صورت میں آسانی سے مطمئن نہیں ہوتی۔ ہماری جذباتی اور حاسدانہ فطرت سوکن کے وجود کو ہمارے لیے ایک چیلنج بنا کر پیش کر دیتی ہے۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکی ہیں کہ نبی ﷺ کی بلند مرتبت بیویاں بھی آپس میں رشک وغیرت رکھتی تھیں۔ نبی ﷺ کی بیویاں ہونے کا اعزاز کوئی معمولی بات نہیں تھی اور وہ فی الواقع اس اعزاز کی مستحق بھی تھیں۔ وہ اللہ کی عبادت اور اس کی اطاعت کو اپنے جذبات پر ترجیح دیتی تھیں اور ہمارے لیے بھی سب سے بڑا چیلنج یہی ہے، مگر یہ کوئی آسان معاملہ نہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ أَرْسَلَ جِبْرِيلَ إِلَى الْجَنَّةِ، فَقَالَ: انْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لأَهْلِهَا فِيهَا، قَالَ: فَجَاءَهَا فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعَدَّ اللهُ لأَهْلِهَا فِيهَا، قَالَ: فَرَجَعَ إِلَيْهِ، قَالَ: فَوَعِزَّتِكَ لاَ يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ إِلاَّ دَخَلَهَا، فَأَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَيْهَا فَانْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لأَهْلِهَا فِيهَا، قَالَ: فَرَجَعَ إِلَيْهَا فَإِذَا هِيَ قَدْ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ، فَرَجَعَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: فَوَعِزَّتِكَ لَقَدْ خِفْتُ أَنْ لاَ يَدْخُلَهَا أَحَدٌ. قَالَ اذْهَبْ إِلَى النَّارِ فَانْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لأَهْلِهَا فِيهَا، فَإِذَا هِيَ يَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَرَجَعَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: فَوَعِزَّتِكَ لاَ يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ فَيَدْخُلَهَا، فَأَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَيْهَا فَرَجَعَ إِلَيْهَا، فَقَالَ: فَوَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لاَ يَنْجُوَ مِنْهَا أَحَدٌ إِلاَّ دَخَلَهَا»

”جب اللہ نے جنت اور دوزخ بنا لیں تو جبرائیل علیہ السلام کو جنت میں بھیجا اور فرمایا: دیکھو

میں نے اسے اور اس میں رہنے والوں کے لیے کیا کچھ بنایا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ جنت میں گیا اور اسے اور جو کچھ اللہ نے وہاں رہنے والوں کے لیے تیار کیا تھا اسے دیکھا۔ آپ نے فرمایا: تو وہ اللہ کے پاس واپس آیا اور کہا: آپ کی عظمت کی قسم! جو کوئی بھی اس کے بارے میں سنے گا' اس میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔ چنانچہ اللہ نے حکم دیا تو اس کے اردگرد مشکلات (آزمائشوں) کا دائرہ کھینچ دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: واپس جاؤ اور دیکھو میں نے اسے اور اس میں رہنے والوں کے لیے کیا کچھ بنایا ہے۔ آپ نے فرمایا: چنانچہ وہ واپس آیا اور دیکھا کہ اس کے گرد آزمائشوں اور مشکلات کا حصار کھینچ دیا گیا ہے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچا اور کہا: آپ کی عزت کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جہنم کی طرف جا کر دیکھو' میں نے اسے اور اس میں رہنے والوں کے لیے کیا کچھ تیار کیا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے وہاں جا کر دیکھا کہ اس میں ایک دوسری کے اوپر انگاروں کی تہیں چڑھی ہوئی ہیں۔ پھر اس نے واپس جا کر کہا: آپ کی عظمت کی قسم! اس کے بارے میں جو کوئی بھی سنے گا' اس میں کبھی داخل نہیں ہوگا۔ چنانچہ اللہ نے حکم دیا تو اس کے گرد ترغیبات اور شہوتوں کے پھندے لگا دیے گئے۔ اور فرمایا: اس کی طرف دوبارہ جاؤ۔ چنانچہ وہ اس کی طرف دوبارہ گئے۔ اس نے واپس آ کر کہا: آپ کی عظمت کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔"[1]

تعدد ازواج کے معاملے میں اپنے منفی جذبات کے خلاف جو مجاہدہ کرنا پڑتا ہے وہ انہی مشکلات اور آزمائشوں میں سے ہے جن کا "جنت کے گرد حصار" کی صورت میں ذکر آیا ہے۔ کتاب کے اس حصے میں وہ باتیں اکٹھی کی گئی ہیں جنہیں بصیرت افروز معلومات کہا جا سکتا ہے۔ ان سے ان خواتین کی مشکلات کا حل سامنے آئے گا جو تعدد ازواج کے تحت زندگی گزار رہی

[1] جامع الترمذی' صفة الجنة' باب ماجاء حفت الجنة بالمکارہ ......' حدیث:2560

ہیں۔ ہمارے خیال کے مطابق ہماری یہ معروضات ان کے لیے خوشیوں اور طمانیت کی راہیں کھول دیں گی اور وہ یقیناً اس دنیا میں بھی کامیاب رہیں گی اور اگلی زندگی میں بھی سرخرو ہوں گی۔

ہم اس حصے کا آغاز ''نفسیات کی روشنی میں تعدّدِ ازواج کا مطالعہ'' سے کرتی ہیں اور اس کی مدد سے عورتوں کے جذبات واحساسات کی گہرائی میں جا کر جائزہ لیں گی تا کہ ایک مسلمان عورت کو نئی روشنی میں خود ''اس کی ذات'' سے متعارف کرا سکیں۔ اس میں ہم اس کو یہ بھی بتائیں گی کہ وہ بطور ایک ''مخلوق'' (Creature) مرد سے کیونکر مختلف ہے اور اس میں کون سی خصوصی صلاحیتیں ہیں جو اس کی ذات کو مردوں سے منفرد اور ممتاز کرتی ہیں۔

سائنس نے اس امر کی توثیق کر دی ہے کہ عورت کو اس کی حیاتیاتی فطرت اور اس کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کے اعتبار سے مرد سے بہت مختلف ساخت عطا کی گئی ہے' اس لیے اسے مردوں جیسے فرائض وحقوق اور ذمہ داریاں سونپنا بہت بڑی زیادتی ہے۔ بہ الفاظ دیگر اس ''یکسانی'' (Sameness) اور ''مساوات'' (Equality) کا بھی فرق ہے' یعنی مرد اور عورت میں مساوات (Equality) تو پائی جاتی ہے لیکن یکسانیت (Sameness) نہیں پائی جاتی' لہٰذا دونوں سے ایک ہی قسم کا سلوک کرنا' انصاف کے منافی ہوگا۔ اس اختلافِ فطرت کو ملحوظ رکھنا ہی حقیقی انصاف ومساوات ہے۔ جیسا کہ اسلام نے ملحوظ رکھا ہے جو کہ مرد وزن دونوں کے خالق کا دین ہے۔ ①

❁ سوکناپے کی نفسیات: خواہ کوئی خاتون مسلمان ہو یا غیر مسلم' تعددِ ازواج کے بارے میں سب یکساں طور پر ناگواری کا اظہار کرتی ہیں اور اس ناگواری اور ناپسندیدگی کو تین لفظوں ''سوکناپے کی جلن'' میں سمو دیا گیا ہے۔ یہ معاملہ صدیوں سے ایسے ہی چلا آ رہا ہے۔ جہاں کہیں سوکن کا

① امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تصنیف ''فتاویٰ'' جس کا انگریزی ترجمہ مصری عالم سید جید نے "Fatwas of Muslim Women" کے نام سے کیا ہے اور دارالمنارہ مصر نے طبع کیا ہے۔ مذکورہ بالا الفاظ مترجم کے نوٹ کے مطابق صفحہ: 21 اور 22 پر لکھے ہوئے ہیں۔

ذکر آتا ہے وہاں سوکنوں کے درمیان حاسدانہ تعلق کا بھی حوالہ آتا ہے۔ تاہم تعدد ازواج کے بارے میں عورت کے اس ردعمل کا واحد سبب حسد نہیں ہے۔ اس سلسلے میں مسلمان عورت ایک منفرد زمرے میں آتی ہے کیونکہ اس کا مذہب اور عقیدہ ''اسلام'' ہے جو تعدد ازواج کے تعلقات کو جائز اور حلال ٹھہراتا ہے' لہٰذا بعض مسلمان خواتین کی طرف سے اس بارے میں جو ہیجانی یا جذباتی ردعمل ظاہر کیا جاتا ہے وہ اسلامی تعلیمات سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔

یہاں چونکہ ہم اس مسئلے کے نفسیاتی پہلو پر روشنی ڈال رہے ہیں' اس لیے چند ایک اصطلاحات کا ذرا گہری نظر سے جائزہ لینا ہوگا۔ انسان کے اندر خوف یا غصہ کی طرح کئی قسم کے ہیجانات پائے جاتے ہیں۔ یہ ہیجانات دراصل وہ ذہنی اور جسمانی ردعمل ہوتے ہیں جنہیں ہم داخلی طور پر شدت کے ساتھ محسوس کرنے کے بعد اس طرح اپنے عضلات میں منتقل کر لیتے ہیں کہ وہ پورے جسم کو سخت جوابی کارروائی کے لیے متحرک کر دیتے ہیں۔ بعض ہیجانات جبلی (Instinctive) ہوتے ہیں اور بعض اکتسابی ہوتے ہیں' جنہیں ہم معاشرتی اور تہذیبی اقدار سے اخذ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر حسد ایک جبلی ردعمل یا کیفیت ہے' جبکہ پریشانی یا تردد (Embarrassment) تعدّدِ ازواج کے خلاف ایک اکتسابی ردعمل ہے۔ یہ ہیجانات خواہ جبلی ہوں یا اکتسابی' ان کا نتیجہ ان تبدیلیوں کی صورت میں سامنے آتا ہے جن میں ایک انتہائی صورت ایمان سے محرومی ہے' اور دوسری انتہا شدید مایوسی اور افسردگی (Severe Depression) کی صورت میں ہوتی ہے۔

تعدّدِ ازواج اگرچہ مختلف شکلوں میں رائج رہی ہے لیکن اسلام واحد مذہب ہے جس نے اسے ایک باقاعدہ ہیئت عطا کی ہے' اس طرح اسے عورتوں کے لیے رسوا کن رواج کے بجائے آبرومندانہ شکل دے دی ہے۔ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تعدّد ازواج کے بارے میں مثبت سوچ ترک کر دی گئی جس سے کئی قسم کے مفاسد پیدا ہو گئے۔ مروّجہ سوچ یہ ہے کہ ''یک زوجی'' (Monogamy) ''فطری'' ہے' اور ''تعدّدِ ازواج'' (Polygyny) شادی کے

تقدس کے لیے "رسوا کن" ہے۔ سب سے بڑی بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ تعدد ازواج کے خلاف پروپیگنڈے نے مسلمان عورت کے خیالات کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ اس باب میں ہم ان افعال' جذبات اور رویّوں کو زیر بحث لائیں گے جن کی بنا پر یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ ہمارا مقصد مسلمان خواتین کو یہ بات سمجھنے میں مدد دینا ہے کہ تعدّدِ ازواج سے متعلق جو جذبات پائے جاتے ہیں وہ نہ صرف عارضی اور قابل کنٹرول ہیں بلکہ کلّی طور پر قابل تبدیل (Changeable) بھی ہیں۔ یہ امید بھی کی جاتی ہے کہ اس باب میں دی جانے والی معلومات مسلمان مردوں کے لیے بھی فہم وبصیرت کا باعث بنیں گی اور وہ تعدّدِ ازواج سے پیدا شدہ پیچیدہ جذبات کو بہتر طور پر سمجھ سکیں گے۔

✿ **عورتوں کے ذہنی اجزائے ترکیبی:** تعدّدِ ازواج کے بارے میں ردعمل کو سمجھنے کے لیے عورتوں کی فطرت کو سمجھنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ بعض روّیوں اور احساسات کا خاص طور پر عورتوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ قرآن مجید' احادیث رسول ﷺ اور دنیاوی علوم میں خواتین کی ان مخصوص صفات کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ غالباً عورت کی فطرت کو یہ حدیث بڑی صراحت کے ساتھ بیان کرتی ہے:

«اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ»

"اپنی عورتوں کے ساتھ بہترین سلوک کرو وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں' پسلی کا سب سے زیادہ مڑا ہوا حصہ اس کا اوپر والا حصہ ہوتا ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے توڑ ڈالے گا' اگر اسی طرح چھوڑے رکھے گا تو یہ ٹیڑھا ہی رہے گا۔ لہٰذا ان کے ساتھ بہترین سلوک کرو۔"[1]

[1] صحیح البخاری' أحادیث الأنبیاء' باب خلق آدم و ذریته ' حدیث:3331

اس حدیث کے بارے میں محمد الجبالی کہتے ہیں:

''اس حدیث میں پسلی کے اوپر والے حصے کا جو حوالہ دیا گیا ہے' غالباً اس کا اشارہ سر کی طرف ہے' جہاں پر انسان کی اہم صلاحیتیں مرتکز ہوتی ہیں (قوتِ بصارت اور قوتِ سماعت) اور وہاں زبان بھی ہے جو بولنے کا فعل انجام دیتی ہے۔ سر جسم کا وہ حصہ ہے جہاں سوچ بچار کا عمل انجام پاتا ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں حدیث:5186 کی توضیح کرتے ہوئے کہا ہے:

''ہوسکتا ہے کہ نبی ﷺ نے یہ مثال عورت کے جسم کے انتہائی اوپر والے حصے کے لیے دی ہو کیونکہ اس کا اوپر والا حصہ' اس کا سر ہے' اس میں اس کی زبان ہوتی ہے جو کہ نقصان پہنچا سکتی ہے۔''

''اس کا مطلب یہ ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان فرق و اختلاف مسائل سے نمٹنے کے طریق کار کا ہے۔ طریق کار کا مختلف ہونا ان کی الگ الگ سوچوں اور محسوس کرنے کے مختلف انداز کا نتیجہ ہوتا ہے' جبکہ حالات کے بدلنے کے ساتھ ساتھ ان کا جذباتی رد عمل (ہنسنا' طعن و تشنیع اور جھوٹ بولنا وغیرہ) بھی ایک دوسرے سے مختلف ہو جاتا ہے۔''[1]

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿وَٱسْتَشْهِدُوا۟ شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَٱمْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ ٱلشُّهَدَآءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَىٰهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَىٰهُمَا ٱلْأُخْرَىٰ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۸۲)

''اور اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کرلو تاکہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔''

---

[1] محمد الجبالی "The Fragile Vessels"' آرلنگٹن: الکتاب والسنہ پبلشنگ 2000ء' ص:43

ذیل کی حدیث میں اس نکتے کی مزید وضاحت ملتی ہے کہ ایک بار عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

«یَامَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ: وَبِمَ یَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ قُلْنَ: وَمَا نُقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلِنَا یَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ؟ قُلْنَ: بَلٰى، قَالَ: فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا، أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟ قُلْنَ: بَلٰى، قَالَ: فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا»

''اے عورتو! صدقات دیتی رہا کرو کیونکہ میں نے دوزخیوں میں زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی ہے۔ عورتوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ ایسا کیوں ہے؟ آپ نے جواب دیا: اس لیے کہ تم بہت زیادہ لعن طعن کرتی ہو اور اپنے شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو۔ میں نے ذہانت اور دین کے بارے میں تم سے زیادہ ناقص کسی کو نہیں پایا۔ (لیکن اس کے باوجود) تم میں سے بعض اچھے خاصے محتاط اور سوجھ بوجھ والے مرد کی عقل کو بھی لے جاتی ہیں۔ عورتوں نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! ہماری ذہانت اور ہمارے دین میں کیا خامی ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر نہیں ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا: یہ ذہانت کی کمی ہے۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ حیض کے دنوں میں عورت نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے؟ عورتوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا: یہ اس کے دین میں کمی ہے۔''[1]

آپ نے یہ بھی فرمایا:

«لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً»

[1] صحیح البخاری، الحیض، باب ترك الحائض الصوم، حدیث:304

''جس قوم نے عورت کو اپنا سربراہ بنایا' وہ کامیاب نہیں ہو گی۔''[1]

مندرجہ بالا ارشادات اس وقت زیادہ قابل فہم بن جاتے ہیں جب ہم مختلف اوقات میں عورتوں کے جسم میں رونما ہونے والی بعض طبعی اور نفسیاتی تبدیلیوں پر غور کریں۔ ان میں ماہواری' دورانیہ حمل' انقطاع حیض' بانجھ پن اور اسقاط حمل وغیرہ شامل ہیں۔

ماہواری شروع ہونے سے قبل اور اس کے دوران میں عورتیں کئی طبعی اور جذباتی تبدیلیوں کے عمل سے گزرتی ہیں۔ طبعی تبدیلیوں کی علامات میں سانس پھولنا' تھکاوٹ' دردسر' اینٹھن کمر درد اور چھاتیاں دکھنا شامل ہیں۔ جبکہ جذباتی تبدیلیوں کی علامات میں تنگ مزاجی زود رنجی' افسردگی و درماندگی (ڈیپریشن) بے چینی' عدم تحفظ کا احساس' سستی' تنہائی کا احساس' بات بات پر آنسو امنڈ آنا اور موڈ کا اتار چڑھاؤ شامل ہے۔ تقریباً 80 فیصد عورتیں ان میں سے کچھ علامات سے دوچار ہو جاتی ہیں اور 40 فیصد ان سے خاصی حد تک پریشان ہو جاتی ہیں' جبکہ 10 فیصد ان کی وجہ سے جسمانی قوت سے محروم ہو جاتی ہیں۔ دورانِ حمل جو نفسیاتی تبدیلیاں آتی ہیں ان میں قبل وضعِ حمل اور بعد وضعِ حمل افسردگی (Pre-natal and Post-natal Depression) اور اردو زبان میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان وجوہ کی بنا پر عورتیں غنودگی' یادداشت میں کمی' اضطراب اور ذہنی انتشار وغیرہ کا شکار رہوتی ہیں۔ حیض کی بندش کا زمانہ شروع ہونے سے پہلے اور اس کے دوران میں جو عوارض پیدا ہوتے ہیں' ان میں یکا یک طیش میں آ جانا' بے خوابی' مزاج میں تبدیلی' نسیان' جھنجھلاہٹ' آدھے یا پورے سر کا درد' بار بار پیشاب کی حاجت محسوس ہونا اور موٹاپا طاری ہو جانا شامل ہے۔ بانجھ پن اور اسقاط حمل کے بھی ان پر زبردست نفسیاتی طور پر اثرات ہوتے ہیں۔ یہ سب عوارض صرف عورتوں کو لاحق ہوتے ہیں اور کسی عورت پر کسی بھی وقت وارد ہو سکتے ہیں۔ یہ بیماریاں ہلکی بھی ہوتی ہیں اور شدید نوعیت بھی اختیار کر لیتی ہیں۔[2]

---

[1] صحیح البخاری' المغازی' باب کتاب النبی ﷺ إلی کسری وقیصر' حدیث:4425

[2] Enstrual Health in Women's Lives ed. Alice J.Dan and Linda L. Lewis (Urbana : University of Illinois Press,1992

آگے بڑھنے سے پہلے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی پڑھ لیجیے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر پر جا رہے تھے' اَنجَشَہ نامی ایک غلام' اونٹوں کو تیز بھگانے کے لیے حُدی خوانی کر رہا تھا۔ آپ نے اسے کہا:

«وَيْحَكَ يَاأَنْجَشَةُ! رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيرِ»

''اے اَنجَشَہ! شیشے کے برتنوں والے اونٹوں کو آہستہ چلاؤ۔''

ابوقلابہ کا کہنا ہے کہ شیشے کے برتنوں سے آپ کی مراد اونٹوں پر سوار خواتین تھیں۔[1]

متعدد محدثین بشمول امام بخاری' امام قرطبی اور عسقلانی رحمہم اللہ کا خیال ہے کہ یہاں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد دو چیزیں ہو سکتی ہیں:

- خواتین نازک فطرت اور کمزور ساخت کی حامل ہوتی ہیں' اونٹوں کو تیز بھگانے سے ان کے گر پڑنے کا یا انہیں کوئی اور نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔
- خواتین جذباتی فطرت رکھتی ہیں' موسیقی اور شاعری انہیں متاثر کر سکتی ہے اور وہ مبتلائے فتنہ ہو سکتی ہیں۔[2]

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ٱلرِّجَالُ قَوَّٰمُونَ عَلَى ٱلنِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ ٱللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَآ أَنفَقُوا۟ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ ۚ فَٱلصَّٰلِحَٰتُ قَٰنِتَٰتٌ حَٰفِظَٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ ٱللَّهُ ۚ﴾ (النساء: ٤/ ٣٤)

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں' اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پس جو صالح عورتیں ہیں' وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کی غیر موجودگی میں بہ حفاظت الٰہی ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔''

[1] صحیح البخاری' الأدب' باب مایجوز من الشعر والرجز والحداء و مایکرہ منہ' حدیث:6149

[2] محمد الجبالی' ''The Fragile Vessels'' آرلنگٹن: الکتاب والسنہ پبلشنگ 2000ء' ص:41

اسی طرح حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ»

''میں نے اپنے پیچھے مردوں کو نقصان پہنچانے والی عورتوں سے بڑھ کر کوئی آزمائش نہیں چھوڑی۔''[1]

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے وجود کے حسن و جمال کو مردوں کے لیے تمام فتنوں میں سب سے بڑا اور سب سے خطرناک فتنہ قرار دیا ہے' جس کا مشاہدہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔''[2]

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حسن عورت کا بڑا کارگر ہتھیار ہے۔ اس کا وار کبھی خطا نہیں جاتا' اس کے بل بوتے پر وہ مرد کو جدھر چاہیں موڑ سکتی ہیں اور مرد کو بڑی آسانی سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اکسا لیتی ہیں۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا:

«أَلاَ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٍ عِنْدَكُمْ»

''عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کے مانند ہیں۔''[3]

مسلمان خاتون کا معاملہ یہ ہے کہ اس نے رضا کارانہ طور پر شوہر کی قید قبول کر رکھی ہے۔ وہ اس کی اطاعت اور خدمت اپنی دینی ذمہ داری سمجھتی ہے۔ اللہ نے اسے اسی فطری رجحان کے ساتھ تخلیق کیا ہے اور اسے شوہر کی تابع رہنے کا حکم دیا ہے۔

محمد الجبالی نے ''دی مسلم فیملی'' (The Muslim Family) کے عنوان سے اپنے سلسلۂ کتب میں عورت کی فطرت پر اظہار خیال کرتے ہوئے مزید لکھا ہے:

''جب عورت سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس کے شوہر کو صبر و تحمل اور شفقت سے کام

---

[1] صحیح البخاری' النکاح' باب مایتقی من شؤم المرأة' حدیث:5096

[2] امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی ''ریاض الصالحین'' دارالسلام' 1998ء' جلد:1' ص:279

[3] جامع الترمذی' الرضاع' باب ماجاء فی حق المرأة علی زوجها' حدیث:1163

لینا چاہیے۔ اسے یوں سوچنا چاہیے کہ جو کچھ اس سے ہوا ہے بظاہر اگرچہ غلط ہے' مگر ہو سکتا ہے کہ اصل میں ایسا نہ ہو۔ عورت کی فطرت' مرد کی فطرت سے مختلف نوعیت رکھتی ہے جس کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ وہ مرد سے مختلف اقدام کرے۔ اس طرح اس کی فطرت' مرد کی فطرت سے کلیتًا ہم آہنگ نہیں ہوگی۔ ملاپ کے ساتھ ساتھ ان کی طبیعتوں کے مابین ایک گریز پایا جاتا ہے جو ہمیشہ برقرار رہتا ہے۔''[1]

شادی کی طرف رجحان عورت کی فطرت ہے اور محبت ورفاقت اس کی ضرورت ہے' جس کا اظہار اس کی تخلیق سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓا۟ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ﴾ (الروم: ۳۰/ ۲۱)

''اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔''

اس آیت کے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے عورتیں تمہاری اپنی جنس میں سے پیدا کیں تاکہ وہ تمہاری بیویاں بنیں۔''[2]

اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا علیہما السلام کے حوالے سے بھی فرمایا:

﴿ ۞ هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ﴾ (الأعراف: ۷/ ۱۸۹)

''وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔''

---

1. محمد الجبالی ''دی فریجائل ویسلز'' (The Fragile Vessels) (آرلنگٹن: کتاب وسنت پبلشنگ 2000ء) ص:42
2. ''تفسیر ابن کثیر'' (مختصر) ریاض' دارالسلام: 2000ء' 535/7

رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونا عورت کی سرشت کا حصہ ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اسے تخلیق کیا ہے۔عورت اور مرد کے کردار اور ان کی فطرت کا ایک اجمالی جائزہ پیش کرنے کے لیے ہم بلال فلپس (Bilal Philips) کی تفسیر سورۃ الحجرات سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں:

''ہم انسان کی ابتدا کا تعین مرد اور عورت کے باہمی تعامل کا نتیجہ سامنے آنے سے کرتے ہیں، نہ کہ اس مٹی سے انسان کی تخلیق جس سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، یا آدم سے جس سے کہ حوا علیہا السلام کو پیدا کیا گیا۔(بحوالہ آیت:﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَـٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ﴾ (۴۹/۱۳) اللہ انسانی معاشرے سے تعلق کے سلسلے میں مرد اور عورت کے تکمیلی کرداروں کی اہمیت پر بھی زور دیتا ہے۔ان میں ہر کسی کا ایک واضح اور منفرد کردار ہے جس کے لیے اسے حسبِ ضرورت جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں دی گئی ہیں۔ لہٰذا اسلامی نقطۂ نظر سے عورت کی آزادی کے وہ مغربی تصورات بڑی حد تک قابلِ نفرت قرار پاتے ہیں جن میں اسے ہر لحاظ سے مرد کے برابر لا کر مردانہ کردار ادا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔کیونکہ یہ تصورات اس فطری توازن کو درہم برہم کر دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دونوں کے لیے مقرر کیا ہے۔مرد اور عورت کے ایک دوسرے سے مختلف اور ممیز ہونے کی اہمیت پر زور دینے کے لیے نبیٔ اکرم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت بھیجی ہے جو عورتوں کے مشابہ بننے کی کوشش کرتے ہیں اور اسی طرح ان عورتوں پر بھی لعنت و ملامت کی ہے جو مردانہ بھیس اختیار کرتی ہیں۔[1]

(۱) اسلام یکساں کام کے لیے یکساں اجرتیں مقرر کرنے کا مخالف نہیں ہے بلکہ اس رجحان کا مخالف ہے جو آزادیٔ نسواں کی علمبردار عورتیں پھیلا رہی ہیں، یعنی وہ ایک طرف تو مردوں سے نفرت کا اظہار کرتی ہیں اور دوسری جانب ان جیسا بننے کی کوشش کرتی ہیں۔اسلام کے نقطۂ نظر سے مساواتِ مرد وزن یہ ہے کہ وہ احکاماتِ الٰہی بجالانے کی ذمہ داریوں میں ایک

---

[1] صحیح البخاری، اللباس، باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات بالرجال، حدیث:5885

دوسرے کے بالکل مساوی ہیں۔ انہیں دنیا میں جو جو ذمہ داریاں دی گئی ہیں ان کے سلسلے میں ان کا یکساں طور پر محاسبہ ہوگا۔ اس طرح ان کے کردار کے دوائر ایک دوسرے کی نفی نہیں کرتے بلکہ تکمیل کرتے ہیں۔ ان کے فرائض کو حریفانہ سمجھنے کی بجائے حلیفانہ سمجھا جانا چاہیے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»

”تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔“[1]

عوام کا قائد ایک نگہبان ہے جو ان کی سلامتی کا ذمہ دار ہے۔ ایک مرد اپنے گھرانے کے لیے ایک نگہبان کی طرح ہے اور سب اہلِ خانہ کا نگران اور ان کی دیکھ بھال کے لیے جوابدہ ہے۔ اسی طرح عورت بھی اپنے خاوند کے گھر کی نگران اور اس کے لیے جوابدہ ہے۔“[2]

آج کی جدید فکر کے بعض علمبردار یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق و امتیاز' ایک اکتسابی طرزِ عمل (Learned Behavior) ہے جو تہذیبی اور ثقافتی قوتوں کے دباؤ کا نتیجہ ہے لیکن انہی میں سے کچھ دوسرے محققین اعتراف کرتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ مرد و زن میں فرق اتنا واضح اور اتنا وسیع ہے کہ اسے محض تہذیبی قوتوں کی کارفرمائی کا اثر قرار دینا حقائق سے چشم پوشی کے مترادف ہے۔ ایک تحقیقی مقالے میں کہا گیا ہے کہ مردوں اور عورتوں کی ساخت اتنی مختلف ہے کہ وہ ان کے انگ انگ سے پھوٹتی دکھائی دیتی ہے۔ وہ مزاج کے لحاظ سے بھی قابل شناخت ہیں' رویوں اور جذباتی مظاہر (Patterns) سے بھی پہچانے جاتے ہیں۔[3]

---

① صحيح البخاری' النكاح' باب المرأة راعية في بيت زوجها' حديث:5200

② ابوامینہ بلال فلپس: تفسیر سورۃ الحجرات' ریاض توحید پبلی کیشنز: 1988' ص:109 تا 111

③ Kersten , Lawrence K.Love without fear: A path through pain to Peace , Chapter 11

چند مختصر تحقیقی مقالوں' تصانیف اور ویب سائٹس نے اس مسئلے کا نہایت گہرائی سے جائزہ لیا ہے۔ ان میں اس بات پر عمومی اتفاق رائے پایا گیا ہے کہ ذیل کے جذبات اور روّیے صرف اور صرف عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں:

① عورتیں محبت' باہمی بات چیت' خوبصورتی اور روابط کو خصوصی اہمیت دیتی ہیں۔
② عورتیں وصول شدہ تحائف کا باقاعدہ یکساں حساب رکھتی ہیں خواہ ان کا سائز مختلف ہی کیوں نہ ہو۔
③ وہ اس امر کی ضرورت محسوس کرتی ہیں کہ کوئی ان کا خیال رکھے۔
④ عورتیں مردوں سے یہ توقع رکھتی ہیں کہ وہ ان کے احساسات میں اپنی دلچسپی کا اظہار کریں اور ان کی بہبود کو اہمیت دیں۔
⑤ عورتیں چاہتی ہیں کہ ان کی بات سنی جائے اور انہیں سمجھنے کی کوشش کی جائے۔
⑥ عورتیں اس بات کی متمنی ہوتی ہیں کہ ان کے خاوند ان کے گرویدہ اور وفادار ہوں اور انہیں اپنے لیے "مخصوص" سمجھتے رہیں۔
⑦ عورتیں بار بار اس امر کی یقین دہانی چاہتی ہیں کہ ان کا خیال رکھا جائے گا' عزت کی جائے گی اور ان پر کوئی آنچ نہیں آنے دی جائے گی اور یہ تقاضا بھی کرتی ہیں کہ ان کی دلجوئی کا عملاً مظاہرہ کیا جائے۔
⑧ وہ جذباتی گرم جوشی پر مبنی جنسی تسکین کی متمنی ہوتی ہیں' نہ کہ محض جنسی فعل کی۔
⑨ تعلقات کے قیام کے لیے مکالمہ و گفتگو کو ذریعہ بناتی ہیں۔
⑩ عورتیں بے اعتنائی اور ترکِ رفاقت سے بے حد خوفزدہ ہوتی ہیں۔
⑪ رابطے اور تعلق کے تسلسل کے لیے کوشاں رہتی ہیں۔

یہ تمام نتائج جو غیر دینی یعنی سیکولر تحقیق سے حاصل ہوئے ہیں' اس امر کی غمازی کرتے ہیں

کہ عورتیں مردوں کی بہ نسبت زیادہ جذباتی رجحانات رکھتی ہیں۔ تعدّد ازواج کے بارے میں ان کے ردعمل کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ہم عورت کی فطرت کو صحیح طور پر سمجھیں۔ مزید معلومات حاصل کرنے کیلئے تعددِ ازواج کے مختلف پہلوؤں یا اجزا کا ہمیں الگ الگ جائزہ لینا ہوگا تا کہ یہ بات سامنے آ جائے کہ اس سلسلے میں عورت کے ردعمل میں شدت کیوں پیدا ہوتی ہے؟

چنانچہ ہم نے معاملے کی تہہ تک پہنچنے کے لیے ایسی متعدد مسلم خواتین کے انٹرویو کیے اور ان سے سوالات پوچھے جنہیں کسی نہ کسی طریقے سے تعدّدِ ازواج کا تجربہ ہوا تھا۔ ہم نے تقریباً 75 خواتین کے جذباتی اور نفسیاتی تاثرات معلوم کیے جن میں سے بعض اس تجربے سے گزر چکی تھیں اور بعض گزر رہی ہیں۔ ہم نے ان کے اس تجربے کے آغاز سے پہلے کے مراحل کی بھی جانچ پڑتال کی تا کہ ہماری تحقیق کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے۔ اس طرح ڈھیر سا مواد جمع کرنے کے بعد جب ہم نے اس کا تجزیہ کیا تو اس نتیجے پر پہنچیں کہ اوسطاً تمام عورتوں کا جذباتی ردعمل کم وبیش ایک ہی نقشہ پیش کرتا ہے اور خانگی حالات کی تبدیلی پر وہ تقریباً یکساں ردعمل کا اظہار کرتی ہیں۔

❁ **تعددِ ازواج کے اثرات ونتائج:** یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ تعدّدِ ازواج کو اسلام میں ایک باوقار ادارے یا رسم کی حیثیت حاصل ہے' اس لیے مسلمان عورت کا اس کے بارے میں منفی رد عمل غیر مناسب اور غیر معقول ہے۔ اس لفظ سے چڑنے کی ضرورت ہے نہ اس کے جواز پر ناک بھوں چڑھانا چاہیے۔ جب اسے ایک معاشرتی' دینی' اور خاندانی تقاضے کے طور پر اختیار کرنا ہی پڑتا ہے تو ہمیں اس کے تحت عائد ہونے والی ذمہ داریوں اور لوازمات کو اپنا دینی فریضہ سمجھ کر پورا کرنا چاہیے۔ ذیل میں دیے گئے چارٹ میں ہم تعدّدِ ازواج کے بنیادی اجزا اور ان سے پیدا ہونے والے جذبات اور اثرات کا جائزہ پیش کر رہی ہیں:

نمبر شمار	تعدد ازواج کا مطلب	نتائج و اثرات
(1)	شوہر کی ذات میں شرکت گوارا کرنا	ناکافی توجہ ملنا' کشیدگی پیدا ہونا' بیگانگی اجنبیت کا احساس جنم لینا' بے وفائی اور دھوکے کا احساس ہونا اور رنج و غم محسوس کرنا۔
(2)	وقت کی تقسیم	رفاقت میں کمی' وقت = محبت' توجہ حاصل کرنے کی طلب بڑھ جانا۔
(3)	محبت کی تقسیم	غصہ آنا' ناپسندیدہ سوچیں پیدا ہو جانا' وہم اور وسوسوں کا ہجوم' دھوکہ کھا جانے کا احساس اور جذبات مجروح ہونا۔
(4)	جنس کی تقسیم	خود غرضی' قربت کی اشد ضرورت محسوس کرنا اور جذبۂ مسابقت میں شدت آ جانا۔
(5)	بچوں کا تقسیم ہو جانا	یہ خوف کہ دوسری کے بچے میرے بچوں سے زیادہ سمارٹ یا خوبصورت ہوں گے' محبت اور وقت کے ضائع ہو جانے کا احساس اور جنس کو بہت بڑی حقیقت سمجھنے لگنا۔
(6)	اخراجات و مصارف میں شرکت	زیادہ رقم ملنے کی خواہش اور اس میں کمی پر تشویش
(7)	نصب العین میں شرکت	خود کو خطرے میں سمجھنا' اپنی رائے کے بے وقعت ہو جانے کا احساس اور حالات کی تبدیلی کے لیے نئی عورت کو ذمہ دار ٹھہرانا

① نئی بیوی کے آ جانے پر ہو سکتا ہے شوہر پہلی بیوی کو کچھ عرصہ نظر انداز کر دے کیونکہ نئے تعلقات کو مستحکم کرنے کے لیے اسے وہاں زیادہ وقت گزارنا پڑے گا اور پرانے تعلقات کی

آبیاری میں کوتاہی ہونے لگے۔ وہ محسوس کرتی ہے کہ میں اپنے شوہر کے نئے احساسات یا اس کی زندگی کا حصہ نہیں رہی۔ وہ اس کی توجہ میں کمی اور بیگانگی کو کئی طریقوں سے محسوس کرتی ہے۔ وہ شوہر کی عدم توجہ کے ساتھ ساتھ اپنے دوستوں اور اپنے خاندان سے بھی دوری محسوس کر سکتی ہے۔ یہ صورت حال اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ کسی کو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کن کیفیات میں سے گزر رہی ہے۔ بہت سی عورتیں یہ سمجھ لیتی ہیں کہ شوہر نے بے وفائی اور دھوکہ کیا ہے۔ جو محبت اس کے لیے مخصوص تھی وہ اب کسی اور کو مل رہی ہے۔ رنج وغم کو تعدّدِ ازواج کے آغاز کا قدرتی حصہ سمجھا جاتا ہے' اس دوران میں اسے اپنی زندگی میں جس تبدیلی کا احساس ہوتا ہے اسے اس کے مطابق ڈھلنا پڑتا ہے۔

② جب وقت کی تقسیم عمل میں آتی ہے تو رفاقت میں کمی آ جانا یقینی امر ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے جو عادات مشترکہ طور پر اختیار کی تھیں' وہ اب مشترک نہیں رہیں' جنسی تعلقات' ہنسی مزاح اور کھیل کود وغیرہ جس کے وہ دونوں عادی تھے' اب کچھ عرصہ کے لیے معطل ہو گیا ہے۔ اس خانے میں ہم نے ''وقت = محبت'' کی جو مساوات ظاہر کی ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹائم تقسیم ہونے سے محبت بھی منقسم ہو گئی یعنی ادھوری رہ گئی ہے۔ اس لیے اس کے دل میں اس ٹائم کے ہر سیکنڈ کو واپس لانے کی خواہش بڑھ جائے گی' اور اس کی کوشش ہو گی کہ اسے یہ ٹائم برابر یا مناسب طور پر واپس ملے۔

③ محبت کی تقسیم' بہت سی عورتوں میں شدید ردعمل کا باعث بنتی ہے۔ غصہ احساسِ فریب اور جذباتی زخم کا باہمی تعامل' پژمردگی یا افسردگی (Depression) کو جنم دیتا ہے۔ بعض عورتیں کئی قسم کے وسوسوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ انہیں شکایت ہو جاتی ہے کہ وہ میرے ساتھ کہیں آتا جاتا نہیں' فون پر بھی بات نہیں کرتا' شدید جھلاہٹ کا احساس ہونے لگتا ہے اور حواس جواب دے جاتے ہیں۔ انہیں سمجھ نہیں آتی کہ کیا کریں' کیا نہ کریں؟

④ جنس اور جنسی جذبے کے بٹ جانے سے اکثر متضاد احساسات جنم لیتے ہیں۔ بعض

عورتیں خودغرض ہوتی ہیں اور کسی قیمت پر شوہر کی جنسی توجہ کی تقسیم نہیں چاہتیں۔ یہاں کہا جاسکتا ہے کہ ''جنس = محبت'' کے فارمولے کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ وہ سخت مسابقت پر اتر آتی ہیں۔ بیڈ روم کے معاملے میں اپنی سوکن سے ہار ماننے کو تیار نہیں ہوتیں اور چاہتی ہیں کہ انہیں خاوند کا لمس اور چاہت حاصل رہنے کی بار بار یقین دہانی کرائی جاتی رہے۔

⑤ بچوں کی تقسیم سے مراد یہ ہے کہ شوہر کی ایک سے زائد بیویاں اپنے اپنے بچوں کو جنم دیں گی تو ان میں سے ہر ایک کی خواہش یہ ہوگی کہ میرے بچے زیادہ ذہین اور لائق ہونے چاہییں اور ساتھ ہی یہ خوف بھی ہوگا کہ دوسری کے بچے زیادہ سمارٹ اور زیادہ خوبصورت ہوئے تو اس کو اور اس کے بچوں کو زیادہ محبت ملے گی۔ میں اور میرے بچے کم محبت پائیں گے۔ مجھے ملنے والا وقت بھی کم ہو جائے گا اور میں نظر انداز کر دی جاؤں گی۔ میں اس حال کو اس لیے پہنچی ہوں کہ میری جنسی کشش اسے متاثر نہیں کر سکی۔

⑥ اخراجات اور مالی وظیفے کی تقسیم ایک اور مساوات (Equation) کو سامنے لے آتی ہے۔ ''وظیفے کی رقم/اشیائے صرف = محبت'' پہلی بیوی کا انداز فکر یہ ہوتا ہے کہ رقم کی مقدار یا اشیاء کی تعداد جو خاوند اپنی نئی بیوی کو دیتا ہے وہ اس کے لیے اس کے شوہر کی محبت و خواہش کی مظہر ہے۔ اس سے وہ اس سوچ میں پڑ جاتی ہے کہ اسے اور اس کے بچوں کو اس کے مقابلے میں کیا کچھ ملتا ہے۔

⑦ مشترکہ مقاصد کے حوالے سے عورت خود کو کافی خطرے میں پاتی ہے۔ یہ وہ مقاصد ہیں جن کے بارے میں میاں بیوی کے درمیان پہلے تبادلہ خیال ہو چکا ہوتا ہے۔ نئی بیوی آنے سے وہ خطرے میں پڑ جاتے ہیں۔ اسے یہ خیال بھی ہوتا ہے کہ شوہر آئندہ خاندانی مقاصد کا فیصلہ کرتے وقت میری رائے کو کوئی اہمیت نہیں دے گا۔ یہ خوف بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ نئی بیوی' خاندان میں بڑی بڑی تبدیلیاں لائے گی جس سے خاوند کے رویے اور (جنسی' مالیاتی اور غذائی) عادات میں اہم موڑ آ جائیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ میری مرضی کے بالکل برعکس ہوں۔

یہاں تک ہم نے عورت کی فطرت کا تحقیق و مطالعہ پیش کیا ہے اور تعدد ازواج کے مختلف پہلوؤں اور ان سے وابستہ جذبات و اقدامات کا تجزیہ کر کے ایک واضح تصویر کھینچ دی ہے تا کہ ایک سے زائد شادیاں کرنے کی صورت میں عورت کا منفی ردعمل سامنے آنے کے اسباب پر روشنی پڑ سکے۔ عورت کا منفی رویہ اگرچہ دوسری شادی نہ کرنے کا معقول جواز فراہم نہیں کرتا' تاہم تعدد ازواج کے بارے میں اس کے تصورات میں اس کی فطرت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اب مزید آگے بڑھتے ہوئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عورت اپنے منفی رویے اور احساسات سے کب اور کیسے بالاتر ہو کر سوچے گی؟

❁ **اندمال کے لیے درکار وقت:** تعدد ازواج کو ذہنی اور جذباتی طور پر قبول کرنے کے لیے درکار وقت کو تین مختلف ادوار یا مراحل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اس کا پہلا مرحلہ افسردگی یا ڈیپریشن کہلاتا ہے۔ دوسرے مرحلے کو' خود پر غصہ یا ''قہر درویش'' کہا جا سکتا ہے۔ تیسرا مرحلہ قبولِ حقیقت ہوتا ہے۔ یہ تینوں مراحل یکے بعد دیگرے فوراً نہیں آتے' ان کے درمیان بھی چند جذباتی اثرات' ذہنی نتائج اور کچھ دیگر معاملات ہوتے ہیں جن کا زبانی اور بعض اوقات عملاً اظہار ہوتا ہے۔ ان کے وقوع پذیر ہونے کے لیے کوئی طے شدہ ترتیب بھی نہیں ہوتی۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ زیادہ تر خواتین کو پہلے مرحلے کا تجربہ دوسرے دو مراحل سے قبل ہو جاتا ہے۔ جو خواتین ایمان اور تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہوتی ہیں وہ تینوں مراحل کو مختصر ترین وقت میں طے کر لیتی ہیں' چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ جو خواتین دینی امور سے گہری واقفیت رکھتی ہیں' وہ ذہنی طور پر بہت مضبوط ہوتی ہیں اور کم سے کم جذباتی الجھنوں سے دوچار ہو کر حالات کے چیلنج کو قبول کر لیتی ہیں۔

❁ **پہلی منزل...... ڈیپریشن (افسردگی):** پہلا مرحلہ بالکل ابتدائی ردعمل ہوتا ہے جس میں عورت کے اندر ابتدائی نوعیت کے رنج' خوف اور نفرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے نتیجے میں وہ بالآخر افسردگی اور پست حوصلگی میں مبتلا ہو جاتی ہے' جسے علم نفسیات کی اصطلاح میں

اضمحلال یا ''ڈیپریشن'' (Depression) کہا جاتا ہے۔ اس دوران میں اس پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس کا شوہر ایک اور شادی کرنا چاہتا ہے' اور ایسا کر کے رہے گا' یا اس پر یہ انکشاف ہوتا ہے کہ وہ نئی شادی کر بھی چکا ہے۔ یہ مرحلہ سات ذیلی مراحل پر مشتمل ہوتا ہے۔

⇦ پہلا مرحلہ: ○ **کیفیت:** خاوند کے ارادے کا علم ہوتے ہی ایک دھچکا سا لگتا ہے اور طبیعت فوراً خراب ہو جاتی ہے۔

○ **اثرات:** کئی قسم کے خیالات آتے ہیں اور موڈ تیز تیز بدلتا ہے' لیکن عموماً جسم سن ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ بے یقینی اور بے اعتباری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ہر شخص کی نیت پر شبہ ہونے لگتا ہے۔

○ **دورانیہ:** یہ کیفیت مختصر عرصے تک رہتی ہے پھر جلد ہی اس سے بڑے خدشات گھیر لیتے ہیں۔

○ **زبانی اظہار:** ابتدائی دھچکے کو جذب کرنے کے بعد بیوی زبان کا استعمال شروع کر دیتی ہے۔ مثلاً تم نے یہ کیا کر دیا؟ اچانک تجھے کیا سوجھ گئی؟ تم نے پہلے تو ایسا کبھی نہیں چاہا تھا۔ مجھ سے کیا قصور ہوا ہے؟ کیا تمہارے دل میں میرے لیے جگہ نہیں رہی؟

○ **عملی مظاہر:** بے تحاشا رونا دھونا' سینہ کوبی' چہرے پر دوہتڑ مارنا' چیزوں کو ادھر ادھر پھینکنا اور پھر خاموشی اختیار کرنا اور نڈھال ہو جانا۔

⇦ دوسرا مرحلہ: ○ **کیفیت:** دھوکے اور بے وفائی کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ اسے یوں لگتا ہے کہ وہ ناکام ہو گئی ہے اور اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔

○ **اثرات:** عورت محسوس کرتی ہے کہ اسے خاوند نے بے عزت کر دیا ہے' حالانکہ اسے اپنے خاوند پر بہت مان تھا اور وہ اس پر اندھا اعتماد کرتی تھی۔ اس نے اسے ٹوٹ کر چاہا تھا اور اس کی محبت میں سرشار رہتی تھی' اب چونکہ بہت بڑی حقیقت سامنے آ چکی ہوتی ہے' اس کے وجود سے انکار ممکن ہی نہیں رہتا لہٰذا کرب میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

○ **دورانیہ:** یہ اثرات کافی عرصہ تک یعنی مرحلہ نمبر 3 کے وسط یا آخر تک رہ سکتے ہیں۔

○ **زبانی اظہار:** زبانی ناراضی کے اظہار کیلئے عورت یہ انداز اپنا سکتی ہے: میں' تم پر اعتماد کر کے

بے فکر ہوگئی تھی۔ تم مجھ سے جھوٹ بولتے رہے اور مجھے استعمال بھی کرتے رہے۔ اگر تمہارے دل میں میرے لیے ذرہ برابر بھی جگہ ہوتی تو تم ایسا نہ کرتے۔ بس اب مجھے چھوڑ دو۔

○ **عملی مظاہر:** شدید غصے کی حالت میں رہنا' اداس اور مغموم دکھائی دینا' بے حد تھکن اور بیزاری کا اظہار کرنا۔

⇦ **تیسرا مرحلہ:** ○ **کیفیت:** اس مرحلے کو خاص طور پر 'بھنور کا مرکز' (Eye of the Storm) کہا جاتا ہے۔ عورت اس صورت حال کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے گی اور اپنے روزمرہ کے کاموں کو حسب معمول جاری رکھے گی۔

○ **اثرات:** اس امر کا قوی امکان ہوتا ہے کہ اسے اعصابی دورہ (نروس بریک ڈاؤن) پڑ جائے لیکن جو کچھ عملاً ہو چکا ہو' وہ اسے نظر انداز کرتی رہے گی' جیسا کہ کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

○ **دورانیہ:** یہ صورت حال مختصر عرصے کے لیے ہوگی۔ وہ اس جھوٹ کے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزارے گی کہ "چلو ٹھیک ہے۔"

زبانی جملے: "تمہیں کھیل کی سوجھی ہوئی ہے' مذاق بند کرو' میں جانتی ہوں کہ میں تمہیں غصہ دلاتی رہی ہوں مگر تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ میں بیڈروم میں تم سے بہتر طور پر پیش آؤں گی تاکہ تمہیں وہاں تک نہ جانا پڑے۔ تم ایسا ہرگز نہیں کرو گے۔ میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی۔"

○ **عملی مظاہر:** بہت زیادہ سونا شروع کر دے گی' خاموش رہے گی' موڈ تیزی سے بدلتا رہے گا۔ کسی انتہائی صورت حال سے بھی پالا پڑ سکتا ہے۔

⇦ **چوتھا مرحلہ:** ○ **کیفیت:** غصہ قابو سے باہر بھی ہو سکتا ہے۔

○ **اثرات:** عورت شدید غصے میں آ کر عموماً جسمانی تشدد پر اتر آتی ہے۔ حالت اس بلی والی ہو سکتی ہے جو راہ فرار نہ پا کر پنجے نکال لیتی ہے اور مارنے والے کو بھی پڑ سکتی ہے۔

○ **دورانیہ:** یہ عرصہ بہت مختصر ہوتا ہے کیونکہ عورت اپنے جذبات کی اس انتہائی سطح کو زیادہ دیر برقرار نہیں رکھ سکتی۔

○ **زبانی اظہار:** طعن و تشنیع' بے معنی اور بے ہودہ جملوں کی تکرار اور چیخ و پکار۔

○ **عملی مظاہر:** لایعنی حرکتیں اور سر پھٹول' چیزوں کو اٹھا اٹھا پھینکنا اور آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جانا۔

⇦ پانچواں مرحلہ: ○ **کیفیت:** خود کو بہت زیادہ مجروح محسوس کرنا اور غم و اندوہ میں ڈوبے رہنا اور بالآخر جب حقیقت سامنے آنا شروع ہو جائے تو غم کی شدت مزید بڑھنے لگے گی۔

○ **اثرات:** جب یہ نوبت آ جائے تو وہ ننھے سے بچے کی طرح قدم بہ قدم چلتے ہوئے حقیقت کی طرف بڑھے گی۔ تعدد ازواج سے تعلق رکھنے والی ہر بات اس کے لیے ذہنی اور جسمانی کوفت کا باعث بنے گی۔

○ **دورانیہ:** مجروح جذبات اور غمناک موڈ طول کھینچ سکتا ہے تاوقتیکہ زخم بالکل مندمل نہ ہو جائے۔ البتہ وقت گزرنے کے ساتھ شدت میں کمی آتی رہے گی۔

○ **زبانی اظہار:** ''بس مزید برداشت نہیں ہوتا' میں جانا چاہتی ہوں' طلاق دے دو' کیا ہو گیا ہے؟ کیا میں بلا بن گئی ہوں؟ محبت کے وہ دعوے کہاں گئے؟ میں نے ایسی تو کوئی حرکت نہیں کی جس کی تم یہ سزا دے رہے ہو' بس بات ختم کرو' بہت ہو گیا۔''

○ **عملی مظاہر:** بھوک ختم ہو جانا' بہت نیند آنا' طویل خاموشی' موڈ کی فوری تبدیلی' بات بات پر آنسوؤں کا سیلاب آ جانا۔

⇦ چھٹا مرحلہ: ○ **کیفیت:** طرح طرح کے خدشات بے چین و مضطرب کر دیں گے۔ پسینے اکثر چھوٹتے رہیں گے' ذہن منتشر رہے گا' نبض کی رفتار تیز رہے گی اور پیش آنے والے خطرے کے حقیقی یا فرضی ہونے کے بارے میں شبہات بڑھتے رہیں گے۔ یہ خدشات بھی بے چین رکھیں گے کہ پتہ نہیں میں اس صورت حال کا کیسے مقابلہ کروں گی؟

○ **اثرات:** غم کی کیفیات میں اتار چڑھاؤ رہے گا۔ حالات تبدیل ہو جانے یا ان میں تبدیلی کا امکان پیدا ہونے کے بارے میں قسم قسم کے وسوسے پیدا ہوتے رہیں گے۔

○ **دورانیہ:** یہ صورتحال اس وقت تک موجود رہے گی جب تک تمام شبہات کا ازالہ نہ ہو جائے یا

اصل حقیقت رونما ہو جانے پر وہ بالکل مطمئن ہو جائے کہ بس میرا مزید کچھ نہیں بگڑتا۔

○ **زبانی اظہار:** ''پتہ نہیں مجھ سے کچھ ہو سکے گا یا نہیں؟ میں طلاق نہیں چاہتی مگر تمہیں چھوڑ بھی نہیں سکتی۔ مت کہو کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو' مجھے پتہ ہے کہ تم محبت نہیں کرتے۔ میں دوبارہ تم پر بھروسا نہیں کروں گی۔ میں شادی شدہ ہی رہنا چاہتی ہوں لیکن کبھی خوش نہیں رہوں گی۔''

○ **عملی مظاہر:** بھوک کا خاتمہ' اعصابی دورے' بے قابو آنسو' متضاد احساسات' کبھی یہ خواہش کہ ''مجھے پکڑا جائے اور میری مٹھی چاپی کی جائے' اور کبھی یہ خواہش کہ بس سب چلے جائیں' مجھے اکیلی پڑی رہنے دیا جائے۔''

⇦ ساتواں مرحلہ: ○ **کیفیت:** تھکاوٹ' سست روی اور ہر چیز سے بیزاری۔

○ **اثرات:** اس مرحلے پر جسم میں کمزوری آ جاتی ہے۔ گھر کا کام کاج کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ بچے جو چاہیں کرتے رہیں' ماں کو کوئی فکر نہیں ہوتی اور اپنے بارے میں بھی بے پروا ہو جاتی ہے۔ پہلے جس طرح اپنی دیکھ بھال کیا کرتی تھی وہ قصۂ پارینہ بن جاتا ہے۔

○ **دورانیہ:** اس کی میعاد کے بارے میں کوئی عملی مثال موجود نہیں ہے۔ تاہم اس مرحلے کا انحصار عورت کی شخصی اہلیت پر ہوتا ہے۔

زبانی حملے: ''چلو ہٹو' مجھے کوئی فکر نہیں۔ اس سے کیا ہوتا ہے؟ میں جو کچھ کر رہی ہوں وہ بہترین ہے' اس سے زیادہ مجھ سے کچھ نہیں ہوگا۔ تم نہیں جانتے میں کس کیفیت سے گزر رہی ہوں۔ بس مجھے معاف کر دو' اور تنہا چھوڑ دو۔''

○ **عملی مظاہر:** میلے کچیلے کپڑے' زلفیں بکھری ہوئیں اور چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئیں' جیسے در و دیوار سے بے زار ہے۔ سر چکرانا اور ہر چیز کو دور دور پانا۔

❁ دوسری منزل...... خود پر غصہ (قہر درویش برجان درویش): دوسرے مرحلے میں عورت' شوہر پر سے توجہ ہٹا کر' خود پر مرتکز کر دیتی ہے۔ وہ اپنے بارے میں بطور بیوی' ذریعۂ تسکینِ جنس اور بحیثیت ماں غور و فکر شروع کر دیتی ہے۔ دلچسپ ترین بات یہ ہے کہ اس مرحلے میں وہ یہ

فیصلہ بھی کرتی ہے کہ کیا اسے استقامت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور اپنے منفی رویے کو خیر باد کہہ دینا چاہیے یا اس شوہر کو چھوڑ دینا چاہیے۔

⇦ پہلا مرحلہ: ○ **کیفیت:** خود کو ناکام اور ناقص سمجھنا' اپنے بارے میں یہ سمجھنا کہ میں نے شوہر کو مایوس کر دیا ہے۔

○ **اثرات:** عورت اپنے رویے پر غور کرے گی' اپنی زبان وطرز گفتگو' اپنی جنسی کارکردگی اور دیگر ذمہ داریوں کا جائزہ لے کر اپنی خامیوں پر نگاہ ڈالے گی اور صورتحال کو ایک بار پھر سمجھنے کی کوشش کرے گی۔

○ **دورانیہ:** اس کی طوالت اس بات پر ہے کہ وہ اپنی کارکردگی پر نگاہ ڈالنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچی ہے۔ اگر حاصلِ غور وفکر یہ ہوا کہ میں اپنے فرائض میں کوتاہی کی مرتکب نہیں ہوئی تو یہ دورانیہ بہت جلد ختم ہو جاتا ہے۔ مگر جب تک خود سے جھگڑتی رہے گی' گومگو کی حالت برقرار رہے گی۔

○ **زبانی اظہار:** ''میں اس کے علاوہ اور کیا کر سکتی تھی؟ میں تبدیل ہو سکتی تھی' آپ مجھے مطلع کر دیتے تو جیسا آپ چاہتے میں ویسی ہی بن جاتی۔ اب بتایئے آپ مجھ سے کیا توقع رکھتے ہیں؟ میں وہی کچھ کرنے لگوں گی۔

○ **عملی مظاہر:** غم واندوہ میں مبتلا رہنا' خود پر غصہ اور سستی وکاہلی کا شکار رہنا۔

⇦ دوسرا مرحلہ: ○ **کیفیت:** خود اعتمادی ختم ہو جانا' خاوند خواہ کچھ بھی کرے اور کہے' اعتبار نہیں کرے گی۔

○ **اثرات:** شوہر کے رویے کو شک کی نگاہ سے دیکھے گی اور جہاں بھی جائے گا' وہاں سے خیر کی توقع نہیں کرے گی۔

○ **دورانیہ:** اس مرحلے کا انحصار اس بات پر ہے کہ اس صورتحال سے آگاہ ہونے تک کے عرصے میں بیوی کو کتنا نقصان پہنچا ہے یا اس نے کتنا نقصان محسوس کیا ہے؟

○ **زبانی اظہار:** مجھے آپ پر بھروسا نہیں رہا' دوبارہ اعتماد کرنے کی غلطی نہیں کروں گی۔ آپ

کو مجھے اس طرح دغا دینے کا کیا حق تھا؟ آپ جو کچھ بھی کہتے ہیں' جھوٹ ہے۔ مجھ سے کیوں توقع کرتے ہیں کہ میں آپ پر یقین کروں گی؟

○ **عملی مظاہر:** شوہر کو ہر وقت کن انکھیوں سے دیکھتے رہنا اور چہرے پر بے یقینی کے تاثرات نمایاں رہنا۔

⇦ تیسرا مرحلہ: ○ **کیفیت:** وہ اپنی نئی سوکن یا فرضی سوکن سے اپنا موازنہ کرتی رہے گی تاکہ مشابہتوں اور فرق کو سمجھ سکے۔

○ **اثرات:** اپنی سوکن کے قدبُت' بالوں خوبصورتی' اور ذہانت وغیرہ کو سامنے رکھ کر اس جیسی یا اس سے بہتر بننے کی کوشش کرتی رہے گی۔

○ **دورانیہ:** خود اعتمادی کی کمی کا شکار رہنے والی عورت اس منزل سے بڑی مشکل سے گزرتی ہے۔ اس میں جتنی زیادہ خود اعتمادی ہوگی وہ اتنی جلدی اس کیفیت میں سے نکلے گی۔

○ **زبانی اظہار:** ''آپ ہمیشہ ایسی ہی عورت کے متلاشی رہے ہیں۔ میرا جسم آپ کے لیے دلکشی کھو بیٹھا ہے' جو کچھ آپ چاہتے تھے پا چکے ہیں۔ ہے نا یہی بات؟''

○ **عملی مظاہر:** اپنا حسن برقرار رکھنے کی کوشش جاری رکھے گی' یا بالکل ہی بے پروا ہو جائے گی۔

⇦ چوتھا مرحلہ: ○ **کیفیت:** نئی بیوی آنے کے تصور ہی پر ناگواری کا اظہار کرے گی اور اگر وہ آ گئی تو تعددِ ازواج کی رسم پر ناک بھوں چڑھائے گی۔

○ **اثرات:** خوف اور ڈر کی ملی جلی کیفیات' جن میں کمی بیشی ہوتی رہے گی اور خود کو تنہا محسوس کرے گی۔

○ **دورانیہ:** عام طور پر بہت مختصر ہوتا ہے۔

○ **زبانی اظہار:** ''ہائے بہت ڈر لگتا ہے' ایسا لگتا ہے کہ عالمِ برزخ میں ہوں اور چٹان کے کنارے پر پہنچنے والی ہوں جہاں سے مجھے اچانک چھلانگ لگا دینا پڑے گی۔''

○ **عملی مظاہر:** بھوک کا خاتمہ' نیند زیادہ محسوس ہونا اور اکثر آنسو بہاتے رہنا۔

❁ **تیسری منزل...... روبہ صحت ہو جانا (تبدیلی کے آثار):** تیسری منزل صحت یابی کے عمل کی آخری منزل ہے۔ جن بے قابو جذبات نے اس آزمائش کے دوران میں اس کے وجود میں ہلچل مچائے رکھی تھی وہ اتنے بھی بے قابو اور ناقابل برداشت نہیں تھے جتنے کہ اس وقت لگتے تھے۔ تاہم اس مرحلے میں وہ خاتون ان میں سے بعض جذبات کو محسوس تو کرتی رہے گی لیکن اب ان پر قابو پانے کی صلاحیت یقیناً بڑھ جائے گی۔

⇦ پہلا مرحلہ: ○ **کیفیت:** بالآخر وہ خاتون خاوند کے ہاں سوکن کی آمد سے پیدا شدہ مسائل اور مشکلات پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائے گی۔

○ **اثرات:** اس مرحلے میں وہ حقائق سے فرار ترک کر کے حقائق کا سامنا کرنے لگے گی۔ یہ بہت تکلیف دہ اور انسانی وجود کو جھنجھوڑ دینے والا عمل ہے۔ روزہ مرہ کے معمولات میں آئے دن کی لڑائیوں کا عنصر داخل ہو جاتا ہے جس سے ذہنی' جسمانی اور جذباتی مسائل پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

○ **دورانیہ:** صحت یابی کے عمل کا یہ طویل ترین مرحلہ ہوتا ہے۔

○ **زبانی اظہار:** ''براہ کرم مجھے سنبھلنے کے لیے وقت دیجیے' میں اپنی سوجھ بوجھ کے تحت چل رہی ہوں' خود کو سنبھالنے کی از بس کوشش کر رہی ہوں' آپ کی مدد میرے کام نہیں آ سکتی' مجھے سب کچھ خود کرنا ہے۔''

○ **عملی مظاہر:** غم کے شدید دورے پڑنا' آنسو بہنا' غصہ آنا' اپنے جذباتی زخموں کی یادیں تازہ کرتے رہنا' بھوک میں کمی واقع ہو جانا اور روز مرہ کی مصروفیات کم کر دینا۔

⇦ دوسرا مرحلہ: ○ **کیفیت:** اس آخری مرحلے پر پہنچ کر عورت سنبھلنے کی پوزیشن میں آ جائے گی' گویا وہ حالات کو قبول کر لے گی۔

○ **اثرات:** اس مرحلے پہ حالت عام طور پر بہت واضح ہوتی ہے۔ عورت کا ذہنی اور عملی رویّہ تبدیل ہو کر قبولیت کی طرف آ جاتا ہے اور آموزش کا وہ عمل شروع ہو جاتا ہے جس کے

مطابق اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا شوہر ایک اور بیوی کیوں لا رہا ہے' یا لے آیا ہے۔ وہ جان لیتی ہے کہ تعددازدواج اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ اس سے اس کے ایمان میں اضافہ ہونے لگتا ہے اور اسے شوہر کی دوبارہ توجہ ملنے لگتی ہے۔

- **دورانیہ:** اس سٹیج کے کئی پیچیدہ مدارج ہوتے ہیں۔ عورت کی قبولیت کا ابتدائی درجہ غالباً اس کی اس خواہش پر مبنی ہوگا کہ وہ اذیت سے بچنا چاہتی ہے جو سوکن کی آمد سے شروع ہوئی تھی۔ اس سے اگلا درجہ نسبتاً زیادہ پیچیدہ ہوتا ہے جس میں اسے مرد اور عورت کی حقیقی فطرت کا علم ہونے لگتا ہے اور اسے اس کو قبول بھی کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے بعض بیویاں' اس درجے پر آ کر اس قابل بھی ہو جائیں گی کہ وہ شوہر سے ایک اور بیوی کے حوالے سے مذاق مذاق میں باتیں کر سکیں۔
- **زبانی اظہار:** وہ کہنے لگے گی "اللہ جانتا ہے کہ میرے حق میں کیا اچھا ہے؟ وہ مجھ پر ایسا کوئی بوجھ نہیں ڈالے گا جسے میں برداشت نہ کر سکوں۔ یہ صرف ایک آزمائش ہے۔ میری اصل منزل جنت ہے۔ میں کوئی ایسی حرکت نہیں کروں گی جس سے میری وہ منزل کھوٹی ہو جائے۔ میرا خاوند جو کچھ چاہتا ہے وہ حلال ہے۔ مجھے اس میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔"
- **عملی مظاہر:** نارمل یا بہتر طرزِ عمل اختیار کر کے اس کے ایمان میں اضافہ ہو جائے گا اور اس کے دل میں خاوند کی قربت کی ازسرِنو خواہش پیدا ہو جائے گی۔ کسی عورت کے اس جذباتی دلدل میں نکلنے کے لیے اتنا ہی کم وقت لگے گا جتنی اس کے اندر دولتِ ایمان اور خشیت الٰہی ہوگی۔ (دیکھئے کتاب کے آخر میں ضمیمہ "ج") یہاں ہم مسلمان خواتین سے کہیں گے کہ انہیں شادی کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر تبدیل کرنا ہوگا اور خاوند کی اس خواہش کو بھی سمجھنے کی کوشش کرنا ہوگی کہ وہ جو کچھ چاہتا ہے' اس سلسلے میں اسلامی تعلیمات کیا کہتی ہیں۔ ان تعلیمات پر عمل کیا جائے تو ان سے بہت سے فوائد ہوں گے جنہیں عورت' اس کا خاوند' بچے' خاندان اور دوست سب سمجھ سکیں گے۔ عورت کو پہنچنے والے فوائد میں ایک تو یہ ہے کہ

اسے آزادی کا شعور حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اسلام کے ایک حصے پر منفی جذبات سے متاثر ہوئے بغیر عمل کرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ شوہر کو پہنچنے والے فوائد اس سے زیادہ واضح ہیں یعنی اسے ایک پُرسکون اور پُرامن گھرانہ میسر آ جاتا ہے۔ بچوں کو پہنچنے والا فائدہ عمومی نوعیت کا ہے کہ وہ تعدّدِ ازواج کو ایک نارمل طریقہ سمجھنے لگیں گے۔ لڑکیوں کے لیے اس کا خصوصی فائدہ یہ ہوگا کہ وہ اپنی ماں کے طرزِ عمل کو اپنے لیے مشعلِ راہ سمجھیں گی جس سے انہیں ان شاء اللہ اپنی آنے والی زندگی کے لیے رہنمائی حاصل ہوگی۔ اہلِ خاندان اور دوستوں کو یہ فائدہ پہنچے گا کہ وہ تعدّدِ ازواج کو مثبت روشنی میں دیکھیں گے اور وہ اس سے متاثر ہو کر اپنے نظریے کو' اگر وہ غلط ہو تو' درست کر لیں گے۔ جبکہ اہم ترین بات یہ ہے کہ لوگوں کے قلوب اللہ کی طرف متوجہ ہوں گے' وہ اس کی محبت اور مغفرت کے طلب گار بن کر دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائیاں حاصل کر سکیں گے۔

❁ **حاصل بحث:** یہ بات اچھی طرح سمجھ لی جانی چاہیے کہ تعدد ازواج کے بارے میں مسلمان خواتین کا نقطۂ نظر کلیتاً ان کا اپنا وضع کردہ نہیں ہے۔ مسلمان والدین کی کئی نسلیں اپنے بچوں کو یہ محسوس کراتی رہی ہیں کہ تعدد ازواج ایک قصۂ پارینہ ہے جو آج کی مسلمان عورت کے لیے کوئی مثالی یا آبرومندانہ لائحہ عمل نہیں ہے اور جو مسلمان عورتیں جاہلیت سے اسلام کی طرف آئی ہیں' ان کی پرورش اور پرداخت ایسی سوسائٹی اور ایسی تہذیب میں ہوئی ہے جو تعدد ازواج کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس لیے مسلمان خواتین کو یہ عظیم کام اپنے ذمے لے لینا چاہیے کہ وہ اپنے اور اپنی سہیلیوں اور دیگر تعلق داروں کے دلوں کو ان غیر اسلامی افکار سے پاک کریں۔ اس باب کا مقصد ایک ایسی تصویر پیش کرنا ہے جس میں یہ نظر آئے کہ ٹھیک ہے کہ تعدّدِ ازواج کے بارے میں منفی جذبات و احساسات پائے جاتے ہیں' لیکن نہیں' یہ جذبات و احساسات ناقابل تبدیل نہیں ہیں۔ انہیں یقیناً تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

ہم نے عورت کی فطرت کا بھی خاکہ پیش کیا ہے اور واضح کر دیا ہے کہ ذہنی' جذباتی اور

حیاتیاتی طور پر عورتیں مردوں سے ہر چیز میں مختلف ہیں۔ ان کی فطرت میں اگرچہ چند سقم اور کچھ خامیاں موجود ہوتی ہیں لیکن ان کی ساخت میں ایسا رجحان نہیں پایا جاتا کہ وہ ہمیشہ غلط اور مضر رویے پر ہی اصرار کرتی رہیں۔ تعدّدِ ازواج کے مختلف پہلوؤں اور اجزا کی تحقیق کے دوران میں عورتوں کے جو مخصوص رجحانات سامنے آئے ہیں، وہ اس تصویر کو واضح تر اور روشن تر کر دیتے ہیں۔ ایک سے زائد بیویوں سے شادی کے نظام کے اجزا میں سے ایک بڑا جز وہ ہے جس پر پچھلے صفحات میں ''شریک بنانے'' یا ''محبت کی تقسیم'' کے عنوان سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اگر اس کو صحیح تناظر میں نہ دیکھا جائے تو اس سے منفی مطالب پیدا ہو سکتے ہیں اور ان کے حوالے سے تعدد ازواج کی ایسی غلط تصویر بنتی ہے جو عورت کے لیے جسمانی اور جذباتی طور پر تباہ کن اثرات رکھتی ہے۔

آج تعدد ازواج سے ایسی باتیں منسوب کر دی گئی ہیں جو بالکل نامناسب اور بے جا ہیں۔ مثلاً اسے خاندانوں کے ٹوٹ جانے کا ایک اہم سبب قرار دیا جاتا ہے۔ کسی ایسے ضرورت مند مرد سے رشتہ نہیں کیا جاتا جو پہلے سے شادی شدہ ہو، خواہ وہ کتنا ہی منصف مزاج اور اچھے کردار کا حامل ہو۔ کسی شخص کی پریشانی کا سبب یہ سمجھنا کہ وہ ایک سے زائد بیویوں کا شوہر ہے، یا بیویوں کو قابل رحم قرار دے کر مذاق کا نشانہ بنانا، ایک شخص کی دو یا اس سے زائد بیویاں ہوں تو ان بیویوں کے ساتھ اس خیال سے میل جول نہ رکھنا کہ ان کی وجہ سے میرے شوہر کو بھی مجھ پر سوکن لانے کی ترغیب ملے گی، وغیرہ اس طرح ناپسندیدہ نتائج و اثرات کی ایک طویل فہرست بنالی گئی ہے، لہٰذا مومن خواتین کا فرض ہے کہ وہ تعدّدِ ازواج کے اس غلط تصور کو بدلنے کی کوشش کریں اور گمراہ کن پروپیگنڈے کا اثر قبول نہ کریں۔ اگر اس سلسلے میں شعور کے ساتھ قدم آگے بڑھایا جائے تو اِن شاء اللہ صورت حال کی اصلاح ہو جائے گی۔

ہم نے بہت سی ایسی عورتوں سے ملاقات کی جنہیں ذاتی طور پر کسی نہ کسی طرح تعدّدِ ازواج کا تجربہ ہوا تھا۔ ان کے حالات سے معلوم ہوا کہ وہ یقیناً ایسے مقام پر پہنچ گئی تھیں جہاں سے تعدّدِ ازواج کے بارے میں ان کی رائے بدلنے والی تھی مگر کچھ صبر کے بعد انہوں نے خود کو

پہلے سے زیادہ مطمئن اور خوش پایا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے یہ بات سیکھ لی تھی کہ ''اللہ کی خاطر'' خاوند سے محبت کو پہلے نمبر پر رکھا جائے اور ''دنیا کی خاطر'' اس سے محبت کو دوسرے درجے پر رکھا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خاوند کے ساتھ ان کی محبت میں اتنی گہرائی اور ایسی برکت و معنویت پیدا ہوگئی جس سے وہ پہلے بالکل ناآشنا تھیں۔ سوکناپے سے انہیں پہلے جو خوف آیا کرتا تھا اور اس کے ذکر پر ہی جو اشتعال آجاتا تھا' وہ ختم ہوگیا اور اب ان کے دل ایسی خوشیوں اور ایسی طمانیت سے معمور ہوگئے جو پہلے کبھی نصیب نہیں ہوئی تھیں۔ ان کی زندگیوں سے جھنجھلاہٹ بالکل رخصت ہوگئی۔ اللہ کے ساتھ ان کا تعلق مضبوط تر ہوگیا اور شوہر کے ساتھ تعلق کوئی متنازعہ مسئلہ نہ رہا' بلکہ باہمی تعلق میں وسعت و گہرائی اور ایک دوسرے کے لیے والہانہ پن بھی پیدا ہوگیا۔ ان کی گھریلو زندگی میں وہ عقیدت و پاکیزگی بھی آ گئی جس کا پہلے تصور تک نہ کیا گیا تھا۔ تعدد ازواج کو ذاتی طور پر قبول کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی زندگیاں اور ان کی شادیاں حقیقی معنوں میں کامیابی سے ہمکنار ہوئیں۔ بہت سی مسلمان عورتوں کو شروع میں کچھ مشکلات اور آزمائشوں سے سابقہ پڑتا ہے لیکن اسے اپنا نصب العین بنا لینے کے بعد مشکلات ایک ایک کر کے ختم ہو جاتی ہیں اور اس سے ملنے والا صلہ' ابتدائی قربانیوں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہوتا ہے۔

مرد ایک سے زائد شادیاں کیوں کرتا ہے؟

یہ سوال اکثر سننے میں آتا ہے کہ مسلمان مرد ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کیوں کرنا چاہتا ہے؟ اس سوال کی تکرار کے باوجود عورتیں اس کا جواب سننے سے کہیں زیادہ اس سوال کا جواب تلاش کر رہی ہیں کہ ان بے چینیوں اور پریشانیوں کا حل کیا ہے؟ ہمارا کہنا یہ ہے کہ جذباتی الجھنوں میں مبتلا عورتوں کے لیے ان کے سوال کا جواب سننا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ مرد زیادہ شادیوں کی خواہش کیوں رکھتے ہیں؟ اس کا جواب بے شمار جذبات و احساسات کو ابھار سکتا ہے جن میں ایک احساسِ گناہ بھی شامل ہے۔ یہ جواب

دراصل اللہ تعالیٰ کے ایک فرمان اور نبی کریم ﷺ کے ایک قول میں پایا جاتا ہے۔ احساسِ گناہ اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان عورتوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کو تو بلا حیل وحجت قبول کر لینا چاہیے۔ اس میں جو تامّل کیا جاتا ہے' اسے اگر گناہ نہیں کہا جائے گا تو کیا کہا جائے گا؟ چنانچہ تعددازدواج کے مسئلے کو زیر بحث لانا کوئی آسان بات نہیں کیونکہ عورتیں اکثر اس پر احساسِ گناہ میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

مسلمان عورت کے لیے یہ سوال بہت بھاری ہوتا ہے' اس کا جواب تلاش کرتے ہوئے اسے الزام اپنے سر لینا پڑتا ہے۔ وہ تسلیم کرتی ہے کہ جواب اسی کی ذات سے تعلق رکھتا ہے' اس لیے وہ اپنے دل کو ٹٹولتی رہ جاتی ہے۔ مگر اس کی توقع کے برعکس یہ جواب وہاں پر موجود ہی نہیں ہوتا' لہٰذا اسے ملے گا کیسے؟

اس کتاب کے بہت سے دیگر مقاصد کی طرح' ہمارا ایک مقصد مسلمان عورت کو اس نکتے تک بھی پہنچانا ہے کہ تعدّدِ ازدواج اچھے تعلقات کی راہ میں رکاوٹ نہیں' بلکہ محض ایک حق ہے جو اسلام کی طرف سے دیے گئے دیگر حقوق کی طرح ایک ذمہ داری بھی ہے' چنانچہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ہم نے نہایت دیانتداری سے معاملے کو قابل فہم بنانے کی کوشش کی ہے تاکہ کسی کے نازک جذبات کو ٹھیس نہ لگے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان مسلمان بہنوں کو دلی سکون عطا فرمائے جو اپنے علم میں اضافے کے لیے کوشاں رہتی ہیں اور کلام اللہ کو اپنے لیے ایک واضح ہدایت سمجھتی ہیں۔ ہم یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں ان شرور سے بچائے جو ہم شیطانی وسوسوں کے اثر سے اپنی زندگیوں میں داخل کر لیتے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ اس نے بنی نوع انسان کو کن کن صلاحیتوں اور خواہشات سمیت پیدا کیا۔ اسی قرآن سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کو کن صلاحیتوں اور خواہشات کی حامل بنا کر مردوں سے ممیّز کر کے پیدا کیا گیا اور دونوں جنسوں کی یہ صلاحیتیں' صفات' اور خواہشات ان کی سائیکی (Psyche) کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہیں۔ مردوں

کی ان خلقی صفات میں سے ایک صفت' عورت کی محبت ہے۔ جیسے اس آیت میں بیان کیا گیا ہے:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ ٱلشَّهَوَٰتِ مِنَ ٱلنِّسَآءِ وَٱلْبَنِينَ وَٱلْقَنَٰطِيرِ ٱلْمُقَنطَرَةِ مِنَ ٱلذَّهَبِ وَٱلْفِضَّةِ وَٱلْخَيْلِ ٱلْمُسَوَّمَةِ وَٱلْأَنْعَٰمِ وَٱلْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَٰعُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ وَٱللَّهُ عِندَهُۥ حُسْنُ ٱلْمَـَٔابِ ﴿١٤﴾ ﴾ (آل عمران: ٣/ ١٤)

''لوگوں کے لیے مرغوباتِ نفس چیزیں جیسے عورتیں' اولاد' سونے چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے' نشان دار گھوڑے' مویشی اور کھیتی بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں' یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں' اور لوٹنے کے لیے جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مرد' عورتوں سمیت کن کن چیزوں سے رغبت رکھتے ہیں۔ یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ ہم اللہ کی پیدا کردہ مخلوق ہیں۔ اس نے ہمیں زندگی دی اور ہمیں جدا جدا صلاحیتیں اور خصوصیات دیں۔ جن میں سے بہت سی صلاحیتیں ہمارے لیے ایک آزمائش ہیں لیکن جیسا کہ ذکر فرمایا کہ انسان کے لیے جو بہتر اجر یا ٹھکانا ہے وہ اللہ کے پاس ہے۔

ایک اور آیت میں کہا گیا ہے کہ اللہ نے مرد کو جسمانی لذتوں کی طلب یا خواہش کے ساتھ پیدا کیا' یہ کوئی حیرت یا اچنبھے کی بات نہیں چنانچہ سب مسلمان عورتوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جب ہمیں اپنے شوہر طلب کریں تو ہمیں ان کی اس خواہش کی تکمیل میں مدد کرنی چاہیے۔

«إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ أَنْ تَجِيءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ»

''جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور بیوی اس کے پاس جانے سے انکار کر دے تو فرشتے اس پر صبح تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''[1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[1] صحیح البخاری' النکاح' باب إذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها' حدیث:5193

﴿ يُرِيدُ ٱللَّهُ أَن يُخَفِّفَ عَنكُمْ ۚ وَخُلِقَ ٱلْإِنسَٰنُ ضَعِيفًا ﴿٢٨﴾ ﴾ (النساء: ٤/ ٢٨)

''اللہ تم سے پابندیوں کو ہلکا کرنا چاہتا ہے' کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔''

یہاں ہم پھر دیکھتے ہیں کہ اللہ نے مرد کو عورت سے مختلف خصوصیات کے ساتھ پیدا کیا۔ اس نکتے سے مرد کی فطرت کی الگ تصویر پیش کرنا شروع کر دی گئی ہے۔

ہم نے ان سطور کے آغاز میں ''مرد زائد شادیاں کیوں کرتا ہے''؟ کا سوال اٹھایا تھا۔ اس کے جواب کا ایک حصہ یہ ہے کہ اللہ نے مومن مردوں کو جنت میں جن نعمتوں سے نوازنے کا ذکر کیا ہے' ان میں ''اَلْحُور الْعِین'' بھی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَٰهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ ﴾ (الدخان: ٤٤/ ٥٤)

''یہ اسی طرح ہے اور ہم گوری گوری غزال چشم عورتیں ان سے بیاہ دیں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے ان خوبصورت عورتوں کو خصوصی طور پر پیدا فرمایا تاکہ وہ مومن مردوں کو اجرِ اعمال صالحہ کے طور پر دی جائیں۔ اس مخلوق سے متعلق اور آیات بھی آئی ہیں اور ان کی مزید وضاحت احادیث میں موجود ہے۔ یہاں جو نکتہ خاص طور پر سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے عورتوں سے محبت کو مردوں کے وجود کا یہاں تک حصہ بنا دیا ہے کہ یہ جنت میں ان کے اجر و ثواب کا حصہ بن جائے گی۔

اس دنیا میں یہ بات اگرچہ مشکل سے سمجھ میں آتی ہے اور جو کچھ اللہ نے انکشاف کیا ہے ہمارے دل اس پر مشکل سے راضی ہوتے ہیں مگر اس کے لیے ہم سے اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ جب ہم اللہ کے پاس جائیں گی تو ہمیں ان مشکلات کے لمحے لمحے کے بدلے ڈھیروں خوشیاں عطا کی جائیں گی' إن شاء اللہ۔ یہاں ہر کسی کو آزمائش میں ڈالا جائے گا اور وہاں ہر مشکل کے بدلے ایک آسانی اور ایک راحت ملے گی۔ ہمیں اللہ پر بھروسا کرنا چاہیے اور اس بات پر بھی یقین رکھنا چاہیے کہ وہ ان باتوں کو بھی جانتا ہے جو ابھی ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق تعدد ازواج کو بلا خوف و خطر قبول کر لینا چاہیے اور

ساتھ یہ دعا بھی کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ ہمیں جنت کی مستحق بنائے اور جہنم سے دور رکھے۔

آیئے ہم ایک بار پھر "تعدد ازواج کیوں......؟" کی طرف آتے ہیں۔ اس سوال کا غیر دینی (Secular Studies) تحقیق و مقالات میں بھی جواب دیا گیا ہے۔ ان تحقیقی مقالوں میں؛ جن کا موضوع "فطرتِ نسوانی" ہے؛ کہا گیا ہے کہ مرد اپنی ساخت اور اجزائے ترکیبی کے اعتبار سے عورت سے بہت مختلف ہے۔ ایک مقالے میں ان کی امتیازی خصوصیات یہ بتائی گئی ہیں:

- مرد حیاتیاتی نقطۂ نظر سے خلقی طور پر عورتوں کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے اور کھینچنے والی قوت جنسی تسکین کی خواہش ہوتی ہے۔
- مرد دکھائی دینے والے اجسام کے حسن کے گرویدہ ہوتے ہیں؛ اس لیے انہیں پانے کے لیے جنسی طور پر بے قرار ہو جاتے ہیں۔
- عورتوں کی نسبت مرد آسانی سے آمادۂ رومان ہو جاتے ہیں اور فریق مخالف سے ہر قیمت پر وابستہ رہنا چاہتے ہیں۔ اس کی ظاہری وجہ قدرتی کیمیکل "پی' ای' اے" (Phenylethylamine) ہے جو عورتوں کی بہ نسبت مردوں پر زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔
- مردوں میں حیاتیاتی کیمیائی مادہ "فوطیرون" (Testosterone) عورتوں کی بہ نسبت 10 سے 20 گنا زیادہ پایا جاتا ہے؛ جو ان کی جنسی خواہش کو بڑھاتا رہتا ہے۔
- بنابریں؛ مردوں میں ایک سے زائد عورتوں سے تعلق رکھنے کی خواہش ہوتی ہے۔ [1]

فاضل محقق اسی مقالے میں آگے چل کر لکھتے ہیں: "بلاشبہ مرد اور عورت اپنی حیاتیاتی ساخت یا جذباتی احساسات میں یکساں نہیں ہیں اور بہت سی تہذیبوں نے ان کے مابین امتیاز کو مزید تقویت دینے کا اہتمام کیا ہے۔ مجموعی طور پر دونوں ایک دوسرے کے فطری اور تکمیلی کردار ہوتے ہیں۔" [2]

---

[1] Kersten, Lawrence K.,Ph.D., Love Without Fear: A Path Through Pain to Peace, Chapter:11

[2] ایضاً

چونکہ عورت کی فطرت کو سمجھ لینے سے تعدد ازواج کے بارے میں اس کے ردعمل کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے' اسی طرح مردوں کی فطرت کو سمجھ لینے سے یہ بات بھی سمجھ میں آ جاتی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ شادیاں کیوں کرنا چاہتے ہیں۔

اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے چونکہ مرد کی منفرد خصوصیات اور اوصاف کے حوالے سے اس کی فطرت پر مفصل روشنی ڈال دی ہے اور غیر دینی (سیکولر) تحقیق و مطالعہ کا حاصل بھی وہی ہے' اس لیے مردوں سے ''تعدد ازواج کیوں؟'' کا سوال براہ راست پوچھنا ضروری نہیں۔ ہر آدمی کا جواب انفرادی نوعیت کا ہوگا' انفرادی واقعہ کا اطلاق تمام افراد پر نہیں کیا جا سکتا۔

اب جبکہ یہ بات واضح کی جا چکی ہے کہ ایک سے زائد بیویاں رکھنے کی خواہش ہر مرد کی تخلیقی حقیقت کا حصہ ہے۔ ہم مسلمان عورت کے' اس مسئلے پر تشویش میں مبتلا ہونے کے اسباب کا جائزہ لیں تو اس کی طرف سے جو سوال اکثر سننے کو ملتا ہے وہ یہ ہے: ''کیا مجھ میں کوئی عیب ہے؟'' لہٰذا سب سے پہلے اسی نکتے کی بھرپور وضاحت کی جائے گی۔ جس عورت کا شوہر ایک اور بیوی لاتا ہے' اس میں کوئی عیب یا کوئی خامی ہونا ضروری نہیں ہے۔ تعدد ازواج ایسی چیز نہیں ہے جس کا عورتیں خود باعث بنتی ہوں۔ یہ بات مان لینے کا نتیجہ تو یہ ہوگا کہ عورتیں الزام اپنے سر لے لیں گی اور سمجھیں گی کہ ہم سے لازماً کوئی قصور سرزد ہو گیا ہے۔ یا وہ بطور بیوی اتنی اچھی نہیں تھیں کہ خاوند ایک اور شادی پر مجبور ہو گیا ہے۔ عورتیں بالعموم اسی کو اپنی سوکن کی آمد کا سبب سمجھتی ہیں۔ اگر وہ اسی خیال پر جمی رہیں گی تو ان کی خود اعتمادی کو شدید دھچکا لگے گا حتی کہ جو عورتیں شروع شروع میں اپنی ذات پر کافی مضبوط اعتماد رکھتی ہیں' مناسب فہم نہ رکھنے کی وجہ سے سوکن آنے پر ہل کر رہ جاتی ہیں۔

جب کسی عورت کا خاوند دوسری شادی کرتا ہے تو وہ اس کا جواز اپنی ذات میں تلاش کرتی ہے۔ اپنے اندر کوئی نقص ڈھونڈتی ہے۔ وہ بطور بیوی اپنی اہلیت کو مورد الزام ٹھہراتی ہے۔ خود میں جنسی کشش نہ ہونے یا کم ہونے کا گلہ کرتی ہے' شوہر کا جنسی مطالبہ پورا کرنے میں ناکامی کا

اعتراف کرتی ہے۔ یہ بھی کہہ سکتی ہے کہ وہ گھر میں صفائی ستھرائی کا مناسب انتظام کرنے میں کوتاہی کرتی تھی لیکن جب ہم قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی یہ وحی پاتے ہیں کہ مرد مخلوق ہی ایسی ہے جو لازماً زیادہ بیویوں کا متمنی رہتا ہے۔ صرف ایک نہیں، کئی بیویاں! تو ''کیا مجھ میں کوئی کمی ہے؟'' کے سوال کا جواب یہ ہے...... ''نہیں، ہرگز نہیں''

اس سوال کا جواب دینے کے لیے ہم ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے معاملے کا حوالہ بھی دے سکتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے بعد نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے 10 دیگر خواتین سے شادیاں کی تھیں۔ تو کیا ہم یہ سوال کر سکتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں کوئی نقص تھا؟ نہیں، ہرگز نہیں! یہ سوال کرنا، کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ وہ ''امہاتُ المؤمنین رضی اللہ عنہن'' میں سے ایک تھیں۔ انہیں اور ان کی دیگر سوکنوں کو یہ خطاب اللہ تعالیٰ نے دیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امت مسلمہ کی عظیم ترین سکالر تھیں اور واقعتاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ چہیتی بیوی تھیں۔ اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہوتے ہوئے باقی شادیاں کی تھیں۔ یقینی بات ہے کہ وہ آج کی عورتوں کی بہ نسبت امت کی بہترین خواتین تھیں اور انہیں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہونے کا اعزاز پانے کا حق حاصل تھا۔ یہ غیر معمولی مرتبہ پانے والی خواتین، ایک دوسری کی سوکنیں تھیں۔ ان میں کوئی ایسی ''کمی'' نہیں تھی جو ان کے خاوند کے مزید شادیاں کرنے کا جواز بنی ہو۔

یہ بات آج کی عورتوں پر بھی صادق آتی ہے۔ اس نکتے پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے کہ تعدد ازواج عورتوں میں کسی خامی، یا ان کی کوتاہی کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ یہ امر واقع ہے کہ تمام مسلمان عورتوں کو اللہ نے اسلام کی روشنی عطا فرمائی ہے لہٰذا وہ آج کی دنیا کی بہترین خواتین ہیں۔ اس لحاظ سے بھی ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ تعدد ازواج کی رسم کو باقی رکھنے اور اسے فروغ دینے کے لیے کوشاں رہیں۔ اس سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ وہ پہلے اسے خود سمجھنے کی کوشش کریں۔ ان کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ اللہ کی نظر میں انہیں جو مقام حاصل ہے، اسے ذہن نشین کریں، کیونکہ یہ اللہ ہی ہے جس کے دربار میں ایک دن ہماری حاضری ہونے والی ہے۔ یہ اللہ

ہی کی محبت ہے جو سب محبتوں سے بڑھ کر قیمتی ہے۔ ہمیں دنیا میں جو قدر و قیمت اور اہمیت حاصل ہے، وہ اللہ ہی کی وجہ سے اور اسی کی طرف سے عنایت ہوئی ہے۔

شوہر کو دوسری شادی کے ابتدائی دنوں میں خاص طور پر محتاط رہنا چاہیے، کیونکہ اس وقت پہلی بیوی کے دل پر تازہ تازہ زخم لگا ہوا ہوتا ہے۔ زبان و بیان کے غیر محتاط استعمال سے جذبات مزید برانگیختہ ہو سکتے ہیں۔ شوہر کی کسی بھی بات کو غلط معنی پہنائے جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ سوکن لانے کا جواز پیش کرتے کرتے وہ پہلی بیوی کے جذبات کو اور بھی زیادہ برانگیختہ کر بیٹھے۔ اس موقع پر جواز کا معقول ہونا اتنا اہم نہیں رہتا جتنا کہ وہ فعل یعنی دوسرا نکاح اہمیت اختیار کر چکا ہوتا ہے۔

پہلی بیوی یا بیویوں کے لیے لازم ہے کہ وہ اس مرحلے میں کامیابی سے گزرنے کے لیے اپنی ذات اور اپنی شخصیت پر الزامات لگانا ترک کریں اور شبہات کے چنگل سے نکلنے کی کوشش کریں۔ خود اعتمادی کی بحالی تعدد ازواج کے تجربے سے سرخرو ہو کر نکلنے کے لیے پہلا قدم ہوتی ہے۔ دراصل ایک قدم نہیں بلکہ ایک سلسلۂ اقدام ہے جو خود اعتمادی بحال کرنے کے لیے اختیار کیا جانا چاہیے۔

اولاً: اس امر کا ادراک حاصل کیا جائے کہ سب سے زیادہ اہمیت اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء کی ہے، وہ جس چیز کو درست قرار دیتا ہے، وہی درست ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی نہیں چاہتا کہ اللہ اسے چھوڑ دے، اس لیے راضی بہ رضائے مولیٰ رہنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

ثانیاً: ہمیں یہ حقیقت ذہنی اور قلبی طور پر تسلیم کر لینی چاہیے کہ اللہ نے مرد کو ہم سے مختلف ساخت عطا کی ہے، ہم جتنا بھی زور لگا لیں اور تدابیر اختیار کر لیں یا اپنے آپ کو دکھی کر لیں، اس حقیقت کو تبدیل نہیں کر سکتیں۔

خود اعتمادی کی تعمیر نو کے لیے ایک سلسلۂ اقدامات یا عملی تدابیر (Tips) اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ خود اعتمادی اس طرح پیدا نہیں ہو جاتی کہ کوئی کہنا شروع کر دے کہ مجھے

اپنے آپ پر مکمل اعتماد ہے بلکہ خود اعتمادی پر امید رہنے سے اور اللہ سے لو لگانے سے پیدا ہوتی ہے۔ شیطان دل میں وسوسے ڈال کر انسان کو اللہ عزوجل سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہمیں جو کچھ سامنے نظر آئے اسے بطور حقیقت تسلیم کرنا چاہیے اور شیطان کے بہکاوے سے بچنے کے لیے اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر تعدد ازواج کا مسئلہ سامنے نہ آیا ہوا ہوتا تو بہت سی خواتین کو اپنی صلاحیتیں آزمانے اور انہیں منوانے کا موقع نہ ملتا۔ اعتماد ایک ذہنی ریاضت (Mental Exercise) کا نام ہے' اس کی تعمیر نو کے لیے تھوڑی سی محنت درکار ہوتی ہے جو ہر کسی کے بس میں ہے۔

تعدّدِ ازواج سے پیدا شدہ مسائل سے عہدہ برآ ہونا اور اپنے اوپر اعتماد بحال کرنا قوتِ ارادی اور حوصلہ مندی کا معاملہ ہے۔ کسی پہاڑ پر چڑھنے کا مسئلہ ہو تو اس کے دامن میں کھڑے ہو کر اوپر نظر ڈالی جائے تو یہ بہت طویل اور کٹھن منزل دکھائی دیتی ہے' لیکن اگر کوئی شخص چڑھنا شروع ہی نہ کرے تو وہیں کا وہیں رہے گا۔ اگر چڑھنا شروع کر دے تو پہلے کچھ تکلیف تو ہوگی مگر قدم بہ قدم منزل سر ہوتی رہے گی۔ ساتھ ساتھ خود اعتمادی بھی بڑھتی رہے گی۔

اب ہم عملی تدابیر یا نکات (Practical Tips) کی طرف آتے ہیں جنہیں بروئے کار لا کر ایک مسلم خاتون خود اعتمادی کی منزل سر کر سکتی ہے:

① سب سے اہم تدبیر دعا ہے جس میں اللہ سے ہمت اور استعداد مانگی جائے اور باہمی رشتے کی مضبوطی کی استدعا کی جائے۔

② وہ ساری خوشگوار اور دل گرمانے والی باتیں کاغذ پر لکھ لی جائیں جو آپ کے شوہر نے اپنی آزادانہ مرضی سے ماضی یا حال میں کہی ہوں۔ پھر کبھی کبھی اس کاغذ کو نکال کر ان جملوں کو نئے سرے سے پڑھتے رہنا چاہیے۔

③ اگر آپ اپنے شوہر کے لیے ''ڈریس اپ'' ہونے کی عادی رہی ہیں' تو اچھی بات ہے۔ مگر اب اس عادت میں کچھ تبدیلی لائیے۔ ہفتے میں چند بار صرف اپنے لیے ''ڈریس اپ'' ہوا

کیجیے۔ اس سے آپ کے اس احساس کو تقویت ملے گی کہ آپ اپنی نظر میں واقعی جاذبِ نظر ہیں' دوسرے لوگ خواہ کچھ بھی کہتے پھریں۔

④ اپنی ہیئت کو بہتر بنایئے۔ سیدھی بیٹھیے' ٹھوڑی کو اوپر کیجیے اور کمر کو خمیدہ نہ ہونے دیجیے۔ اس سے آپ کی شخصیت میں راست قامتی دکھائی دے گی۔

⑤ اپنی ذات کو گھر کی یکسانی (Monotony) میں گم نہ ہونے دیجیے۔ اپنا دل بہلانے کے لیے بھی کچھ وقت نکالیے۔ مثلاً چائے یا کافی وغیرہ نوش کیجیے' اخبار کا مطالعہ کیجیے' اپنی ڈائری لکھا کیجیے۔ بس اپنے آپ کو فراموش کرنے کی غلطی مت کیجیے:

⑥ آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر خود سے باتیں کیجیے (کسی کی موجودگی میں نہیں) یہ باتیں اپنی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہی جانی چاہییں۔ ''تم خوبصورت ہو' سمارٹ ہو' ذہین ہو' تم دلچسپ ہو' باوقار ہو اور پرمزاح ہو' تم حسین سراپے کی مالک ہو' بغلگیری کے فن میں یکتا ہو' ٹوٹ کر محبت کرنے والی ہو اور حیرت انگیز صلاحیتوں کی مالک ہو۔'' اگر آپ خود سے یہ باتیں کہتے ہوئے اپنی آنکھوں میں آنکھیں نہ ڈال سکیں تو یہ آپ کی خود اعتمادی میں کمی کی نشانی ہوگی۔ اگر آپ پر یہ بات واضح ہوگئی ہے تو پھر آپ کو یہ کرنا ہوگا کہ اس کی مشق فوراً شروع کر دیں۔ آپ جتنی زیادہ بار ایسا کریں گی آپ کو اتنا ہی زیادہ خود پر اعتبار آتا جائے گا اور آپ کی صلاحیتوں میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا۔

⑦ یہ مشق ممکن ہے کچھ مشکل دکھائی دے لیکن اس پر عمل کرنے سے بہت فائدہ پہنچے گا۔ آپ ایسی ''ایکٹنگ'' کریں جیسے کہ آپ سچ مچ بے حد پُر اعتماد (Confident) شخصیت کی مالک ہیں۔ دیگر بیان کردہ نکات کے ساتھ ساتھ' اس کی بھی مشق کرتی رہیں۔ یہ اعتماد حاصل کرنے کے بہترین طریقوں میں سے ہے۔ آپ کے گھر یا ماحول میں جو صورتحال بھی پیش آتی رہے' آپ یہ ایکٹنگ جاری رکھیں' اور بالآخر ایسا ہو کر رہے گا۔ ان شاء اللہ

⑧ شوہر سے یہ مت کہیں کہ ''آپ مجھے اہمیت دیجیے'' عام رائے کے برعکس یہ درخواست کرنا بہترین چیز ثابت نہیں ہوئی۔ ایسا کہنے کو وہ خود پر نکتہ چینی سمجھے گا۔ بہتر یہ ہوگا کہ آپ اپنے آپ کو خود اہمیت دیں۔ اعتماد انسان کے اندر سے جنم لیتا ہے' باہر سے کوئی نہیں دے سکتا۔

⑨ آپ اپنے اندر جو تبدیلیاں چاہتی ہیں وہ کسی کاغذ پر لکھ لیجیے۔ خیال رکھیے کہ خود سے باتیں کرتے ہوئے یہ الفاظ ہرگز استعمال نہ کیجیے ''مجھے پسند نہیں''۔ ان تبدیلیوں کو اپنی فہرستِ مقاصد قرار دیجیے۔ ان میں سے جو آسان ترین ہو پہل اسی سے کیجیے۔ پھر رفتہ رفتہ دوسری مطلوبہ تبدیلیوں کی طرف بڑھیے۔

⑩ خوش اور مطمئن رہنے کی کوشش کیجیے۔ ''اگر مگر اور کاش'' کے بارے میں سوچنا بند کر دیجیے۔ ''کاش میرے بال اس سے ذرا مختلف ہوتے' اگر میری ناک ذرا چھوٹی اور آنکھیں کچھ موٹی ہوتیں!'' آپ جو کچھ ہیں' ٹھیک ہیں۔ آپ آئینے میں دیکھتے ہوئے بلند آواز میں (بشرطیکہ کوئی سن نہ رہا ہو) کہیں: ''واہ! بالکل ٹھیک'' آپ جتنا اس طرح سوچیں گی اور جتنی بار ایسی ایکٹنگ کریں گی اتنا ہی بہتر محسوس کریں گی۔

⑪ اپنے لیے کم تر سطح کے الفاظ ہرگز نہ کہیے اور نہ دل میں یہ سوچیے۔ ''میں کتنی احمق ہوں' میں کیسی پھوہڑ ہوں' یا بھدی ہوں'' اگر آپ واقعی کسی شعبے کے بارے میں معلومات نہیں رکھتیں تو خود کو ملامت کرنے کی بجائے یہ کہیے ''فی الحال تو اس مسئلے کا میں فیصلہ نہیں کر سکتی' تاہم کچھ سوچ کر آپ کو مطلع کر دوں گی۔''

⑫ خود پر خوب ہنسیے۔ یہ اچھی صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔ متفکر اور گہری سوچ میں ڈوبی نظر نہ آیئے۔ پُر مزاح باتیں کہیے' لطیفے سنیے اور سنایئے۔ اچھے لطیفوں کی دل کھول کر داد دیجیے اور خود بھی گھڑ گھڑ کر بیان کرتی رہیے۔ [1]

---

[1] یہ مصنفہ کی ذاتی رائے ہے ورنہ لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹی بات کہنے کے متعلق نبیٔ اکرم ﷺ نے سخت وعید فرمائی ہے۔ آپ کا فرمان ہے: [وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ الْقَوْمَ ثُمَّ يَكْذِبُ لِيُضْحِكَهُمْ وَيْلٌ ⇦

اپنے منفی جذبات پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے یہ سمجھ پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کن کن صلاحیتوں اور خوبیوں سمیت تخلیق کیا ہے۔ ان صلاحیتوں کو مزید جلا بخشنے اور اپنے اندر از سر نو اعتماد پیدا کرنے کے لیے ہمیں کتنی محنت کرنا ہوگی؟ اس کوشش کے دوران میں عورت کو یہ اندازہ بھی ہو جاتا ہے کہ اپنے خاوند پر اس کے اثر و رسوخ کی حدود کیا ہیں؟

زندگی میں رونما ہونے والی بہت سی چیزیں انسان پر اس کی صلاحیتوں کا اظہار نہیں ہونے دیتیں اور اس پر ہر چیز اس لیے واقع نہیں ہوتی کہ وہ ان کے واقع ہونے کا خود سبب بنا تھا۔ تعدد ازواج بھی ان چیزوں میں سے ایک ہے جو اس کے کنٹرول سے باہر ہیں۔ کسی کا شوہر دوسری یا تیسری بیوی لے آئے تو وہ اس عورت کا قصور نہیں ہوتا۔ صحیح صورت حال یہ ہے کہ تعدد ازواج مردوں کے مزاج کا خلقی حصہ ہے اور بہت عام رواج ہے۔ یہ ایسی چیز نہیں کہ مسلمان خواتین خود کو الزام دیتی رہیں، یا اپنی ذات پر شبہ کریں یا خواہ مخواہ دستِ تاسف ملتی رہیں۔

خود اعتمادی بہت بڑی دولت ہے، اسے معمولی چیز سمجھنے کی غلطی نہیں کی جانی چاہیے۔ یہ نہ صرف عورت میں حوصلہ پیدا کر کے اس میں تعدد ازواج پر مطمئن رہنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے بلکہ حسد کو کنٹرول کرنے کے لیے اسے باطنی قوت بھی فراہم کرتی ہے کیونکہ حسد کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ حاسد اندر سے خوف محسوس کر رہا ہوتا ہے اور اپنی بقا کو خطرے میں پاتا ہے۔ ماہرین نے حسد کی جو تعریف متعین کی ہے اس میں ایک بات یہ بھی شامل ہے کہ حاسد کو ڈر لگا رہتا ہے کہ نیا آنے والا شخص (یہاں مراد عورت ہے) میری جگہ لے لے گا (اس کا جائزہ اگلے باب میں لیا جائے گا۔ ان شاء اللہ) تاہم جب عورت میں خود اعتمادی پیدا ہو جائے تو وہ خود کو خطرے سے باہر سمجھتی ہے۔ اس کی سوکن خواہ دنیا کی حسین ترین اور کامل ترین عورت کیوں نہ ہو، اس کے لیے کوئی تشویش کی بات نہیں ہوتی کیونکہ اسے اپنی ذات پر، اپنے شوہر پر اور اس سے

⇦ لَهُ وَوَيْلٌ لَه] "ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو لوگوں سے باتیں بیان کرتا ہے پھر جھوٹ بولتا ہے تاکہ انہیں ہنسائے، ہلاکت ہے اس شخص کے لیے اور ہلاکت ہے اس شخص کے لیے۔ (مسند احمد: 3/5)

اپنے تعلقات کے استحکام پر پورا بھروسا اور پورا اعتماد ہوتا ہے۔ اس طرح خود اعتمادی اور حسد کے درمیان ایک کلیدی ربط پیدا ہو جاتا ہے۔

حسد کی حقیقت کیا ہے؟

''تعدد ازواج'' پر بحث ہو رہی ہو تو حسد کا لفظ لامحالہ زیر بحث آ جاتا ہے۔ یہ لفظ اکثر تعدد ازواج کے بارے میں اظہار ناپسندیدگی کے طور پر بولا جاتا ہے' اور اسے گھریلو امن کی راہ میں سنگِ گراں سمجھا جاتا ہے۔ سرسری طور پر تو ہم سب اس سے واقف ہیں لیکن ذرا گہرائی میں جانے کی کوشش کریں تو اس کے اور بھی بہت سے پہلوؤں پر نظر پڑتی ہے جس کی بنا پر ہماری سمجھ کا دائرہ وسیع تر ہو جاتا ہے اور اس کی افادیت بھی سامنے آ جاتی ہے۔

حسد سے مراد حاسدانہ رویہ ہے۔ ''امریکن ہیری ٹیج ڈکشنری'' (American Heritage Dictionary) میں اس کی جو تعریف کی گئی ہے' اس کے مطابق اس سے یہ معنی نکلتے ہیں: '' اپنا مقام وحیثیت کھو جانے سے ہوشیار رہنا یا خوفزدہ ہو جانا' محبت سے محرومی کا خدشہ لاحق ہو جانا' رقابت کی تلخی' رقیبانہ نفرت' شدید قسم کا رشک' حاسدانہ جذبۂ رقابت' اپنے حق کے لیے مر مٹنے کا عزم' بے وفائی اور دغا بازی کو برداشت نہ کر سکنا' اپنی آزادی برقرار رکھنے میں بڑی چوکسی اور مبتلائے فکر رہنا۔''

حسد کی کئی قسمیں ہیں جن کا انحصار اس بات پر ہے کہ حسد کنندہ کون ہے؟ اگر انسانوں کے باہمی تعلقات کے تناظر میں دیکھا جائے تو اس کے معنی اور ہیں۔ بیویوں کے باہمی معاملے میں دیکھا جائے تو اس کے معنی مختلف ہیں۔ شوہر کے رویے کے سلسلے میں اس پر غور کیا جائے تو یہ غیرت' یعنی اپنی بیوی کی طرف سے بے وفائی کو برداشت نہ کر سکنے کے معنوں میں آتا ہے۔

اس حسد (غیرت) کا مظاہرہ وہ اپنی عزت کے چیلنج کر دیے جانے کے موقع پر کرتا ہے' جب کوئی شخص اس کی بیوی کی طرف حریصانہ نگاہ سے دیکھتا ہے یا اسے ورغلانے کی کوشش کرتا ہے تو یہ خاوند کی عزت اور غیرت کا مسئلہ بن جاتا ہے۔

عورت کا ''حسد'' اس سے کچھ مختلف ہے۔ اس میں ''غصہ'' بھی شامل ہوتا ہے اور اپنی عزت کی خیالی طور پر توہین اور اپنی ''ملکیت'' (یہاں شوہر مراد ہے) کے فرضی طور پر چھن جانے کا غم بھی شامل ہوتا ہے۔ اس مفہوم میں اپنی بے دخلی، نفرت اور رشک کا احساس بھی شامل سمجھا جاتا ہے۔ پھر ایک حسد وہ ہوتا ہے جو اللہ کے لیے کیا جاتا ہے، اس قسم کے حسد میں وہ غصہ شامل ہوتا ہے جو کسی بندے کو اس وقت آتا ہے جب اس نے کسی کو اللہ کی نافرمانی یا شرک کرتے ہوئے پایا ہو یا کسی شخص کو باری تعالیٰ کی صفات اور اس کے ناموس کی توہین کرتے ہوئے دیکھا ہو۔

ہم نے آگے بڑھنے سے پہلے حسد کے بدلتے ہوئے مفاہیم میں فرق اس لیے واضح کر دیا ہے تاکہ حسد کے موضوع پر ہماری بحث سے کوئی اشتباہ پیدا نہ ہو۔

✿ **کیا حسد کرنا بری بات ہے؟:** اکثر لوگ حسد کو منفی یا برا جذبہ سمجھتے ہیں۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ فی الواقع برا جذبہ ہے اور اس میں کوئی بھی خیر کا پہلو نہیں؟ جب ہم جذبوں کی فہرست بناتے ہیں اور ان پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم جن کو سراسر منفی جذبے کہتے ہیں، ان سے بھی کسی نہ کسی قسم کا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ دراصل تمام جذبے فائدہ مند ہوتے ہیں کیونکہ یہ ہماری زندگیوں میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ممتاز ماہر نفسیات جین سیگل (Jeanne Segal) جذبوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہے ''یہ سب معلومات افزا ہیں اور اکثر تعمیری ہوتے ہیں...... گہرائیوں میں جا کر محسوس ہونے والے جذبے ہمیں ایسے پیغامات اور ایسے اشارے دیتے ہیں جنہیں ہم سننے کے متمنی ہوتے ہیں۔[1] انگریزی کا لفظ ''Emotion'' (جذبہ) دراصل لاطینی لفظ ''موٹیر'' (Motere) سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے ''حرکت دینا۔'' یہ جذبات (Emotions) ہی ہیں جو لوگوں کو کسی کام کے لیے متحرک اور آمادہ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر غصہ ایک جذبہ ہے، اسے عموماً ایک منفی جذبہ خیال کیا جاتا ہے اور اس کا نہ آنا

---

[1] Segal, Jeanne, Raising your Emotional Intelligence (New York: Henery Holt and Company, 1997, PP.34-35)

ایک پسندیدہ بات سمجھی جاتی ہے۔ ہمیں نبی ﷺ نے غصے میں نہ آنے کی ہدایت فرمائی ہے' نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے درخواست کی مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ آپ نے اسے کہا:

«لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: لَا تَغْضَبْ»

''غصہ نہ کیا کرو۔'' اس نے یہ درخواست کئی بار دوہرائی' آپ نے ہر بار یہی فرمایا:

''غصہ نہ کیا کرو۔''[1]

چنانچہ عمومی بات یہی ہے کہ غصے میں نہیں آنا چاہیے۔ تاہم کبھی کبھی ایسا وقت آ جاتا ہے جب غصہ کرنا ٹھیک ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اللہ عزوجل کی خاطر غصے میں آتا ہے' یعنی جب وہ گناہ ہوتے دیکھے' ظلم اور بے انصافیاں ہوتے ہوئے پائے' دنیا میں ہونے والی جنگوں میں کفار کے ہاتھوں مسلمانوں پر ظلم و جور اور قتل کے واقعات دیکھے تو اس کا غصے میں آنا اچھا ہے۔ جب لوگ ظلم ہوتا دیکھتے ہیں تو غصہ انہیں ناانصافیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے پر اکساتا ہے۔ مظلوموں کی مدد پر آمادہ کرتا ہے یا دشمن قوت کے خلاف آمادۂ جہاد کر دیتا ہے' چنانچہ جس جذبے کو برا جذبہ کہا جاتا ہے' اس کے کچھ فوائد بھی ہیں کیونکہ اس سے بہتر مقاصد بھی حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

جذبہ کی ایک اور مثال رقابت کی ہے۔ بہت سے لوگ ''رقابت'' کو بُرا جذبہ کہتے ہیں اور ہمیں بھی اس سے اجتناب کی ہدایت کی گئی ہے۔ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَحَاسَدُوا»

''ایک دوسرے سے رقابت محسوس نہ کرو۔''[2]

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حاسد (رقیب) کے شر سے' جب وہ اس پر تل جائے' تو اپنی پناہ مانگنے کی تلقین کی ہے۔ جیسے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝٥ ﴾ (الفلق: ۱۱۳/ ۵)

''اور حاسد کے شر سے (میں تیری پناہ میں آتا ہوں) جب وہ حسد کرے۔''

---

① صحیح البخاری' الأدب' باب الحذر من الغضب' حدیث:6116

② صحیح مسلم' البر والصلة' باب تحریم التحاسد والتباغض والتدابر' حدیث:2559

تاہم دو قسم کے لوگوں کو اس سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ، رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ، وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ»

''سوائے دو آدمیوں کے کسی سے رقابت (رشک) نہ رکھو' ان میں سے ایک وہ ہے جسے اللہ نے قرآن حکیم سے نوازا اور وہ رات کو اس کے ساتھ قیام کرتا ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا اور وہ دن رات اسے خرچ کرتا ہے۔''[1]

ان معاملات میں رشک و رقابت کے جذبے کا مظاہرہ کرنے سے فائدہ یہ ہے کہ یہ جذبہ انسان کو دینی علم سیکھنے اور سکھانے پر آمادہ کرتا ہے اور مال و دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے' جو بلاشبہ نیک و پسندیدہ کام ہیں۔

جہاں تک حسد (Jealousy) کا تعلق ہے' اسے برا تو سمجھا جاتا ہے' تاہم ہمیں اس میں سے بھی اچھائی تلاش کرنے کے اہل بن جانا چاہیے۔ ہمیں حسد سے یقیناً خبردار رہنے کے لیے کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ: اَلْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ»

''تم میں پہلے گزری ہوئی اقوام کی ایک بیماری سرایت کر گئی ہے' اور وہ حسد اور بغض ہے۔''[2]

حسد اگرچہ بذات خود اچھی چیز نہیں لیکن دوسرے جذبوں کی شراکت سے اس سے چند فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہمیں یہ بات ملتی ہے کہ ایک حسد ایسا ہوتا ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے۔ حدیث یہ ہے:

«مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللهُ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللهُ، فَأَمَّا الَّتِي يُحِبُّهَا اللهُ

---

[1] صحيح البخاري' فضائل القرآن' باب اغتباط صاحب القرآن' حديث:5025

[2] جامع الترمذي' صفة القيامة' باب في فضل صلاح ذات البين' حديث:2510

عَزَّوَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُهَا اللهُ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ»

''ایک غیرت وہ ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے اور دوسری وہ جس کو اللہ ناپسند کرتا ہے۔ جسے پسند کرتا ہے وہ شک وتذبذب کا معاملہ ہے اور جس سے نفرت کرتا ہے وہ ایسا ہے جو مشکوک نہیں ہے۔''①

اس حدیث کی وضاحت سنن ابی داود کی شرح ''عونُ المعبود'' میں یوں کی گئی ہے کہ جس حسد کو اللہ پسند فرماتا ہے ان چیزوں سے متعلق ہے جن کو اس نے حرام قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں یہ مثال دی گئی ہے کہ اگر ایک شخص کی ماں یا بہن کوئی ممنوعہ حرکت کرتی ہے تو وہ ان سے حسد (غیرت) کرتا ہے۔ اللہ اس کو پسند کرتا ہے کہ وہ میرے دین کی وجہ سے حسد (غیرت) کر رہا ہے اور میری نافرمانی ہونے پر غصہ محسوس کر رہا ہے۔ جس حسد (غیرت) کو اللہ ناپسند کرتا ہے وہ ہے جو اللہ کی حلال کردہ چیزوں کے بارے میں ہو۔ مثال یہ دی گئی ہے کہ کسی شخص کی والدہ بیوہ ہو جانے کے بعد دوبارہ شادی کر لے تو وہ مبتلائے حسد (غیرت) ہو کر ماں کے اس اقدام کو پسند نہ کرے۔ یہ اقدام (شادی) اسلام میں جائز اور حلال ہے۔ بیٹے کو اس پر مغموم یا مبتلائے حسد (غیرت) ہونے کے بجائے خوش ہونا چاہیے۔ اللہ کی حلال کی ہوئی چیز سے نفرت کرنا' سخت ناپسندیدہ حرکت ہے۔②

چنانچہ اس حدیث میں اس حسد کا ذکر کیا گیا ہے جو اللہ کے لیے کیا گیا ہو۔ یہ حسد کی اچھی قسم ہے کیونکہ یہ آدمی کو احکام الٰہی کی پاسداری اور عزت کی مدافعت کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔

① سنن ابی داود' الجهاد' باب فی الخیلاء فی الحرب' حدیث:2659

② اکثر مترجمین نے احادیث کی کتب اور قرآن کا ترجمہ کرتے وقت حسد اور غیرت دونوں الفاظ کا معنی (Jealousy) کر دیا ہے' حالانکہ ان دونوں الفاظ میں بہت فرق ہے۔ اس بنا پر صرف انگلش پڑھنے والوں کیلئے ان کا مفہوم اچھی طرح واضح نہیں ہو سکا۔ اس کے برعکس اگر غیرت کیلئے (Sense of Vigilance, honor ardency, enthusiasm, concern) جیسے الفاظ استعمال کیے جاتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔

اس سے یہ واضح ہوگیا ہے کہ حسد کلیتاً برا جذبہ نہیں ہے۔ تاہم جب عورت کے حسد کی بحث آتی ہے تو ذہن میں ایک دلچسپ نکتہ ابھرتا ہے۔ یہ چیز اللہ نے عورت کی تخلیق کے اندر ہی رکھ دی ہے۔ حسد عورت کی فطرت کا حصہ ہے لیکن ساتھ ہی اللہ نے مرد کو چار تک بیویاں رکھنے کی اجازت دے دی ہے، جس کی وجہ سے تعدد ازواج، عورتوں کے لیے ایک امتحان اور آزمائش ہے کہ وہ اپنی حاسدانہ فطرت کو تعمیری انداز میں بروئے کار لائیں لیکن کیا عورت کے لیے اس فطری حسد میں بھی کوئی فائدہ موجود ہے؟

ہمیں تو اس میں متعدد فائدے نظر آتے ہیں۔ پہلا فائدہ یہ ہے کہ اس سے میاں بیوی کے درمیان محبت مضبوط تر ہو جاتی ہے۔ باہمی وابستگی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ بیوی اور شوہر کو باہمی محبت، یاد آتی رہتی ہے اور یہ یاد اس محبت کو زندہ رکھنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہی جذبہ شوہر کو بے لگام ہونے سے بچائے رکھتا ہے اور وہ اپنی بیوی کے احساسات کے بارے میں پہلے سے زیادہ چوکنا رہنے لگتا ہے۔ اس پر یہ بات واضح تر ہو جاتی ہے کہ اس کے لیے بیویوں کے جذبات کا خیال رکھنا پہلے سے زیادہ ضروری ہوگیا ہے۔

❁ **حسد سے کیسے نجات پائی جائے؟:** عورت کا مبتلائے حسد ہو جانا، چونکہ عموماً منفی نتائج سامنے لاتا ہے، لہٰذا اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس سے نجات پانا ممکن ہے؟ اس کا جواب دینے سے پہلے ہمیں حاسدانہ فطرت اور حاسدانہ مزاج میں فرق کرنا ہوگا۔ ''فطرت، کسی شخص کی جبلی و پیدائشی خصوصیت اور صفت ہوتی ہے جبکہ ''مزاج'' اس شخص کے طرزِ فکر، رویے اور اس کے ردعمل کو کہا جاتا ہے، چنانچہ کوئی آدمی حاسدانہ فطرت رکھ سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ اس کا حاسدانہ مزاج ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ عورتیں قدرتی و فطری طور پر حاسد ہوتی ہیں کیونکہ اللہ نے عورت کو یہی فطرت دے کر پیدا کیا ہے، اس لیے عورت کی ذات سے حاسدانہ فطرت کو خارج کرنا ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کہا ہے: ''خاوند کے بارے میں عورت کا حسد بالکل فطری اور جبلی نوعیت کا ہے۔ اسے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تم خاوند

کے سلسلے میں حاسدانہ سوچ نہ رکھو۔"[1]

دوسری طرف حاسدانہ مزاج (Temperament) ہے جو اپنے اندر غم و غصے اور نفرت کا طوفان چھپائے ہوتا ہے اور یہ لاوا ہر دم پھٹنے کو تیار رہتا ہے۔ حسد کا یہ غیر فطری پہلو کسی کے بارے میں ذہن کو اتنا دھندلا کر دیتا ہے کہ اچھی بھلی شخصیت کی تصویر بھی مسخ شدہ دکھائی دیتی ہے اور اس شخص (مرد یا عورت) کے بارے میں بلاوجہ نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ تاہم یہ صورتحال عارضی اور قابلِ اصلاح ہوتی ہے۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت ہے: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "میں حسد کرنے والی عورت ہوں۔" آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی: "اے اللہ! اس کا حسد دور کر دے۔"

انہوں نے اپنے جس حسد سے نجات چاہی تھی وہ فطری حسد نہ تھا' جو کہ تمام عورتوں میں ہوا کرتا ہے' بلکہ دوسری قسم یعنی "حاسدانہ مزاج" (Temperament) والا حسد تھا جو اپنے اندر نفرتوں اور منفی خیالات کا طوفان چھپائے ہوئے ہوتا ہے۔[2]

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مخلصانہ دعا اور کوشش سے منفی جذبوں والے حسد سے نجات مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ناپسندیدہ چیز سے نجات پانے کے ذرائع پیدا کر رکھے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ»

"اور جو شخص اپنے نفس پر زور ڈال کر صابر بنے' اللہ اسے صبر عطا کر دے گا۔"[3]

---

① Referenced from www.islam-qa.com, question reference # 10991

② حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابوبلتعہ رضی اللہ عنہ کو میری طرف شادی کا پیغام دے کر بھیجا۔ میں نے جواب دیا: مجھ پر ایک تو اپنی بیٹی کا بوجھ ہے اور دوسری بات یہ کہ میں حاسدانہ مزاج رکھتی ہوں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب بھیجا کہ "جہاں تک بیٹی کا تعلق ہے تو میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ تمہیں اس ذمہ داری سے سبکدوش کرے اور یہ دعا بھی کروں گا کہ وہ تمہیں اس مزاج (حسد) سے نجات دے۔ (صحیح مسلم' الجنائز' باب مایقال عندالمصیبۃ' حدیث:918)

③ صحیح البخاری' الرقاق' باب الصبر عن محارم اللہ' حدیث:6470

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے قوانین پر توجہ دینے سے انسان ناپسندیدہ چیزوں سے نجات پا سکتا ہے اور اپنے اندر اچھی عادات پیدا کر سکتا ہے۔ جب اچھی باتوں یعنی نیکیوں کی طلب پیدا ہو جاتی ہے اور انسان ان کے لیے جدوجہد شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اچھے نتائج بھی عطا فرما دیتا ہے' چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ ﴾ (البقرة: ٢/ ١٨٦)

"اور (اے نبی!) میرے بندے جب تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دو کہ میں ان کے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے' تو میں اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں' لہٰذا انہیں چاہیے کہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔"

❁ **حسد کا پودا محبت کی کیاری میں:** جب ایک مسئلے کی نشاندہی ہو جائے تو اس سے نمٹنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جذبات کا معاملہ ہے' جب ان کی تشخیص ہو جائے تو ان کا صحیح علاج بھی ہو سکتا ہے۔ عورت کے جذبۂ حسد کا بنظرِ عمیق جائزہ لیا جائے تو اس کی تہہ میں کارفرما گوناگوں احساسات کے باہمی تعامل کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے' جیسا کہ ماہر نفسیات ڈاکٹر کیرول ٹیورس (Carol Tavris) کہتی ہیں: "ہمارے احساسات نمایاں طور پر الگ الگ نہیں ہیں بلکہ خوشۂ انگور کی طرح جڑے ہوئے ہیں' اس لیے یہ اندازہ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ ہمارا کون سا احساس ہمیں بے چین کیے ہوئے ہے۔"[1]

حسد کے پودے کی جڑیں' محبت کی کیاری میں پیوست ہیں۔ اگر محبت نہ ہوتی تو اس سے حسد کا پودا بھی نہ پھوٹتا۔ ایک دانشور کا کہنا ہے: "محبت ایک کلب کی مانند ہے جو اپنے آقا کا تابع فرمان ہوتا ہے' جس سے آقا محبت کرتا ہے وہ اسے مرغوب ہے اور جس سے آقا نفرت رکھتا ہے

---

[1] Tavris,Carol,Anger: The Misunderstood Emotion(New York: Simon and Schuster,1982) P:96

اس سے یہ بھی متنفر ہو جاتا ہے۔"[1] ایک اور دانشور کا کہنا ہے: "محبت ایک رجحان کا نام ہے جو محبوب کے ساتھ ہم آہنگ ہو جاتا ہے۔"[2] چنانچہ حسد' ہم آہنگی اختیار کرنے کی خواہش سے نمودار ہوتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر' محبت حسد ہی کا ایک لطیف پہلو ہے۔

جیسا کہ ہم "سوکناپے کی نفسیات" کے عنوان کے تحت دیکھ آئے ہیں کہ حسد کے ساتھ ساتھ کئی دیگر احساسات بھی سر اٹھا لیتے ہیں' مثلاً ڈر' خوف' غم و اندوہ' رقابت اور غصہ و رنج وغیرہ۔ ہم میں سے ہر فرد' ان میں سے چند احساسات رکھتا ہے (سارے کے سارے نہیں)' اس کے اندر ان احساسات کا کوئی ایک مجموعہ (Combination) اپنی کارکردگی دکھا رہا ہوتا ہے۔ حسد کے ساتھ ان سب کا یک بارگی متحرک ہو جانا ضروری نہیں ہوتا۔ اس میں چند دیگر احساسات بے چینی و اضطراب' تنفّر یا افسردگی (Depression) بھی شامل ہو سکتے ہیں' جن کی وجہ سے حسد زیادہ شدت اختیار کر جاتا ہے۔

اگر کوئی فرد واضح طور پر پہچان لے کہ اس کے حسد میں شدت پیدا کرنے میں ان میں سے کس کس احساس نے زیادہ کردار ادا کیا ہے تو اس کے لیے ان سے نمٹنا اور ان پر قابو پانا آسان تر ہو جاتا ہے۔ کسی خاص احساس کو اپنے اندر کارفرما دیکھ کر بعض اوقات اس فرد (یا خاتون) کو خود بھی بڑی حیرت ہوتی ہے۔ تاہم اس احساس کی شناخت ہو جانا' صحت یابی کے عمل کا آغاز ثابت ہوتا ہے۔

❁ **آغازِ کار:** اس سلسلے میں بہترین مشورہ اور بہترین رہنمائی وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہمیں ملی ہے کہ ہم اپنے جذبات پر کیسے قابو پائیں۔ آج کی دنیا میں نفسیاتی مشوروں کو زیادہ اہمیت ملنے لگی ہے' لیکن اگر یہ مشورے رسول اللہ ﷺ کے مشوروں سے مطابقت نہ

---

[1] قاضی عیاض بن موسیٰ الیعسوبی "الشفا" غرناطہ مدینہ پریس: 1991ء' ص: 229

[2] ایضاً: صفحہ: 229

رکھتے ہوں تو انہیں ٹھکرا دینا چاہیے۔ یہ امر واقع ہے کہ بہت سے نفسیاتی مشورے غیر سائنسی ہوتے ہیں' ان میں حقیقت کم اور تصورات زیادہ ہوتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ زبان زد عام باتوں کو ''سائنسی مشورے'' کا عنوان دے کر پیش کر دیا جاتا ہے اور جو بات بھی مغربی کلچر کی اقدار سے مطابقت رکھتی ہو' قبول کر لی جاتی ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ امریکی کلچر میں ''خود'' (Self) پر بہت زور دیا جاتا ہے اور یہی کچھ امریکی نفسیاتی معالج مشورتاً کہہ رہی ہیں۔ ماہر نفسیات ''ہرب گولڈ برگ'' (Herb Goldberg) کا کہنا ہے: ''بطور اصول' خود کو ہمیشہ پہلے نمبر پر رکھیے سوائے ان مواقع کے' کہ جب تم واقعی محسوس کرو کہ تمہیں اپنی بیوی کی ضروریات کو اولیت دینی ہے اور جب یہ خطرہ مول لینا پڑ جائے تو اسے پوری طرح لو اور خوشی قبول کرو۔''[1] اپنی ذات اور اپنی خواہشات کو سرفہرست رکھنا' اسلام کی تعلیمات سے کوسوں دور ہے۔

آج کے علم نفسیات میں ثقافتی طور پر قبولیتِ عامہ پانے والا ایک اور نظریہ ''نظریۂ اظہاریت'' (Ventilationist View) ہے' جس میں لوگوں کو یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ جذبات کو اندر دبانے کے بجائے ان کا کھلم کھلا اظہار کریں' تاکہ گھٹن خارج ہونے کے بعد جذبات میں ٹھہراؤ آ جائے۔ تاہم تحقیق کرنے سے یہ نظریہ بالکل غلط اور بے اثر ثابت ہوا ہے۔ منہ میں آئی ہوئی ہر بات کہہ دینا' کنٹرول کرنے کی بہ نسبت بدتر ثابت ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر کیرول ٹیورس (Carol Tavris) اپنی کتاب میں لکھتی ہیں: ''غصہ نکال پھینکنے کی نفسیاتی توجیہ (Rationale) تجربے کی کسوٹی پر ٹھیک نہیں اتر سکی۔ شواہد کا جھکاؤ بالکل مخالف سمت میں ہے۔ غصے کا اظہار انسان کو مزید غصیلہ بنا دیتا ہے' اس کا طیش پر مبنی رویہ ٹھوس شکل اختیار کر لیتا ہے اور بالآخر دشمنی کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم ہو جاتی ہے۔''[2] اصل میں

---

① Goldberg, Herb, The Hazards of Being Male (New York: The New American Library, 1976) PP:157-158

② Tavris, Carol, Anger: The Misunderstood Emotion (New York: Simon And Schuster, 1982) PP:143-144

یہ نظریہ پیش کرنے والوں نے سماجی سیاق وسباق اور غصے کے بے محابا اظہار کے نتائج کو مدنظر نہ رکھنے کی غلطی کی ہے۔ اگر آپ غیظ وغضب کا اظہار کرتے ہیں' اس کے جواب میں دوسرا آدمی آپ کو گولی مار دیتا ہے تو آپ کو غصے کا دباؤ خارج کرنے سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے؟ یہ نظریہ اسلامی نہیں ہے کیونکہ یہ کشیدگی بڑھانے' لڑائی مارکٹائی' رشتوں کے انقطاع اور اللہ کی ناراضی پر منتج ہوسکتا ہے۔ ایسے نظریے کو قبول کرنے سے ہم گھٹیا مخلوق' اپنے جذبات کے غلام اور اللہ کے نافرمان بن جاتے ہیں۔

تاہم ہر تہذیب نے جذبات کے اظہار کے لیے ان کے محرکات کے اختلاف کے حوالے سے جائز اور ناجائز کے الگ الگ معیار مقرر کر رکھے ہیں۔ یہ جذبات وہاں ان کے قوانین آموزش (Laws of Learning) کے بھی تابع ہوتے ہیں اور افراد کے رویوں کو بھی۔ محرکات کے درست یا نادرست ہونے کے لحاظ سے انہیں پسندیدہ یا ناپسندیدہ کے خانوں میں بانٹ دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر افریقہ کے قبیلہ کنگ (Kung) کے افراد شاذ و نادر ہی اشتعال میں آتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ایسا کرنے سے وہ قبیلے کی نظر میں ناقابل قبول ہو جائیں گے' جبکہ خانہ بدوش ہونے کی وجہ سے ان کی بقا سراسر قبیلے کے اندر رہنے میں مضمر ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک امریکی باشندے کے لیے جو صورتحال باعث اشتعال ہوسکتی ہے' عین ممکن ہے کہ ایک جاپانی کے لیے وہ بالکل نارمل بات ہو کیونکہ انہوں نے اپنے اپنے تہذیبی دائروں میں رہ کر بعض رویوں کو قابل قبول اور بعض کو ناقابل قبول سمجھ رکھا ہے۔ ہر تہذیب اور ہر معاشرہ اپنے افراد کے لیے الگ الگ معیار مقرر کرتا ہے جس کی وجہ سے بعض ردعمل پسندیدہ اور بعض ناپسندیدہ قرار پا جاتے ہیں۔

بطور مسلمان ہمارا کلچر' اسلام ہے۔ مسلمان خواہ کسی ملک سے بھی تعلق رکھتا ہو' اس کے رویے اور جذبات کے لیے فیصلہ کن عوامل' اسلامی اقدار ہونی چاہییں۔ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات میں بہت سے نفسیاتی مشورے اور نصیحتیں بھی موجود ہیں' لہٰذا ہم اپنی روزمرہ کی زندگی

میں ان سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ چونکہ جذبات عموماً گروپوں کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں' غصے اور رقابت پر قابو پانے کے لیے ہمیں جو نصیحتیں دی گئی ہیں ہم حسد کے معاملے میں بھی ان سے رہنمائی حاصل کر سکتی ہیں۔ غصہ حاسدانہ مزاج کا ایک نمایاں پہلو ہوتا ہے' اس پر قابو پانے کے لیے نبیٔ کریم ﷺ نے ہمیں جو تعلیم دی ہے' ہم اس کی مدد سے حسد کو بھی کنٹرول کر سکتی ہیں۔ غصے کے بارے میں جو احادیث مروی ہیں' ان میں سے چند درج ذیل ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ»

"پہلوان وہ نہیں جو (مدمقابل کو) پچھاڑ دے۔ اصل پہلوان وہ ہے جو اپنے غصے پر قابو پالے۔"[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ جُرْعَةً أَفْضَلَ عِنْدَاللهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ يَكْظِمُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ تَعَالَىٰ»

"کسی شخص نے اللہ عزوجل کے نزدیک اس سے بہتر کوئی چیز نہیں نگلی جتنا کہ اس نے محض اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لیے اپنا غصہ پی لیا ہو۔"[2]

حضرت سہل بن معاذ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يُّنَفِّذَهُ دَعَاهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ حَتَّىٰ يُخَيِّرَهُ مِنْ أَيِّ الْحُورِ الْعِينِ شَاءَ»

"جو شخص اپنے غصے کو دبا لیتا ہے باوجود یکہ وہ اس کے اظہار پر پوری طرح قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ روزِ محشر اسے سب مخلوق کی موجودگی میں بلائے گا اور اسے اختیار دے

---

① صحیح البخاری' الأدب' باب الحذر من الغضب' حدیث:6114

② مسند احمد: 128/2 و سنن ابن ماجه' الزهد' باب الحلم' حدیث:4189

گا کہ جو حور وہ چاہے پسند کر لے۔''[1]

یہ احادیث غصے کا اظہار نہ کرنے اور اسے روکنے کی اہمیت ظاہر کر رہی ہیں۔ غصہ روکنے یا دبانے کا مطلب یہ نہیں کہ اسے دل میں رکھا جائے یا اس کا نشانہ بننے والے شخص سے بغض یا کینہ رکھنا شروع کر دیا جائے' بلکہ دراصل غصہ روکنا یہ ہے کہ غصے والا رویہ نہ رکھا جائے اور دل کو اس سے بالکل پاک و صاف کر لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفات میں سے ایک یہ صفت بھی بتائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾ ﴾ (الشورى: ٤٢/ ٣٧)

''اور جب کبھی انہیں غصہ آ جائے تو درگزر کر جاتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے غصے پر قابو پانے کا طریقہ بھی سکھایا ہے' آپ نے فرمایا:

«إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ، فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلاَّ فَلْيَضْطَجِعْ»

''جب تم میں سے کسی کو اس حالت میں غصہ آئے کہ وہ کھڑا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ بیٹھ جائے۔ اس طرح غصہ اتر جائے تو بہتر ورنہ وہ لیٹ جائے۔''[2]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی نبی ﷺ کی موجودگی میں آپس میں جھگڑ رہے تھے' تو ان میں سے ایک آدمی شدید غصے میں آ گیا حتیٰ کہ مجھے گمان گزرا کہ اس کی ناک غصے کی تاب نہ لا کر ٹوٹ جائیگی' تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِنِّي لأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ مِنَ الْغَضَبِ، فَقَالَ: مَا هِيَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: يَقُولُ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، قَالَ: فَجَعَلَ مُعَاذٌ يَأْمُرُهُ فَأَبَى وَمَحِكَ وَجَعَلَ يَزْدَادُ غَضَبًا»

---

[1] سنن أبي داود' الأدب' باب من كظم غيظا' حديث:4777

[2] سنن أبي داود' الأدب' باب مايقال عندالغضب' حديث:4782

''میں ایک جملہ جانتا ہوں اگر یہ اسے دوہرائے تو اسے اس غصے سے نجات مل جائے گی۔'' ایک صحابی نے پوچھا: یا رسول اللہ' وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ وہ کہے: أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ) چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہنا شروع کر دیا کہ وہ اس کو دوہرائے' مگر اس نے انکار کیا اور جھگڑنا جاری رکھا اور اپنے غصے کو بڑھاتا رہا۔''[1]

رسول اللہ ﷺ نے اسی کی بابت مزید فرمایا:

«إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ، وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ، فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ»

''غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے' آگ صرف پانی سے بجھتی ہے' چنانچہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے وضو کر لینا چاہیے۔''[2]

بے چینی بھی انسانی سکون کی دشمن ہوتی ہے' یہ بھی حسد سے منسلک ہوتی ہے۔ شیخ صالح المنجد حفظہ اللہ نے بے چینی میں مبتلا انسان کو یہ مشورہ دیا ہے: ''اسے اپنے اللہ سے تعلق مضبوط تر بنا لینا چاہیے۔ اس کے لیے اسے اللہ عزوجل کے حضور خشوع وخضوع سے دعا کرنی چاہیے۔ جتنی زیادہ دعا کرے گا رب سے اس کا تعلق اتنا ہی گہرا ہوگا۔ عبادت سے روح کو تازگی وبالیدگی ملتی ہے اور اس سے بہت سی نفسیاتی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔''[3]

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''جب کوئی بندہ اپنا پورا دن اللہ کے ذکر وفکر میں گزارتا ہے اور اس کے سوا کسی سے کوئی سروکار نہیں رکھتا تو اللہ اس کی تمام ضرورتوں کا کفیل بن جاتا ہے اور اس کی ہر اس چیز کی نگرانی کرتا ہے جو اس کے لیے باعث تشویش بنی ہوئی ہو۔ پھر وہ اس کے

---

[1] سنن أبي داود' الأدب' باب ما يقال عند الغضب' حديث:4780

[2] [ضعيف] سنن أبي داود' الأدب' باب ما يقال عند الغضب' حديث:4784

[3] www.islam-qa.com, Question Reference # 21677

دل کو آلائشوں سے خالی کر دیتا ہے تاکہ اسے اپنی محبت سے بھر دے' اس کی زبان کو آزاد کر دیتا ہے تاکہ وہ صرف اسی کے ذکر میں مصروف رہے اور اس کی تمام صلاحیتیں اس کی اطاعت کے لیے وقف ہو جائیں۔ لیکن اگر کوئی شخص پورا دن دنیاوی گورکھ دھندوں ہی کی نذر کرتا ہے تو اللہ اسے پریشانیوں' بے چینیوں اور دکھوں ہی کے حوالے کر دیتا ہے۔ اس کا دل اپنے خالق کی محبت سے دور دور اور مخلوقات کی طرف کھنچا رہتا ہے۔ اس کی زبان اللہ کو یاد کرنے کے بجائے بندوں کی یاد میں لگی رہتی ہے اور اس کی صلاحیتیں اور قوتیں لوگوں کے لیے وقف ہو کر رہ جاتی ہیں۔''[1]

اس عبارت کو رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی تائید حاصل ہے:

«مَنْ كَانَتِ الآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ مَا قُدِّرَ لَهُ»

''جو کوئی فکرِ آخرت کو حرزِ جان بنا لے' تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں دوسری سب چیزوں سے بے نیازی بھر دے گا' اسے اطمینان کی دولت سے مالا مال کر دے گا اور دنیا اس کے پاس ذلیل و خوار ہو کر خود آئے گی' لیکن جو کوئی صرف دنیا کا ہو کر رہ جائے گا' اللہ اسے اہل دنیا ہی کی توجہ کا محتاج بنا کر رکھ دے گا۔ وہ اس کے خیالات کو منتشر کر دے گا جس کی وجہ سے وہ کھویا کھویا پھرتا رہے گا۔ اس کو اس دنیا سے صرف اتنا ہی ملے گا جتنا اس کے لیے مقدر کیا جا چکا ہے۔''[2]

اسی طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى»

''نبی ﷺ جب کسی پریشانی سے دوچار ہوتے تو نماز میں مصروف ہو جاتے تھے۔''[3]

---

1. www.islam-qa.com, Question Reference#21677
2. جامع الترمذی' صفة القيامة' باب أحاديث' ابتلينا بالضراء ومن كانت الآخرة...... الخ' حديث:2465
3. سنن أبی داود' التطوع' باب وقت قيام النبی ﷺ من الليل' حديث:1319

شیخ حسین العوائشاہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں: یہ وہ حقیقی نماز ہے جس کے ذریعے سے ایک بندہ' پناہ اور مدد کے لیے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے' اور اپنے دکھوں' غموں اور بے چینیوں سے نجات پانے کی دعا کرتا ہے۔ جس کے بعد اسے اس ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے سکینت ملتی ہے جو بلند و برتر اور زمین و آسمان کا مالک ہے۔ اس کے کمالِ عنایات کی وجہ سے بندے کو دنیاوی زندگی میں بھی کامیابیاں ملتی ہیں اور آخرت میں بھی ایسی جنت ملے گی جس کی وسعت آسمانوں اور زمین جیسی ہوگی۔ ①

بلاشبہ یہ تمام انبیاء علیہم السلام کا خاصہ تھا کہ وہ اپنے غموں اور دکھوں کے لیے اللہ ہی سے شکوہ کرتے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے ذکر میں آتا ہے:

﴿ إِنَّمَآ أَشْكُوا۟ بَثِّى وَحُزْنِىٓ إِلَى ٱللَّهِ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۸۶)

''بلاشبہ میں اپنی پریشانی اور اپنے غم کی فریاد صرف اللہ سے کرتا ہوں۔''

لہٰذا حسد کے نتیجے میں لاحق ہونے والے تفکرات اور پریشانیوں میں بھی اللہ ہی سے رجوع کرنی چاہیے۔ ہمیں اپنے جذبات و احساسات کے سلسلے میں جن احادیث سے رہنمائی ملتی ہے' ان میں سے چند یہ بھی ہیں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ، أَوْ قَالَ الْعُشْبَ»

''حسد سے بچو' کیونکہ یہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن یا خشک گھاس کو جلا دیتی ہے۔'' ②

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① Al-Awaayishah,Husayn, The Prayer: Its Effects in Increasing Eemaan and Purifying the Soul (Birmingham: Al-Hidaayah, 1955) P:58

② سنن أبی داود' الأدب' باب فی الحسد' حدیث:4903

«لاَ تَبَاغَضُوا، وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، وَلاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ»

''ایک دوسرے سے ناراضی نہ رکھو' ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے رخ نہ پھیرو' اور اللہ کے بندو ایک دوسرے کے بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ عرصہ تک تعلق منقطع رکھے۔''[1]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ لَأُنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلاَ شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللهِ قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ؟ قَالَ: «هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلاَ أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا فَوَاللهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ وَإِنَّهُمْ لَعَلَى نُورٍ، لاَ يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلاَ يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ» وَقَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

''اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو پیغمبر ہیں نہ شہید' مگر روزِ محشر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے مرتبے کی بنا پر پیغمبر اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔'' تو لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! ہمیں بتایئے وہ کون ہوں گے؟ آپ نے جواب دیا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے سے محض اللہ کی خاطر محبت کرتے ہیں' حالانکہ ان کے مابین کوئی رشتہ داری ہے نہ مال و دولت وغیرہ کے دینے کی کوئی بات۔ اللہ کی قسم! ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے ہوں گے اور وہ روشن منبروں پر (بیٹھے) ہوں گے۔ جب دوسرے لوگ خوف زدہ ہوں گے تو وہ لوگ بالکل بے خوف ہوں گے۔ اور جب لوگ غمگین ہوں گے تو انہیں اس وقت کوئی غم نہ ہوگا۔'' پھر آپ نے

[1] صحیح البخاری' الأدب' باب ماینھی عن التحاسدو التدابر' حدیث:6065

قرآن کی یہ آیت پڑھی: ''یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں۔''①

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلاَ تَجَسَّسُوا، وَلاَ تَحَسَّسُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا إِخْوَانًا»

''بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے اور دوسروں کے عیب تلاش نہ کرو' ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور ایک دوسرے سے نفرت و بغض (بھی) نہ رکھو اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔''② اور ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں:

«لاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَنَاجَشُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَلاَ يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لاَ يَظْلِمُهُ، وَلاَ يَخْذُلُهُ، وَلاَ يَحْقِرُهُ، التَّقْوٰى هٰهُنَا، وَيُشِيرُ إِلٰى صَدْرِهِ ثَلاَثَ مِرَارٍ: بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِّنَ الشَّرِّ أَنْ يَّحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ»

''ایک دوسرے سے حسد کرو نہ قیمتیں بڑھانے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی لگاؤ' اور نہ ایک دوسرے سے دشمنی رکھو' ایک دوسرے سے بے رخی نہ کرو' اپنے میں سے کسی آدمی کے کوئی چیز خرید لینے پر وہ چیز تم نہ خریدو' اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بنو۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' وہ اس پر ظلم ڈھاتا ہے نہ اسے چھوڑ دیتا ہے اور نہ اس کی تذلیل کرتا ہے۔ تقویٰ یہاں جاگزیں ہوتا ہے' اور (یہ فرماتے ہوئے) آپ نے اپنے سینۂ مبارک کی طرف تین دفعہ اشارہ کیا' کسی آدمی کے شر کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی توہین کرے۔ ہر مسلمان کا خون' اس کا مال اور اس کی عزت

① سنن أبي داود' البيوع' باب في الرهن' حديث:3527

② صحيح البخاري' النكاح' باب لايخطب على خطبة أخيه حتى ينكح أويدع ' حديث:5143

دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔"[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ»

"تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک حقیقی مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"[2]

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الأُمَمِ قَبْلَكُمْ: الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ، لاَ أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لاَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلاَ تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَفَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِمَا يُثَبِّتُ ذٰلِكَ لَكُمْ: أَفْشُوا السَّلاَمَ بَيْنَكُمْ»

"تم میں بھی وہی بیماری در آئی ہے جو تم سے پہلے گزری ہوئی قوموں میں آئی تھی، یعنی حسد اور بغض، یہ مونڈ ڈالنے والی (تباہ کن) چیز ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ یہ ایمان کو مونڈ دیتی ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو سکو گے جب تک کہ تم صاحب ایمان نہ بنو اور تم اس وقت تک اہل ایمان نہیں ہو سکتے جب تک تم آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں بتا دوں کہ باہمی محبت کو کون سی چیز تقویت دے گی؟ اپنے مابین سلام کو پھیلاؤ۔"[3]

جہاں تک "ایمان کو مونڈ دینے" کے جملے کا تعلق ہے، تو اس کے بارے میں امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نفرت، ایمان کو اس طرح زائل کر دیتی ہے جیسے استرا بالوں کو الگ کر دیتا ہے۔[4]

---

① صحیح مسلم، البر والصلة، باب تحریم ظلم المسلم و خذله و احتقاره ...... الخ، حدیث:2564

② صحیح البخاری، الإیمان، باب من الإیمان أن یحب لأخیه مایحب لنفسه، حدیث:13

③ جامع الترمذی، صفة القیامة، باب فی فضل صلاح ذات البین، حدیث:2510

④ Referenced from : www.islam-qa.com, question refrence # 12205

ان احادیث میں دوسرے مسلمان کے بارے میں دل کے بالکل صاف ہونے اور ہر قسم کی نفرت و کدورت سے مبّرا ہونے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ اس طرح تعدد ازواج کی صورت میں سوکنوں کے لیے بھی لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس امر کا خیال رکھیں کہ ان کے حاسدانہ جذبات ایک دوسری کے خلاف نفرت میں نہ تبدیل ہو جائیں۔ اچھے باہمی تعلقات کے قیام اور ان کے استحکام کے لیے ضروری ہے کہ سوکنوں کے دلوں میں ایک دوسری کے لیے حسد، کینہ، بغض، مقابلہ بازی اور ایک دوسری کو نیچا دکھانے کے جذبات نہ ہوں۔ ایک خاندان کے اندر یکجہتی اور باہمی خلوص، دوسرے کئی خاندانوں کو بھی قریب لانے اور بالآخر پورے معاشرے کے لیے خیر و برکت کا باعث بنتا ہے۔ مسلمانوں کا اتحاد نہ صرف یہاں ان کی سرخروئی اور اجتماعی قوت کی ضمانت ہے بلکہ جنت جانے کا راستہ بھی ہے۔

شیخ المنجد حفظہ اللہ نے منفی جذبات یا حاسدانہ مزاج سے نجات پانے کے لیے بڑی قابل عمل تجاویز پیش کی ہیں۔ یہ سات تجاویز ہیں، ان کا ذرا غور سے مطالعہ فرمائیے:

① اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ آپ کو اس مسئلے سے نجات دے۔ نبی کریم ﷺ دعا کیا کرتے تھے:

«رَبِّ . . . وَاهْدِ قَلْبِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي»

''اے میرے رب! اور میرے قلب کی رہنمائی فرما اور اس سے کدورت دور کر دے۔''[1]

''قلب کی رہنمائی فرما'' سے مراد صراط مستقیم ہے۔ اور اس میں سے ''کدورت دور کر دے'' سے مراد یہ ہے کہ اس میں سے عدم خلوص، تلخی، دشمنی اور نفرت کے جذبات نکال دے۔

② قرآن مجید کی بکثرت تلاوت کی جائے، اس کے معانی اور مطالب پر غور کیا جائے اور خاص طور پر ان آیات کو زیادہ پڑھا جائے جن میں حسد سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت و ترجمہ ہمیں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کی ترغیب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا

① سنن أبي داود، الوتر، باب مايقول الرجل إذا سلّم، حديث: 1510- جامع الترمذي، الدعوات، باب رب أعني ولا تعن علي، حديث: 3551

فرمان ہے کہ ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّآت﴾ ''نیکیاں گناہوں کو بہا لے جاتی ہیں۔''

③ نبیٔ کریم ﷺ کی سیرت سے متعلق کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ آپ کس طرح حسد سے دور رہتے تھے اور دوسروں سے حتیٰ کہ دشمنوں سے بھی محبت کرتے تھے۔ ہماری نظر میں سیرت کی کتابوں میں سے ''نور الیقین فی سیرۃ سیّد المرسلین'' بہت اچھی تصنیف ہے۔

④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سوانح حیات اور ان سے متعلقہ دیگر کتابوں کا بھی مطالعہ کیا جائے۔ اس سلسلے کی ایک کتاب ''صُوَر مِنْ حیاتِ الصحابة ''[1] کو ہم نے بہت اچھا پایا' اس کے مصنف عبدالرحمان رفعت الباشا ہیں۔

⑤ اگر ایسے خیالات (حسد وغیرہ) آ جائیں تو شیطان لعین کے شر سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگیے' اور خود کو کسی کام میں مصروف کر لیجیے' جس سے آپ کو یقیناً شیطانی وسوسوں سے نجات مل جائے گی۔

⑥ اگر پھر بھی شیطان آپ کے دل میں حسد کے جذبات داخل کر دیتا ہے تو اس معاملے میں احتیاط کیجیے کہ آپ کی زبان یا حرکات وسکنات سے اس کا اظہار نہ ہونے پائے۔ ہر مرد و عورت کو حسد میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ملتا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب (امراض القلوب) میں کہتے ہیں: ''کوئی انسان حسد سے کلی طور پر پاک نہیں ہے' شرفاء اسے چھپا لیتے ہیں اور کم ظرف اس کا مظاہرہ کر دیتے ہیں۔'' کسی آدمی کے دل کے اندر کیا ہے اس پر اس کی کوئی پکڑ نہیں ہوگی لیکن وہ جو کچھ کہے گا یا کرے گا' اس کا اسے لازماً حساب دینا پڑے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ»

''اللہ میری امت کی وہ غلطیاں معاف کر دے گا جن کا ارتکاب انہوں نے غلطی سے یا

---

[1] ''حیات صحابہ کے درخشاں پہلو'' کے نام سے مولانا محمود احمد غضنفر نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

بھول کر کیا ہو یا جن پر انہیں مجبور کیا گیا ہو۔''[1]

⑦ اگر آپ محسوس کریں کہ کسی خاص آدمی سے آپ کو حسد محسوس ہو رہا ہے تو اسے کوئی اچھا سا تحفہ لا دیں اور اس سے مصافحہ کریں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

«تَصَافَحُوا يَذْهَبِ الغِلُّ وَتَهَادَوا تَحَابُّوا وَتَذْهَبِ الشَّحْنَاءُ»

''مصافحہ کیا کرو کیونکہ یہ دلوں سے بغض دور کر دیتا ہے' تحفوں کا تبادلہ کیا کرو اس سے ایک دوسرے کے ساتھ محبت پیدا ہوتی ہے اور اس سے دلوں کی کدورت زائل ہو جاتی ہے۔''[2]

حسد نفرت کا نتیجہ ہوتا ہے جو کہ محبت کی ضد ہے اور محبت تحائف دینے اور سلام کو عام کرنے سے فروغ پاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لاَ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلاَ تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوَ لاَ أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلاَمَ بَيْنَكُم»

''تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم مومن نہ بن جاؤ اور اس وقت تک تم مومن نہیں بن سکتے جب تک تم آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں وہ طریقہ نہ بتا دوں جس سے تمہارے درمیان محبت کو تقویت ملتی رہے؟ آپس میں سلام پھیلایا کرو۔''[3]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب ''امراض القلوب'' میں لکھتے ہیں: ''تم میں سے جو شخص اپنے دل میں دوسرے کے لیے حسد کے جذبات محسوس کرے تو انہیں تقویٰ اور صبر کی مدد سے زائل کرے...... لیکن جو شخص زبان یا ہاتھ سے اپنے بھائی کو نقصان پہنچائے گا' تو اسے اس کا

---

① سنن ابن ماجه' الطلاق' باب طلاق المكره والناسي' حديث:2045

② موطأ' امام مالك' حسن الخلق' باب ماجاء في المهاجرة' حديث:1731

③ صحيح مسلم' الإيمان' باب بيان أنه لايدخل الجنة إلا المؤمنون...... الخ' حديث:54

خمیازہ بھگتنا ہوگا۔ جو شخص اللہ سے ڈرے اور صبر کا دامن پکڑے رکھے' اسے گناہ گاروں میں شامل نہیں کیا جائے گا اور اللہ اسے تقویٰ کی بدولت فائدہ پہنچائے گا۔''[1]

لوگ جس طرح خود اعتمادی حاصل کرنے کے لیے کچھ تدابیر اختیار کرتے ہیں اسی طرح حسد پر قابو پانے کے لیے بھی چند ذہنی ورزشیں ہوتی ہیں۔ ذہن میں در آنے والے منفی خیالات اور ان خیالات سے نجات پانے کے لیے پختہ عزم کرنا ازبس ضروری ہے۔ جب انہیں کنٹرول کر لیا جائے تو حسد بھی رفع ہو جاتا ہے۔ بظاہر ہماری یہ بات آپ کو عجیب لگے گی لیکن اس پر عمل کر کے تو دیکھیے۔ طریقہ یہ ہے کہ خود سے باتیں کیجیے اور کافی ڈھیر ساری کیجیے۔ خود سے یوں مخاطب ہوں: ''مجھے کوئی پروا نہیں کہ میرا خاوند کسی دوسری جگہ جا کر کیا کرتا رہتا ہے۔'' اور یہ بات بھی بار بار ذہن میں لائیے کہ اصل محبت اللہ کی ہے جسے وہ مل جائے اسے سب کچھ مل جاتا ہے۔ ہر مسلمان عورت کو اللہ کی محبت کا حصول اپنا اصل نصب العین بنانا چاہیے اور اس کے دل و دماغ میں اسی کی محبت رچی بسی رہنی چاہیے۔

حسد سے بچنے کے لیے شیطان کے وسوسوں کا بھی مقابلہ کرتے رہنا چاہیے' کیونکہ شیطان اہل ایمان کی زندگیوں میں فتنے گھولنا چاہتا ہے تا کہ ان کے گھر برباد اور ان کا سکون غارت ہو جائے۔ ان وسوسوں کو نظر انداز کیجیے کیونکہ شیطان ان کے ذریعے سے غم و آلام پھیلاتا ہے اور انسان کو ایسی راہ پر ڈالتا ہے کہ وہ اس پر چلتے چلتے اتنی دور نکل جاتا ہے کہ اسے ایمان سے محروم ہو جانے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَٱتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ﴾ (الفاطر: ۳۵/ ٦)

''درحقیقت شیطان تمہارا دشمن ہے' اس لیے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔''

ان وسوسوں کو شکست دینے کے لیے اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کیجیے۔ مسنون اذکار میں مصروف رہیے' شیطان سے اللہ کی پناہ مانگتے رہیے اور گناہوں سے دور رہیے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[1] Referenced from : www.islam-qa.com,Question reference # 12205

﴿ إِنَّهُۥ لَيْسَ لَهُۥ سُلْطَٰنٌ عَلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٩٩﴾ ﴾

(النحل: ١٦/ ٩٩)

''اسے ان لوگوں پر تسلط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی کے دل میں وسوسہ پیدا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ تین مرتبہ اپنے دل میں کہے:

«آمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ»

''ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔'' تو یہ بات شیطان کو دور بھگا دیتی ہے۔[1]

اس طرح حسد کو سمجھنے اور اس سے نمٹنے کے طریقے سیکھنے کے لیے ہمیں نبی کریم ﷺ کی زندگی اور آپ کی تعلیمات کو پیش نظر رکھنا چاہیے کیونکہ رہنمائی حاصل کرنے کے لیے ہمیں اس سے کوئی بہتر مثال نہیں مل سکتی۔ دعا مومن کے لیے مؤثر ترین ہتھیار ہے (مزید دعاؤں کے لیے دیکھیے ضمیمہ ''ب'') بعد ازاں اپنے مزاج میں مطلوبہ تبدیلیاں لانے کی شعوری کوششیں کیجیے۔ صبر و ضبط کی عادت ڈالیے اور اللہ کا بکثرت ذکر کیجیے۔ کسی خاتون کو اپنی غیرت والی طبیعت پر شرمسار و مغموم ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اسے اللہ نے بنایا ہی ایسا ہے۔ اسے اسی پر قانع رہنا چاہیے۔ یہ ایسی چیز ہے جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں بھی پائی جاتی تھی' مگر انہوں نے اس پر قابو پا لیا اور مثالی زندگی بسر کر کے ہمارے سامنے بہترین نمونہ پیش کیا۔

صبر کے متعلق تین سوال

یہاں تین سوالات ابھرتے ہیں' اول: تعدد ازواج کے تجربے میں سے گزرنے والی ایک مسلمان خاتون کے لیے صبر کی کیا اہمیت ہے؟ دوم: صبر کسے کہتے ہیں؟ سوم: صبر کیسے حاصل ہوتا ہے؟ ان سوالوں کا جواب تلاش کرنا اس لیے ضروری ہے کہ صبر تعدد ازواج کے لیے ایک شرطِ

[1] عمل اليوم والليلة' لابن السني ' باب كم مرة يقول ذلك'حديث:626

لازم ہے' ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کیا ہی نہیں جاسکتا۔ ان کے باہم دگر تعلق کے بارے میں یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ جس طرح رسے کے بغیر کوہ پیمائی نہیں ہوسکتی' اسی طرح صبر کے بغیر تعدد ازواج کی کامیابی ناممکن ہو جاتی ہے' لہٰذا صبر ہر مسلمان عورت کا نصب العین ہونا چاہیے۔ خاص طور پر جو خواتین تعدد ازواج میں داخل ہونے والی ہیں یا جو اس سے گزر رہی ہیں' یہ ان کے لیے بے حد ضروری چیز ہے۔

✿ صبر کیا ہے یا صبر کسے کہتے ہیں؟: امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''طریق صبر وشکر'' میں لفظ ''صبر'' کی تعریف کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اصحابِ فکر کے اقوال نقل کیے ہیں:

❁ عمرو بن عثمان المکی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''صبر کے معنی اللہ کا قرب حاصل کرنا اور اس کی بھیجی ہوئی آزمائشوں کو بغیر شکوہ وشکایت قبول کر لینا' ان پر مغموم نہ ہونا اور ان پر خاموش رہنا ہے۔''

❁ الخواص رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''صبر قرآن وسنت کے احکامات پر ثابت قدمی سے کاربند رہنے کا نام ہے۔''

❁ ذوالنون رحمہ اللہ نے کہا ہے: ''صبر' خود کو غلط طرز عمل اختیار کرنے سے روکے رکھنے' درپیش مشکلات میں خاموش رہنے اور بغیر شکوہ وشکایت سب کچھ قبول کر لینے کا نام ہے۔''

❁ ابوعثمان رحمہ اللہ نے کہا ہے: ''جس کے اندر صبر آ گیا گویا اس نے مشکلات سے نمٹنے کا فن سیکھ لیا ہے۔''

❁ ابوعلی الدقاق رحمہ اللہ نے کہا ہے: ''صبر کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو اپنی تقدیر پر کوئی اعتراض نہ رہے۔''[1]

امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ اپنی اسی کتاب میں مزید لکھتے ہیں:

''صبر کے معنی وہی ہیں جو اس کا نام لیتے ہی ذہن میں ابھر آتے ہیں۔ اگر اسے جنسی خواہش سے باز رہنے کے مفہوم میں لیا جائے تو پھر اسے ''عصمت'' کا نام دیا جاسکتا

---

[1] ''طریق صبر وشکر'' مصر' ام القریٰ: 2000ء' ص: 4,3

ہے۔ اگر اسے اپنے معدے کو قابو میں رکھنے کے حوالے سے دیکھا جائے تو اسے ''ضبطِ نفس'' کہا جاسکتا ہے۔ جب اسے کسی کا راز کھولنے سے باز رہنے کے حوالے سے دیکھا جائے تو اسے راز داری کا نام دیا جاسکتا ہے۔ اگر یہ اپنی ضرورتوں کے مطابق موجود اشیاء پر قانع رہنے کا نام ہو تو اسے ''درویشی'' کہتے ہیں۔ اگر یہ غصے کی حالت میں اپنے اعصاب پر قابو میں رکھنے کی کیفیت کو کہا جائے تو اسے ''تحمل'' یا قوتِ برداشت کہا جائے گا۔ جب اسے عجلت وجلد بازی سے باز رہنے کے حوالے سے دیکھا جائے تو اسے ''وضع داری یا وقار'' کہا جائے گا۔ اگر اسے بھاگ نکلنے سے باز رہنے کے معنوں میں لیا جائے تو اسے ''حوصلہ واستقامت'' کہا جائے گا۔ اگر اسے انتقام نہ لینے کی خوبی سے تعبیر کیا جائے تو اسے ''عفوودرگزر'' کہا جائے گا۔ اگر اسے بخیلی یا کنجوسی نہ کرنے کے حوالے سے دیکھا جائے تو اسے ''فیاضی'' کہا جائے گا۔ جب ایک خاص عرصہ کے لیے کھانے پینے سے اجتناب برتنے کے حوالہ سے دیکھا جائے تو یہ ''روزہ'' کہلائے گا۔ اگر یہ مجبوری، بے چارگی اور کاہلی سے پرہیز کی کیفیت ہے تو اسے ''ہوشیاری صوابدید یا فرزانگی'' کہا جائے گا۔ اگر دوسروں پر بوجھ ڈالنے سے پرہیز کا رویہ اختیار کیا جائے تو یہ ''بلند ہمتی اور بہادری'' کا رویّہ ہوگا۔ حاصل کلام یہ کہ صبر کے کئی نام اور کئی شکلیں ہیں جو صورتِ حال تبدیل ہونے کے ساتھ مختلف روپ دھارتا رہتا ہے، مگر یہ سب کچھ ایک ہی عنوان ''صبر'' کی ذیل میں آتا ہے۔ یہ ایک جامع لفظ ہے جو اپنے اندر اسلام کے جملہ اصولوں اور قواعد کو سموئے ہوئے ہے۔''[1]

صبر کی اس تعریف کی روشنی میں دیکھا جائے تو تعدّد ازواج کے تجربے سے گزرنے والی مسلمان خاتون کے لیے صبر سے مراد تعدّد ازواج پر اظہار رضامندی ہوگا۔ اس کا یہ مطلب بھی ہوگا کہ اس کا شوہر اگر دوسری شادی کرنا چاہے تو وہ اس پر برہم ہوگی نہ آنے والی دوسری یا

[1] ''طریق صبر وشکر'' مصر: ام القریٰ: 2000ء، ص: 9،8

تیسری سوکن کے بارے میں دل میں کدورت رکھے گی۔ خاوند کے اس ارادے یا شادی کو اللہ کی طرف سے اپنے لیے ایک امتحان سمجھے گی اور اس میں سرخرو ہونے کی کوشش کرے گی۔ اس کے لیے صبر کے یہ معنی بھی ہوں گے کہ اس کی ذاتی خواہشات اور پسند و ناپسند خواہ کچھ ہوں وہ اللہ کے احکامات پر دل و جان سے عمل کرے گی۔ صبر اسے خوفزدہ ہو کر راہ فرار اختیار کرنے سے باز رکھے گا' وہ اسی گھر میں رہ کر اللہ سے لو لگائے رکھے گی اور اسی کو اپنا ماویٰ و ملجا سمجھے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُؤْمِنُونَ ﴿١٣﴾ ﴾ (التغابن: ٦٤/ ١٣)

"اور لہٰذا ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔"

صبر یہ ہوگا کہ وہ سوکن بننے پر عدم رضامندی کے باعث طلاق کا مطالبہ نہیں کرے گی اور راضی بہ رضائے مولیٰ ہو کر اس کے عوض آخرت میں ملنے والے اجر و ثواب کو بہترین انعام سمجھے گی۔ اللہ کے احکامات' اس کے دیے ہوئے قوانین اور اس کے عطا کردہ حقوق کو کسی ذہنی تحفظ کے بغیر قبول کرے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَمَا وَهَنُواْ لِمَآ أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَمَا ضَعُفُواْ وَمَا ٱسْتَكَانُواْۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿١٤٦﴾ ﴾ (آل عمران: ٣/ ١٤٦)

"اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں ان سے انہوں نے ہمت ہاری نہ سست ہوئے۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

❁ **صبر کیسے حاصل ہوتا ہے؟** : صبر' اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کے مطابق عمل کرنے اور ان کی منع کردہ باتوں اور حرکتوں سے باز رہنے سے ملتا ہے۔ یہ اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنے' اللہ کی بنائی ہوئی تقدیر کو بلا حیل و حجت قبول کرنے کی خو پیدا کرنے' ذکر و اذکار اور تسبیح و تہلیل کرنے' موت کی فکر اور اللہ عزوجل کے سامنے جوابدہی کو ذہن میں رکھنے اور اللہ سے مدد اور مغفرت کی دعائیں مانگنے سے ملتا ہے۔ شیطان انسان کے

دل میں ہر وقت وسوسے ڈالتا رہتا ہے اور انہیں ایک دوسرے سے خوفزدہ کر کے بے چین ومضطرب رکھتا ہے۔ اسی لیے مسلمانوں کو شیطان لعین کے ان فتنوں سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور اس کے خلاف اللہ سے ہر وقت پناہ مانگتے رہنے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ صبر اس احساس سے بھی ملتا ہے کہ یہ زندگی آنی جانی اور عارضی ہے۔ اصل اور دائمی زندگی وہ ہے جو یہاں کے چند روزہ قیام کے بعد ملے گی۔ یہ احساسات غالب آ جائیں تو انسان دنیا کے ہر دکھ اور ہر آزمائش کو آسانی سے جھیل لیتا ہے۔ اگر کوئی عورت سوکن کی صورت میں صبر وشکر سے گزارہ کرے تو ان شاء اللہ خالقِ حقیقی اس کی خاندانی زندگی کو نہایت خوش گوار بنا دے گا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ، وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَاءً خَيْرًا وَّأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ»

"اور جو شخص اپنے نفس پر زور ڈال کر صابر بنے، تو اللہ اسے صبر عطا کر دیتا ہے اور جو غنا کا طلب گار ہوتا ہے، اللہ اسے غنی کر دے گا اور تمہیں صبر سے بہتر اور اس سے زیادہ بڑی نعمت نہیں مل سکتی۔"[1]

❁ **سوکن کے تجربے سے گزرنے والی خاتون صبر کیسے کرے؟:** صبر اللہ سے مدد اور اس کی محبت مانگنے کا ایک ذریعہ اور ایک وسیلہ ہے۔ اس کے بغیر کوئی کامیابی نصیب نہیں ہو سکتی۔ اس کا پھل بہت میٹھا ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے عطا ہونے والا اجر، ہر معاوضے سے بڑھ کر دیرپا اور مستحکم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صبر کرنے کا خصوصی طور پر حکم دیا ہے:

﴿وَٱسْتَعِينُوا۟ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى ٱلْخَـٰشِعِينَ ﴿٤٥﴾ ٱلَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَـٰقُوا۟ رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَٰجِعُونَ ﴿٤٦﴾﴾ (البقرۃ: ۲/ ٤٥۔٤٦)

"اور صبر اور نماز کے ذریعے سے مدد طلب کرو، بے شک یہ سخت مشکل کام ہے مگر ان

[1] صحیح البخاری، الرقاق، باب الصبر عن محارم اللہ ...... الخ، حدیث:6470

فرمانبردار بندوں کے لیے نہیں، جو سمجھتے ہیں کہ آخر کار انہیں اپنے رب سے ملنا اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔"

صبر اللہ کی محبت حاصل کرنے کا راستہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿١٤٦﴾ ﴾ (آل عمران: ٣/ ١٤٦)

"اور اللہ صابروں سے محبت کرتا ہے۔"

صبر کرنے پر اجرِ عظیم ملنے والا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ إِنَّمَا يُوَفَّى ٱلصَّٰبِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٠﴾ ﴾ (الزمر: ٣٩/ ١٠)

"بے شک صبر کرنے والوں کو تو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔"

صبر کرنے والوں کو بڑی خوشخبریاں ملیں گی۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ ٱلْخَوْفِ وَٱلْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ ٱلْأَمْوَٰلِ وَٱلْأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٰتِ ۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿١٥٥﴾ ﴾ (البقرة: ٢/ ١٥٥)

"ہم تمہیں خوف، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور پھلوں کی کمی میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دو۔"

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«عَجَبًا لأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لأَحَدٍ إِلاَّ لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ»

"مومن کا کیا ہی خوب معاملہ ہے کہ اس کے لیے ہر چیز میں اچھائی ہے۔ یہ صورت حال مومن کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے۔ اگر اس پر خوشحالی آتی ہے تو وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، تو یہ اس کے لیے بہت اچھی بات ہے اور اگر اس پر کوئی افتاد پڑتی ہے، تو وہ صبر کرتا ہے۔ یہ بھی اس کے لیے بہت بہتر ہے۔"[1]

[1] صحیح مسلم، الزهد، باب المؤمن أمره كله خير، حديث:2999

مسلمان عورت کے لیے صبر کی اہمیت' آزمائش کے ابتدائی لمحات ہی میں بڑھ جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى»

''حقیقی صبر' آزمائش کی پہلی گھڑی میں ہوتا ہے۔''[1]

یہ حقیقی آزمائش کا وقت ہوتا ہے۔ انسان کا ابتدائی ردعمل یا تو صبر کی صورت میں ہوتا ہے یا بے صبری کی شکل میں اور یہی وقت ہوتا ہے جب صبر کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۗ وَمَن يُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُۥ ۚ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ ﴿١١﴾ ﴾ (التغابن: ٦٤/ ١١)

''کوئی مصیبت اللہ کے اذن کے بغیر نہیں آتی اور جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے' اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں: ''جس کسی پر کوئی آفت آئے اور اس نے ایمان رکھا کہ یہ اللہ کے فیصلے اور منشا کے تحت آئی ہے۔ پھر وہ اسے صبر سے برداشت کرتا ہے اور اللہ کی طرف سے ملنے والے اجر کا انتظار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کی رہنمائی فرماتا ہے' اس کے نقصان کی اسی دنیا میں تلافی کر دیتا ہے اور اس کے ایمان میں بھی یقیناً اضافہ کر دیتا ہے۔ اور جو کچھ اس کا نقصان ہوا' اس جیسا یا اس سے بھی بہتر معاوضہ عطا کر دیتا ہے۔ علی بن ابی طلحہ' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: ''اور جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہے' تو وہ اس کے قلب کی رہنمائی فرما دیتا ہے (اس سے مراد یہ ہے کہ) اللہ اس کے دل کی یقین کی منزل تک رسائی کر دیتا ہے۔ اس طرح وہ جان لیتا ہے کہ جو چیز اس تک پہنچ چکی ہے' وہ اس سے چوک نہیں سکتی تھی اور جو چیز خطا ہو چکی ہے وہ اس تک پہنچ نہیں سکتی تھی۔''[2]

---

[1] صحيح البخاري' الجنائز' باب زيارة القبور' حديث:1283

[2] شیخ صفی الرحمٰن مبارک پوری' ''تفسیر ابن کثیر'' (تلخیص) دارالسلام' ریاض 2000ء-10/24-25

جو خاتون سوکن کے تجربے سے گزر رہی ہے' اس کے لیے صبر کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے کیونکہ ایسا نہ کرنے کی وجہ سے وہ اپنے جذبات کی بنا پر اللہ کی نافرمانی کی مرتکب ہوسکتی ہے۔ صبر کے بغیر اسے یہ خطرہ بھی رہے گا کہ شاید اس کا وہ حوصلہ ہی ختم ہو جائے جو شوہر کے ساتھ نارمل تعلقات کے قیام کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ بے صبری اسے آمادۂ سرکشی کر سکتی ہے' معمول کی عبادت ترک کر دینے کی وجہ سے وہ دعا کے ذریعے سے اللہ سے تعلق برقرار رکھنے سے محروم ہو جائے گی۔ اس طرح اس کے نفس پرست بن جانے اور جذبات کی تسکین کی متلاشی ہو جانے کے باعث ایسی راہ پر چل پڑنے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا جو سراسر خسارے کا سودا ہوگا یعنی طلاق لے لینا' دوستوں کے ذریعے سے تسکینِ جذبات پانا یا غلط مشوروں پر عمل پیرا ہو کر دنیا اور آخرت دونوں کا نقصان اٹھانا وغیرہ۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شیطانی سازشوں کا شکار ہو کر دین کے دوسرے حصوں کو نظر انداز کر دے اور خود غرضی اختیار کر کے اپنے بچوں کے حقوق نظر انداز کر بیٹھے۔ اپنے شوہر' اپنی مسلمان بہن (سوکن) اور اپنے جسم کے حقوق کی طرف سے بھی بے پروا ہو جائے۔ (جسم کے حقوق سے مراد مناسب غذا نہ کھانا' بہت زیادہ کھانا کھانے لگنا یا خود کو کوئی اور نقصان پہنچا لینا وغیرہ) اور سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دینے والی مسلمان خاتون کو یہ نقصان پہنچ سکتا ہے کہ وہ اس حقیقت کو فراموش کر بیٹھے کہ اس دنیا میں اس کا قیام عارضی ہے اور اگلے جہان کی زندگی مستقل اور پائیدار ہوگی۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سوکن کے وجود پر قانع ہو جانے والی مسلم خاتون اپنی بیٹیوں کے خیالات اور احساسات پر اچھا اثر ڈال سکتی ہے جس سے ان کی بلوغت کی زندگی میں ممکنہ طور پر سوکن سے پیدا ہونے والی مشکلات کم ہو جائیں گی۔

ایک مسلمان کی دنیاوی زندگی میں صبر کا رویّہ اور اللہ کو ہر حال میں یاد رکھنا بے حد اہمیت رکھتا ہے کیونکہ آخرت میں کامیابی کا انحصار نیک اعمال پر ہوگا۔ ایک مسلمان خاتون کو صبر اور کامیابی کے مابین گہرے تعلق کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے' کیونکہ اس کے بغیر اس کی کوششیں صحیح

رخ اختیار نہیں کر سکیں گی۔ اسے یہ بات بھی سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ صبر سے نہ صرف اس کی موجودہ صورت حال متاثر ہوگی بلکہ وہ مستقبل کی آزمائشوں اور مشکلات پر قابو پانے کی بھی تربیت پا سکے گی۔ صبر نہ کرنے سے وہ اس انتہائی اہم ہتھیار سے محروم ہو جائے گی جو مشکلات سے کامیابی کے ساتھ گزرنے کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر عبادت و ریاضت میں بھی لطف نہیں آتا اور نہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی قرب حاصل ہوتا ہے۔ کامیابی اور ناکامی میں فرق صبر ہی کا ہے۔ اسی طرح انتشار اور امن' حسد اور طمانیت' خود اعتمادی اور تذلیلِ ذات' استقامت اور کمزوری' فہم اور کم فہمی' مستعدی اور سستی اور سب سے بڑھ کر جنت اور جہنم کے درمیان اصل فرق ہی صبر کا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٞ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُوْلَٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوَٰتٞ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٞۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُهۡتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ ﴾

(البقرۃ: ۲/ ۱۵۶۔۱۵۷)

''وہ لوگ جنہیں جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔ انہیں خوش خبری دے دو' ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات اور رحمتیں ہوں گی اور ایسے ہی لوگ راست رو ہیں۔''

محبت کی حقیقت

تعدد ازواج کے تجربے سے گزرنے والی مسلمان خواتین کے لیے محبت کا مسئلہ بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ انہیں نہایت گہرے طور پر متاثر کرتا ہے' لہٰذا تعدد ازواج کو کامیاب بنانے کے لیے محبت کی حقیقت کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بہت سی مسلم خواتین اپنے شوہروں سے محبت کو باعثِ تکلیف سمجھنے لگی ہوں یا یہ محسوس کر رہی ہوں کہ ان کے لیے محبت ایک ''کمزوری'' بن گئی ہے اس لیے انہیں ''سخت'' ہو جانا چاہیے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ عورتیں اپنی محبت کو بے کار سمجھنا شروع کر دیں کیونکہ یہ محبت ان کے شوہروں کو ایک اور عورت بیاہ لانے سے

باز نہیں رکھ سکی۔ ہوسکتا ہے کہ اس احساس کے تحت وہ اپنے شوہروں سے محبت کرنا بالکل ہی ترک کر دیں۔ جذباتی مسائل سے بچنے کا یہ طریقہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے مزید جذباتی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہم اس کتاب کے اگلے صفحات میں شوہروں سے محبت کرنے کا صحیح طریقہ بتائیں گی جس سے آگاہی پاکر آپ نفرت محسوس کریں گی نہ دکھ اٹھائیں گی اور نہ خود کو ناکارہ سمجھیں گی' بلکہ اس کے بالکل برعکس آپ کے لیے گہری محبت کے دروازے کھل جائیں گے۔ یہ اس قسم کی محبت ہوگی جسے آپ محسوس کر سکیں گی' اس سے آپ کا دامن خوشیوں سے بھر جائے گا اور باہمی مفاہمت بھی بڑھے گی۔ یہ محبت خاص طور پر سوکن کے مسئلے والی خواتین کو اپنے شوہروں کے قریب تر لے آئے گی۔ محبت کے صحیح طریقوں سے آگاہی انہیں جذباتی صدموں اور آزمائشوں سے بچالے گی' اس کے بعد ان کے لیے کوئی مشکل باقی نہیں رہے گی۔

❁ **اللہ تعالیٰ کی محبت:** ہمارے اندر محبت کے جتنے بھی جذبات موجزن ہیں اور ان کی جتنی بھی اقسام ہیں' ان میں سے اہم ترین محبت' اللہ کی محبت ہے۔ اللہ سے محبت کے معنی یہ ہیں کہ ہر اس چیز سے محبت کی جائے جس سے اللہ محبت کرتا ہے اور ہر اس چیز سے نفرت کی جائے جس سے اللہ نفرت کرتا ہے۔ اس کے قوانین کی پاسداری کی جائے اور اسی کی خاطر دوستیاں اور دشمنیاں کی جائیں۔ اللہ سے محبت کو سب محبتوں سے بالاتر سمجھا جائے اور اس سے بڑھ کر کسی سے بھی پیار نہ کیا جائے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَالَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۶۵)

''اور ایمان رکھنے والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔''

اللہ سے محبت ہماری زندگیوں میں سرِفہرست اور مقدّم رہنی چاہیے۔ اپنے بچوں' اپنے والدین اور دوستوں سے محبت' حتیٰ کہ شوہر سے محبت بھی اللہ سے محبت کے برابر نہیں ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ إِن كَانَ ءَابَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَٰنُكُمْ وَأَزْوَٰجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَٰلٌ

اَقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَجِهَادٍ فِى سَبِيلِهِۦ فَتَرَبَّصُوا۟ حَتَّىٰ يَأْتِىَ ٱللَّهُ بِأَمْرِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَٰسِقِينَ ﴿٢٤﴾ (التوبة: ٩/ ٢٤)

''اے نبی! کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ' تمہارے بیٹے' تمہارے بھائی' تمہاری بیویاں' تمہارے عزیز واقارب' تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں' تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں' تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو' یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔''

چنانچہ ہمیں اپنی زندگی کے ہر روز اور ہر لمحے اللہ کی محبت میں سرشار رہنا چاہیے۔ اپنی خواہشات کو بالائے طاق رکھ کر صرف اسی کے احکامات کی پیروی کرنی چاہیے اور ہر اس چیز سے دور رہنا چاہیے جس سے اس نے ہمیں منع کیا ہے اور وہی کام کرنے چاہییں جن سے اس کی خوشنودی اور رضا حاصل ہوتی ہو۔ ہمیں تمام غلط رویوں سے باز رہنا چاہیے اور اس سے ہر دم مغفرت و بخشش مانگتے رہنا چاہیے۔ اگر ہم اس راستے پر چلتے رہے تو ہمارے دلوں میں اس کی محبت بڑھے گی اور دولتِ ایمان میں بھی زبردست اضافہ ہوگا۔

❁ **رسول اللہ ﷺ سے محبت:** اللہ سے محبت کرنا اور اس کے رسول سے محبت کرنا ایک مسلمان کے لیے سب سے بڑی سعادت ہے۔ رسول اللہ سے محبت کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی سنت کی دل و جان سے پیروی کی جائے' آپ کی رائے کو سب آراء پر ترجیح دی جائے اور آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ ﴾ (النساء: ٤/ ٨٠)

''جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔''

رسول اللہ ﷺ سے صحیح محبت یہ ہے کہ ہم آپ سے دلی طور پر محبت کریں اور آپ کو اپنی

ذات سے بھی عزیز تر رکھیں۔ حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آپ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میری اپنی ذات کے سوا آپ مجھے ہر چیز سے بڑھ کر عزیز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: الْآنَ يَا عُمَرُ»

”نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے (اس وقت تک ایمان کامل نہیں ہوسکتا) جب تک تم اپنے آپ سے بھی بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرو۔“ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اب آپ مجھے میری ذات سے بڑھ کر محبوب ہیں۔ آپ نے جواب دیا: ”اب ٹھیک ہے اے عمر۔“[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس انداز میں محبت کرنا' ایمان باللہ کا جزو لازم ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

«لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ»

”تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک صحیح مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی اولاد' اپنے باپ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرتا ہو۔“[2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحیح طریقے سے محبت کرنا' کسی شخص کے دین پر اہم اور براہ راست اثرات مرتب کرتا ہے' جس سے وہ صحیح معنوں میں مومن بن جاتا ہے' اس سے اس کے تقویٰ اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہمیں اس بات کا بھی ادراک اور احساس ہونا چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت' محبت کی بہترین اور اہم ترین اقسام میں سے ہیں۔ ہر دوسرے انسان سے

---

[1] صحيح البخاری ' الأيمان والنذور' باب كيف كانت يمين النبی ﷺ؟ حديث:6632

[2] صحيح مسلم' الإيمان' باب وجوب محبة رسول اللہ ﷺ ...... الخ' حديث:44

اور ہر دوسری چیز سے بڑھ کر ان سے پیار' جنت کے حصول اور جہنم سے چھٹکارے میں بڑا مددگار ثابت ہوگا۔ ہمیں اس محبت کے حصول کے لیے جدو جہد کو اپنی زندگی کا اولین نصب العین اور اپنے وجود کا مرکزی نقطہ بنا لینا چاہیے۔ ایسا کرنے سے ایک ایسا طرز زندگی ابھر آئے گا جس میں خاوند سے محبت کو صحیح اہمیت حاصل ہو جائے گی۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہوگا کہ یہ ہمارے اسلام کا حصہ بن کر اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی آرزو میں ڈھل جائے گی۔

❁ شوہر سے محبت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمِنْ ءَايَـٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓا۟ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَـٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾ ﴾

(الروم: ۳۰/ ۲۱)

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور شفقت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں۔''

عورتوں کے دلوں میں اپنے شوہروں کے لیے جو محبت پائی جاتی ہے یہ اللہ کی طرف سے ایک عنایت ہوتی ہے۔ اس محبت کا مقصد ان کے اندر رحم اور شفقت پیدا کرنا' حوصلہ پیدا کرنا' احساس تحفظ فراہم کرنا اور انہیں خوش رکھنا ہوتا ہے۔ اس کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان قربت کو مستحکم کیا جائے اور ان کے مابین ہم آہنگی اور طمانیت کا احساس بڑھایا جائے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ نے مردوں اور عورتوں کو جس فطرت پر پیدا کیا ہے اس کا انکار یا اس کی تردید کرنے کی کوشش کی جائے بلکہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے دونوں کو فائدہ پہنچایا جائے اور ان کے درمیان سچا توازن قائم کر کے ایک دوسرے کے مونس وغم خوار بنا دیا جائے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ شوہر کی محبت اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کی نقیض یا اس کی ضد بن جائے۔ تناقض (Contradiction) اس صورت میں سامنے آئے گا کہ بیوی' شوہر سے

اپنے بندھن کو قائم رکھنے کے لیے گناہوں کی دلدل میں جا پھنسے' یعنی اللہ کی نافرمانی پر تُل جائے۔ حالات اگر یہ شکل اختیار کر جائیں تو ایسی محبت مفید نہیں بلکہ ضرر رساں ہو جائے گی۔ شوہر کے لیے اس کی محبت مضبوط تو ہونی چاہیے لیکن اعتدال کی حدود سے متجاوز نہیں ہونی چاہیے' چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَحْبِبْ حَبِيبَكَ هَوْنًا مَّا، عَسٰى أَنْ يَّكُونَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَّا، وَأَبْغِضْ بَغِيضَكَ هَوْنًا مَّا، عَسٰى أَنْ يَّكُونَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَّا»

''اپنے محبوب سے محبت اعتدال کے دائرے کے اندر رہ کر کرو' ہوسکتا ہے کہ کسی دن تم اس سے نفرت کرنے لگو۔ کسی ناپسندیدہ شخص سے نفرت بھی راہ اعتدال میں رہ کر کرو' ہوسکتا ہے کہ کسی دن تم اس سے محبت کرنے لگو۔''[1]

✿ **محبت میں اعتدال کب ضروری ہے؟:** زیادہ تر عورتیں یہ کبھی نہیں سوچتیں کہ شوہر سے محبت کیسے اور کس حد تک کرنی چاہیے؟ ان کی اکثریت شوہر سے ٹوٹ کر محبت کرنے والیوں کی ہوتی ہے۔ ایسی محبت بالآخر انتہائے عشق کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ جیسا کہ ہم بتا چکی ہیں کہ شوہر سے مضبوط اور پُر جوش محبت' تقاضائے فطرت ہے' اسی کی توقع کی جاتی ہے اور یہ دونوں کے مفاد میں بھی ہے لیکن جب یہ اللہ اور اس کے رسول سے کی جانے والی محبت سے متناقض اور متصادم ہونے لگے تو یہ حد اعتدال سے تجاوز ہوگا' بایں صورت اس کی ازسرِ نو تشکیل ہونی چاہیے۔

معتدل محبت کے مقاصد کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے یہ اندازہ لگایا جائے کہ خاوند کی محبت میرے دل میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت سے کس طرح ٹکراتی ہے؟ جب یہ شعور حاصل ہو جائے تو اس پر ازسرِ نو غور کر کے اسے اس طرح اعتدال اور توازن کی طرف لایا جائے کہ دونوں محبتوں میں ٹکراؤ اور تصادم کا کوئی امکان نہ رہے۔ سوکناپے کا مسئلہ درپیش ہو تو اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ ایسی جذباتی کیفیت ہوتی ہے کہ احتیاط نہ کی جائے تو بعد

[1] جامع الترمذی' البر و الصلة' باب ماجاء فی الا قتصاد فی الحب و البغض' حدیث:1997

میں بہت سی ذہنی پریشانیوں کا باعث بن سکتی ہے۔

❁ **حد سے بڑھی محبت اور تقلید:** امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ "وفورِ عشق (Passionate Love) ایک نفسیاتی عارضہ ہے جس کا واحد علاج دل کو اس قابلِ ملامت محبت سے پاک کرنا ہے۔"[1] یہ ایک ہیجانی کیفیت ہوتی ہے جو اپنی آخری انتہا پر پہنچی ہوئی ہونے کی وجہ سے اضطراب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس میں مبتلا ہونے والے فرد کے بارے میں کوئی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی کہ اس کا آئندہ رویہ کیا ہوگا۔ ثابت قدم نہ ہونے کی وجہ سے وہ قابلِ اعتبار نہیں رہتا۔ جو محبت ایسا روپ دھار لے وہ عورت پر کئی طریقوں سے اثر انداز ہوتی ہے اور اسے مکمل طور پر اپنے شکنجے میں کس لیتی ہے۔ اس کی گفتگو اور حرکتیں اس کی بدلتی ہوئی ہیجانی کیفیات کا واضح طور پر اظہار کرتی ہیں۔ عورت چونکہ پہلے ہی ایک جذباتی شخصیت کی حامل ہوتی ہے اور جب اس کے جذبات میں متذکرہ اضطراری کیفیات بھی شامل ہو جائیں تو صورت حال بہت مختلف ہو جاتی ہے۔ شک اور حسد اس کی سوجھ بوجھ، عقل اور رائے پر بری طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ جذبات عروج پر پہنچے ہوئے ہوں تو شک اور حسد ان میں مزید شدت پیدا کر دیتے ہیں جس پر وہ فوراً غم وغصہ، نفرت وتحقیر، یاوہ گوئی اور نامناسب طرزِ عمل اختیار کر لیتی ہے۔

جذبۂ عشق (Passion) عموماً ناقابل کنٹرول ہوتا ہے اور اس پر قابو پانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اگر مال ودولت کا عشق ہو جائے تو اس پر قابو پانے میں بھی بہت دشواری پیش آتی ہے۔ حب مال سے اسلام کی کوئی مطابقت نہیں ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "اگر مجھے اپنے اعمال صالحہ میں کمی کا خدشہ نہ ہوتا تو میں بھی تمہاری طرح مسرفانہ طور طریقے اختیار کر لیتا لیکن میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو (جنہیں دوزخ کی طرف بھیجا جا رہا ہوگا) لعنت وملامت کرتے ہوئے کہے گا: "تم نے دنیاوی زندگی کے تمام اسباب آسائش پا لیے اور تمام

---

[1] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "عوارض قلب اور ان سے راہ نجات" (برمنگھم: الہدایہ: 1988) صفحہ: 78

لذتوں سے ہمکنار ہو چکے ہو۔“[1]

یہاں ہم حد سے بڑھی ہوئی محبت کے سلسلے میں اپنے بعض قابل احترام محققین کی مثال پیش کرتی ہیں۔ ہم انتہائے عقیدت کی وجہ سے ان کی تقلید جامد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ہم نبی ﷺ کے سوا باقی ائمہ و مجتہدین وغیرہ کے اقوال کو قبول کرنے اور نہ کرنے کے مجاز ہیں۔ ان محققین سے محبت و عقیدت رکھنے کے باوجود ہمیں ان کے ہر لفظ کو وحی کی طرح اہمیت نہیں دینی چاہیے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک بار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد ابو یوسف رحمہ اللہ سے کہا: بڑا افسوس ہے تجھ پر اے یعقوب! مجھ سے سنی ہوئی ہر بات نہ لکھا کرو' کیونکہ ایسا کئی بار ہوا ہے کہ آج میری ایک رائے ہوتی ہے' کل میں اسے مسترد کر دیتا ہوں یا کل ایک دوسری رائے ہوتی ہے جسے پرسوں بدل دیتا ہوں۔“[2]

اس امر کی اور بھی کئی مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حد سے بڑھی ہوئی محبت مفید نہیں بلکہ نقصان دہ ہوتی ہے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ دنیا کی کسی بھی چیز کے ساتھ شدید محبت تباہی کے راستے پر لے جاتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

«جَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! عِشْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ، وَأَحْبِبْ مَنْ أَحْبَبْتَ فَإِنَّكَ مُفَارِقُهُ، وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَجْزِيٌّ بِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَامُحَمَّدُ! شَرَفُ الْمُؤْمِنِ قِيَامُ اللَّيْلِ وَعِزُّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ»

”ایک بار جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہا: اے محمد ﷺ! آپ جیسی زندگی چاہیں بسر کر لیں آخر آپ نے دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ آپ جس سے چاہیں محبت رکھیں۔ آخر ایک دن آپ نے اسے یقیناً چھوڑ جانا ہے۔ آپ جیسا چاہیں عمل

---

① بحوالہ سورۃ الاحقاف' آیت: 20 حدیث کا حوالہ شیخ فرید احمد کی کتاب ”سلف کی خصوصیات“ صفحہ: 15 سے دیا گیا ہے۔ ”ایبوچ: جمعیت احیائے منہاج السنہ“

② شیخ محمد ناصر الدین البانی۔ ”پیغمبر کی نماز' مفصل“

کریں' آخر اس کا آپ کو یقیناً اجر دیا جائے گا۔ پھر کہا: اے محمد ﷺ! جان لیجیے کہ مومن کی معراج رات کے قیام میں ہے اور اس کے لیے عزت اس بات میں ہے کہ وہ کسی پر انحصار کیے بغیر ہر چیز سے مستغنی رہے۔''[1]

اس حدیث کے حوالے سے شیخ علی حسن علی عبدالحمید ﷫ کہتے ہیں: ''جو شخص دنیا میں دھنسا رہتا ہے وہ دین اور ذہانت کے معاملے میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ اس حقیقت کا ادراک کرنے سے قاصر رہتا ہے کہ جس آدمی کا دین نہیں ہوتا وہ ذلت کی راہ کا راہی ہوتا ہے اور وہ راستہ بالآخر شر اور گناہوں کی وادی میں پہنچا دیتا ہے۔ جو مسلمان اپنے رب' اپنی روح اور اپنے بھائی بندوں کے ساتھ مخلص ہے وہ ان لوگوں کے لیے عمل صالح کی ایک مثال ہے جو اس دنیا کی پیاس میں مبتلا ہیں اور درہم و دینار ہی کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں۔ اس سے انہیں یہ سبق بھی لینا چاہیے کہ دنیا داری کے جھمیلوں میں پھنسے رہنے میں کوئی اچھائی نہیں ہے۔ اچھائی یہ ہے کہ اس دنیا کو دین کا فہم حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جائے اور زیادہ سے زیادہ تزکیۂ نفس کیا جائے۔[2]

چنانچہ اس دنیا میں حسنات تلاش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کی نظر میں اپنا مرتبہ بڑھایا جائے اور مسلمان عورت کے لیے اللہ کا قرب حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اس سے محبت کرے' اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع پیدا کرے اور عبادت گزار بنے۔ مسلمان عورت کا اپنے شوہر سے صرف شہوت پر مبنی تعلقات رکھنا اللہ کا قرب والے نصب العین کے منافی ہے۔ جب شوہر کے افعال و اعمال ہی عورت کے افعال و اعمال کا تعین کرتے ہوں تو وہ انہی چیزوں میں مگن رہتی ہے اور اللہ عزوجل کی خوشنودی کی اہمیت کو نظر انداز کر بیٹھتی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ ایسی محبت راہ اعتدال سے ہٹی ہوئی اور انتہا پسندانہ محبت ہے' لہٰذا ضروری ہے کہ کسی کو تعدد ازواج

① مستدرک حاکم' الرقاق' حدیث:7921,325/4

② شیخ عبدالحمید' علی حسن علی (Forty Hadeeth On The Islamic Personality) ''اسلامی شخصیت پر 40 احادیث'' صفحات: 48,47 برمنگھم: الہدایہ: 1995ء

کو ارتکاب گناہ کا ذریعہ بنانے کی اجازت نہ دی جائے۔ جب ایسا ہونے لگے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ شوہر کے ساتھ ایک منفی قسم کی جذباتی وابستگی کا اظہار ہوگیا ہے اور شوہر کے لیے جذباتی اور شہوتی محبت کو اللہ کے ساتھ محبت پر ترجیح دے دی گئی ہے۔ تب یہ امر لازم ہو جاتا ہے کہ شہوتی جذبات پر مبنی محبت کو ترک کر کے اسے اعتدال والی محبت کی شکل دی جائے جو کہ لازماً حصولِ جنت میں معاون بنے گی۔

❁ **محبت کی تشکیلِ نو:** یہ بات بالکل واضح ہے کہ خاوند سے خود غرضانہ شہوت پر مبنی محبت کبھی حقیقی سکون وطمانیت کا ذریعہ نہیں بن سکتی' لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک مسلمان خاتون اسے اعتدال اور سلامتی پر مبنی محبت میں کیسے تبدیل کر سکتی ہے؟

اس سوال کا جواب دُعا سے شروع ہوتا ہے۔ دعا زندگی کے تمام معاملات میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ جیسے خود اعتمادی حاصل کرنے اور حسد کے جذبات کو قابو میں لانے میں کارگر ثابت ہوتی ہے' اسی طرح محبت کی تشکیلِ نو میں بھی اہمیت رکھتی ہے۔ اللہ سے تسلسل اور تواتر کے ساتھ مدد مانگتی رہیے' دل کی گہرائیوں سے اسے یاد کیجیے اور اس یقین کے ساتھ ہاتھ اٹھایئے کہ پروردگار عالم اہلِ ایمان کو کبھی مایوس نہیں کرتا۔ اللہ کی یاد ہر پریشانی کا علاج' ہر دکھ کا مداوا اور ہر مسئلے کی کلید ہے۔ زبان کو ہر لحظہ اس کے ذکر سے تر رکھیے اور اسے اس کے جملہ صفاتی ناموں سے پکارتی رہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ ٱللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ ٱللَّهِ تَطْمَئِنُّ ٱلْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾ ﴾ (الرعد: ۱۳/ ۲۸)

''ایمان لانے والوں کے دلوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان نصیب ہوتا ہے' خبردار رہو! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔''

توبہ سے ہر گناہ جھڑ جاتا ہے اور یہ جنسی بے اعتدالیوں کی وجہ سے سرزد ہونے والے گناہوں کو بخشوانے اور اللہ کی ناراضی دور کرنے میں بڑی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے

کہ توبہ خلوصِ دل سے کی جائے' گناہ پر اظہارِ ندامت کیا جائے اور ماضی کی غلطیوں اور فروگزاشتوں کا اعادہ نہ کیا جائے۔ اللہ پر بھروسا مسلمان خاتون کے اطمینانِ قلب کے لیے بہت بڑا سہارا ثابت ہو سکتا ہے۔ سوکناپے کے مسئلے سے نبرد آزما خاتون کی اس سے بہت ڈھارس بندھتی ہے۔ یہاں بھروسے سے مراد یہ ہے کہ انسان تمام امور کا نگہبان اللہ ہی کو سمجھے' جو جانتا ہے کہ اس کے بندے کی بھلائی کس میں ہے؟ اس سے دعا کرتے ہوئے یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ علیم وبصیر ہے اور انتہائی مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اس کا ہر فیصلہ حکمت و دانائی پر مبنی ہوتا ہے اور اس کے صحیح ہونے پر رتی بھر شبہے کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ اگر دعا کرنے والی ان فیصلوں کی صحت کے بارے میں شبہات میں پڑ گئی تو وہ نہ صرف افسردگی و پژمردگی (Depression) کا شکار ہو جائے گی بلکہ دولتِ ایمان سے بھی محروم ہو جائے گی۔

مسلمان عورت کو اپنی محبت کی تشکیل نو کے لیے تین باتوں پر خصوصی توجہ دینا ہوگی۔

- میں کون ہوں' میں کیا کر رہی ہوں اور میرا ''مقصد زندگی'' کیا ہے؟
- اس امر کا شعور حاصل کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کیوں پیدا کیا ہے؟
- اللہ کی عبادت کیا ہے؟ میرے کتنے کام اس عبادت کے زمرے میں آتے ہیں اور میرے کون کون سے کام' اس عبادت کی نفی کرتے ہیں؟

جہاں تک مقصد زندگی کا تعلق ہے' خاتون کو اس پر غور شروع کرتے ہوئے ان آیات اور احادیث کو اپنے پاس لکھتے رہنا چاہیے جو دل پر گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ (دیکھیے کتاب کے آخری صفحات پر مذکور دعائیں) انہیں حسب موقع پڑھتے رہنا چاہیے۔ ان سے دل کو سکون ملے گا اور تحریک بھی حاصل ہوتی رہے گی۔ افسردگی اور پژمردگی قریب بھی نہیں پھٹکے گی۔ اپنے لمحات کو مزید بابرکت اور پُر معنی بنانے کے لیے تلاوتِ قرآن مجید' ذکر اذکار' تسبیحات اور سوانح کی کتابوں کا مطالعہ بھی روزمرہ کا معمول بنا لینا چاہیے۔

دعا کرتے ہوئے مسلمان خاتون کو اپنا یہ مقصد ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے

لیے اپنی محبت کو اعتدال پر مبنی محبت میں تبدیل کرنے کی خواہاں ہے۔ دعا میں اللہ تعالیٰ سے اس نیک کام میں مدد مانگتے رہنا چاہیے۔ اپنی قسمت میں بہتری لانے کے لیے دعا اور تدبیر اختیار کرنے کی ہدایت خود اللہ نے دی ہے، ارشادِ ربانی ہے:

﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا۟ مَا بِأَنفُسِهِمْ ۙ وَأَنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٣﴾ ﴾ (الأنفال: ۸/ ۵۳)

"یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نعمت کو جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہو، اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنے طرزِ عمل کو نہیں بدل دیتی اور بے شک اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔"

شہوت زدہ محبت کو معتدل محبت میں تبدیل کرنے کے لیے محنت کرتے ہوئے زندگی کے دیگر پہلوؤں کی اصلاح بھی ہو جاتی ہے، مثلاً: راست بازی اور تقویٰ کا شعور حاصل ہو جاتا ہے اور آخرت کی زندگی سنوارنے کی فکر بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم ایسی مساعی کرنے والی خواتین کے لیے دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو ان کوششوں کا آخرت میں بھی اجر دے اور ان کی ان دنیاوی مساعی کو بھی کامیابی سے ہمکنار کرے۔

محبت کو صحیح خطوط پر استوار کرنے کے آداب سیکھنا، ایسا ہی ہے جیسے اپنی نمازوں کو صحیح طرح ادا کرنا، ٹھیک ٹھیک دعا کرنا اور صحیح تلاوت کرنا سیکھا جاتا ہے۔ ہمارے لیے سب اسلامی تعلیمات اہم ہیں اور ان پر عمل کرنا بھی اتنی ہی اہمیت رکھتا ہے۔ پہلا مرحلہ اسلام کا علم حاصل کرنا اور دوسرا مرحلہ ان پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ اس علم و عمل کی یکجائی سے ایمان میں بھی اضافہ ہوگا اور محبت بھی مفید اور بامعنی محبت میں بدل جائے گی۔ بہ الفاظ دیگر جب کوئی مسلم خاتون اپنی زندگی کو اللہ کی خوشنودی اور رسول کی اطاعت والی زندگی میں ڈھال لیتی ہے، تو اللہ خاوند کے لیے اس کی محبت کو بھی مطلوبہ خطوط پر استوار کر دیتا ہے، پھر اس کی اعتدال والی محبت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اس کی محبت سے ہرگز متصادم نہیں ہوتی۔

الجھنیں اور اُن کا حل

اکثر پوچھے جانے والے سوالات

مسلمان خواتین تعدد ازواج کے بارے میں بہت سے سوالات پوچھتی رہتی ہیں۔ ان میں ایسے سوالات بھی شامل ہوتے ہیں جن کا پہلے بھی جواب دے دیا گیا ہے مگر ہم نے تمام موصولہ سوالوں کے جوابات دیے ہیں۔ یہ جواب ہم نے ان بہنوں کے مشورے سے دیے ہیں جنہیں تعدد ازواج کا تجربہ حاصل ہے اور وہ اس نظام کی خوبیوں اور اس کی ابتدائی دشواریوں سے اچھی طرح باخبر ہیں' اس لیے ان کی رائے بہت وزن رکھتی ہے۔ یہ جواب سانچے میں ڈھلے ڈھلائے جوابات کی مانند نہیں ہیں۔ کیونکہ ہمارا مقصد محض جواب دینا نہیں بلکہ خواتین کے سامنے ایک خاکہ پیش کرنا اور اس طرز زندگی کے ابتدائی نکات سمجھانا ہے تاکہ وہ اپنے لیے لائحہ عمل خود وضع کر سکیں۔

سوال جب کوئی مرد دوسری بیوی کو گھر لاتا ہے اور اس کے ساتھ شب زفاف منا رہا ہوتا ہے تو پہلی بیوی کے جذبات پر کیا بیتتی ہے؟ کیا وہ ساری رات روتے روتے نہیں گزار دیتی؟

جواب اپنے شوہر کے ساتھ سوکن کی سہاگ رات' پہلی بیوی کے لیے تکلیف دہ ہونے یا نہ ہونے کا انحصار اس بات پر ہے کہ بیوی نے تعدد ازواج کو ذہنی طور پر قبول کیا ہے یا نہیں۔ یہ رات پہلی بیوی کے لیے سوگ اور بے چینی کا باعث بھی ہو سکتی ہے اور اطمینان کی رات بھی ہو سکتی ہے۔ سوگ تو اس بات کا کہ اس رات اس کا خاوند اس کے پاس نہیں۔ اس کی عدم موجودگی اسے محرومی کا احساس دلاتی ہے اور اطمینان اس لیے کہ اب اس کے پاس دیگر سرگرمیوں اور مصروفیات کے لیے وقت نکل آیا ہے۔ تاہم یہ ایسی رات ہے کہ اسے شیطان اور اس کے وسوسوں سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے کیونکہ وہ اس صورت حال کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے

استعمال کرے گا۔ اسے بار بار احساس دلائے گا کہ تمہارا شوہر اس وقت کسی اور کی لطافتوں سے محظوظ ہو رہا ہے' چنانچہ اس کا علاج یہ ہے کہ وہ تلاوتِ قرآن یا ذکر اذکار میں مصروف رہے یا کسی نئی دعا کے الفاظ یاد کرنے کی کوشش کرے۔ یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ اگر گھر کا کوئی کام ادھورا پڑا ہوا ہو تو اسے مکمل کر لے۔ کسی سہیلی یا واقف کار سے ٹیلی فون پر رابطہ قائم کر کے اس کی مزاج پرسی یا کسی موضوع پر تبادلہ خیال کرے۔ نوافل ادا کرنے میں وقت صرف کرے۔ اللہ کو بکثرت یاد کرے اور سونے سے پہلے بیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے ٹیپ ریکارڈر پر قرآن مجید کی تلاوت سنے۔ ایسا کرنے سے ان شاء اللہ اس کو اطمینان کی نیند نصیب ہو گی۔ یہ عادت اس کے لیے سوکن کے ساتھ زندگی گزارنا آسان بنا دے گی۔ پھر جوں جوں وقت گزرے گا معاملات واضح رخ اختیار کرتے چلے جائیں گے۔

سوال کیا سوکن کو پسند کرنا ضروری ہے؟

جواب آپ کو اپنی سوکن کو پسند کرنے اور اس سے اچھی طرح پیش آنے کے لیے اپنی بہترین مساعی بروئے کار لانی چاہییں۔ آپ اس سے اللہ کی خاطر محبت کریں کیونکہ وہ آپ کی مسلمان بہن ہے' نیز اس لیے بھی کہ آپ دونوں ایک بڑے فیملی یونٹ کا حصہ ہیں۔ ایک دوسری سے محبت رکھنا خاندان میں امن اور خوشیوں میں اضافے کا باعث بنے گا۔ ایک مسلمان کے طور پر اسے جو حقوق حاصل ہیں انہیں تسلیم کیجیے' مثلاً: سلام کا جواب دینا' اسے چھینک آئے تو "یرحمک اللہ" کہنا' اس کی طرف سے دعوت ملے تو قبول کرنا اور اس کی عزت و ناموس کی حفاظت کرنا۔[1]

---

[1] حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَرَدِّ السَّلَامِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ»

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات کاموں کا حکم دیا اور سات کاموں سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے مریض کی عیادت کرنے' جنازے کی پیروی کرنے' چھینک کا جواب دینے' دعوت کو قبول کرنے' سلام کا جواب دینے' مظلوم کی مدد کرنے اور قسم کھانے والے کی قسم پورا کرنے میں مدد ⇦

پہلی بیوی کی طرف سے مصالحانہ رویے کے باوجود بھی یہ امکان موجود رہتا ہے کہ حالات حسب خواہش صحیح رخ اختیار نہ کرسکیں لیکن اسے یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اس کی شادی سوکن کے ساتھ نہیں، خاوند کے ساتھ ہوئی ہے۔ اپنی حد تک اسے کوئی معاندانہ اقدام نہیں کرنا چاہیے کیونکہ مسلمان مسلمان کا دشمن نہیں ہوتا، لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ وہ آپس میں ہمیشہ بہترین دوست ہوتے ہیں۔ دوستی جس نہج پر بھی ہوسکے، قائم کرلینی چاہیے۔ سوکن کو اس کے حقوق دیجیے اور بطور مسلمان اس کا احترام کیجیے۔

سوال کیا بیوی کو چھٹی کے روز تنہائی محسوس نہیں ہوتی؟

جواب اس کا عام سا جواب تو یہ ہے کہ ہرگز نہیں، کیونکہ خود کو مصروف کرنے کے کئی طریقے ہوسکتے ہیں، مثلاً گھر کی صفائی ستھرائی اور جھاڑ پونچھ، بچوں کی دیکھ بھال، ورزش کرنا، اچھے اچھے

⇦ کرنے کا حکم دیا۔" (صحیح البخاری، الأدب، باب تشمیت العاطس اذا حمدالله، حدیث:6222)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَنَاجَشُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَلاَ يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لاَ يَظْلِمُهُ، وَلاَ يَخْذُلُهُ، وَلاَ يَحْقِرُهُ «اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا» وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلاَثَ مِرَارٍ: بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِّنَ الشَّرِّ أَنْ يَّحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ»

"(کسی مسلمان سے) حسد نہ رکھو، قیمتیں بڑھانے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی نہ لگاؤ، آپس میں بغض وعداوت نہ رکھو، جنگ میں پیٹھ نہ دکھاؤ، اگر دو آدمیوں کے درمیان سودا ہو چکا ہو تو اس میں مداخلت نہ کرو، اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ دوسرے پر ظلم کرتا ہے نہ اس کی تذلیل کرتا ہے اور نہ نفرت کرتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہوتا ہے، یہ کہتے ہوئے آپ نے تین بار اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا، آدمی کے لیے اتنی برائی ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔" "ایک مومن کی املاک، اس کا خون، اس کی دولت اور اس کی عزت، دوسرے مومن کے لیے حرام ہے۔" (صحیح مسلم، البر والصلة، باب تحریم ظلم المسلم وخذله...... الخ، حدیث:2564)

کھانے تیار کرنا، کپڑوں کی سلائی کرنا، قرآن مجید کا مطالعہ یا حفظ کرنا۔ دن ایک دوسرے سے کوئی زیادہ مختلف نہیں ہوتے، شوہر عموماً کسی نہ کسی کام سے باہر گیا ہوا ہوتا ہے اور خواتین اپنے گھریلو امور میں مصروف رہتی ہیں۔ جب خاوند کی اپنی پہلی بیوی کے ہاں باری نہ ہو تو اس کی مصروفیات طوالت بھی اختیار کر سکتی ہیں اور کچھ پچھلے کام بھی نکال لیے جاتے ہیں۔ زیادہ اچھا کھانا پکانے کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوتی۔ گھر کی صفائی کا زیادہ اہتمام بھی نہیں کرنا پڑتا اور نہ زیادہ ''ڈریس اپ'' ہونے کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو کپڑا ابھی چاہا پہن لیا۔ تعدد ازواج کا آغاز ہونے پر کچھ نہ کچھ تنہائی محسوس ہوتی ہے لیکن بعد میں جب رفتہ رفتہ نئی عادت بن جاتی ہے تو آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بہت سی عورتیں ''راتوں کی چھٹی'' میں فرحت محسوس کرنے لگتی ہیں۔

سوال جب کسی بیوی کو پتہ چلتا ہے کہ اس کا شوہر دوسری عورت سے جنسی تعلقات رکھتا ہے تو اس کے دلی جذبات کیا ہوتے ہیں؟

جواب جہاں تک تعدد ازواج کا تعلق ہے، بیوی کے لیے شروع میں اسے برداشت کرنا کافی مشکل مسئلہ ہوتا ہے۔ لیکن اسے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ شیطان کو اس سے بڑھ کر کوئی بات اچھی نہیں لگتی کہ شادیوں میں رخنے پڑتے رہیں اور باہمی رنجشیں خاندان کے لیے سوہان روح بنی رہیں۔ اس مقصد کے تحت وہ اپنی وسوسہ کاریوں کا سلسلہ جاری رکھتا ہے، چنانچہ اس امر کا احساس کر کے کہ انسان کے بدترین دشمن کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟ بیوی کو چاہیے کہ اس خیال کو دل میں جگہ ہی نہ دے کہ اس کے شوہر اور اس کی سوکن کے مابین کیا معاملات چل رہے ہیں؟ اگر ایسے خیالات تنگ کرنے لگیں تو اسے فوراً ''أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھ لینا چاہیے پھر اس کلمے کو اس وقت تک دوہراتے رہنا چاہیے جب تک یہ خیالات دل سے نکل نہ جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے خود کو کسی دوسرے کام میں مصروف کر لینا چاہیے اور یہ بھی کہتے رہنا چاہیے کہ مجھے اس بات سے کوئی غرض نہیں، یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔ وہ میرے خاوند اور سوکن کا مسئلہ ہے۔ وہ اس کے بارے میں جتنا سوچے گی اتنی ہی پریشانی بڑھے گی۔ چونکہ

اسے یہ پسند نہیں کہ اس کے خاوند اور اس کے ذاتی اور باہمی مسئلے سے کسی دوسری عورت کو کوئی سروکار ہو' لہٰذا اسے خود بھی ان دونوں کے بارے میں سوچنے سے گریز کرنا چاہیے۔ اپنی بہن کے لیے وہ بات پسند نہیں کرنی چاہیے جو وہ اپنے لیے ناپسند کرتی ہے۔ مرد کے لیے یہ بات بالکل ممکن ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویوں کی ضروریات کا کفیل بنے اور انہیں خوش رکھ سکے۔ اسے صرف شوہر سے اپنے تعلقات پر توجہ مرتکز رکھنی چاہیے۔ اگر ضرورت پڑے تو ان تعلقات کو خوشگوار تر بنانے کے لیے اس میں ''مرچ مسالا'' شامل کرتی رہے' مثلاً اچھے اچھے ملبوسات پہنے' شوہر کے لیے رومان پرور دعوتوں (Candle vight Dinners) کا اہتمام کرے۔ اپنے ہاں شوہر کے قیام کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ اور پُرکشش بنائے' تاکہ وہ اس کے پاس آنے کی باری کا خود بے چینی سے انتظار کرنے لگے۔ اپنے دل میں شیطان کے وسوسوں کو بالکل جگہ دے نہ منفی سوچوں کو قریب پھٹکنے دے۔

سوال پہلی بیوی اپنے غیر مسلم رشتہ داروں کو ان چیزوں کے بارے میں کیا بتائے؟ کیا اس کو انہیں یہ سب کچھ بتا دینا چاہیے؟

جواب یہ معاملہ بتانے سے زیادہ سننے سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا انحصار ہر خاندان اور اس کے افراد کے مزاج اور تعلقات کی نوعیت پر ہوتا ہے۔ بعض عورتیں اپنے رشتہ داروں کو بالکل کچھ نہیں بتاتیں اور بعض بتائے بغیر رہ ہی نہیں سکتیں۔ یہ غلط اور صحیح کا مسئلہ نہیں۔ اگر کوئی خاتون تعددِ ازواج کو قبول کرنے میں خود کو مشکل میں پاتی ہے تو اسے اس وقت تک انتظار کرنا چاہیے جب تک اس کے جذبات مستحکم نہیں ہو جاتے۔ جب دل و دماغ ابتدائی ناخوشگواریوں پر قابو پا لیں اور اطمینان اور حوصلے کی کیفیت پیدا ہو جائے تو اپنے غیر مسلم رشتہ داروں سے سوکناپے کے مثبت پہلوؤں اور اس کے فوائد پر تبادلہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ انہیں بتایا جائے کہ بہت سے معاشروں میں تعدد ازواج کا رواج رہا ہے اور اسلام نے اس رسم کو منضبط کیا ہے۔ یہ بھی بتایا جائے کہ مرد فطرتاً ایک سے زائد عورتوں سے جنسی تعلقات کے قیام کا آرزومند ہوتا ہے' جائز نہ

ہوں تو معاملہ ناجائز تعلقات تک جا پہنچتا ہے۔ اسلام ایک سے زائد بیویاں رکھنے والے شوہر پر ان سے انصاف اور مساوات پر مبنی رویے کی ذمہ داری ڈالتا ہے۔ جو غیر مسلم رشتہ دار اسلام سے نفرت کرتے ہوں' وہ شروع شروع میں تعدد ازواج کے حوالے سے اس پر حملہ آور ہوں گے لیکن اسے ایک مسلمان خاتون ہونے کے ناطے ان اعتراضات کا جواب دینے کے قابل ہونا چاہیے۔ غیر مسلم رشتہ دار اس کو عجیب عجیب سی باتیں تو کہیں گے لیکن اس پر بحث کرنا پسند نہیں کریں گے۔ اسے اپنے سب رشتہ داروں کے مزاج کا لازماً پتہ ہوگا اس لیے وہ بہتر فیصلہ کر سکتی ہے کہ کس سے کیا بات کی جانی چاہیے؟ اللہ اس کی مدد فرمائے۔

سوال اگر مسلمان عورتیں ہی تعدد ازواج کی وجہ سے کسی خاتون سے قطع تعلق کر لیں تو پھر اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب بدقسمتی سے یہ ایک عام بات ہوگئی ہے کہ مسلمان خواتین تعدد ازواج قبول کرنے کی بنا پر کسی بہن سے نفرت بھرا سلوک کرنے لگتی ہیں۔ آپ کو اس پر صبر کرنا چاہیے۔ ایسے سلوک کا نشانہ بننے سے دکھ تو یقیناً ہوتا ہے' لیکن آپ ان کے رویے کی کوئی سی توجیہ کر کے اپنے دل کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں۔ ان کے سلوک کی وجہ سے تعدد ازواج کو بُرا نہ سمجھیں۔

آپ مسجد یا لائبریری میں جانا محض اس خیال سے ترک نہ کریں کہ وہاں ایسا ناگوار رویہ رکھنے والی بہنوں سے ملاقات ہو جائے گی۔ مسجد جانا اور وہاں منعقد ہونے والی مجالس میں شریک ہونا آپ کا حق ہے کیونکہ یہ عبادت ہے جس سے آپ کو کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ ان بہنوں کو آپ کے دینی فرائض میں رکاوٹ بننے کا کوئی حق نہیں ہے۔ صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھیے۔ ان شاء اللہ آپ کو اس کا پورا اجر ملے گا۔

سوال کیا شوہر کی دوسری شادی کے ارادے کی اطلاع پا کر بیوی کے اندر جنسی خواہش اور ہر قسم کی قربت کا جذبہ زائل ہو جاتا ہے؟ کیا ایسا ہونا ایک نارمل بات ہے؟

جواب نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہے۔ خاوند کے اس ارادے کی اطلاع پر' مختلف عورتوں کا مختلف

ردعمل سامنے آتا ہے۔ اگرچہ بعض عورتوں میں یہ جذبہ وقتی طور پر کچھ سرد پڑ جاتا ہے مگر زیادہ تر امور میں یہ تیز تر ہو جاتا ہے۔ پہلی اطلاع پر شدید دھچکا لگتا ہے' جی چاہتا ہے کہ خاوند کو قریب نہ پھٹکنے دیا جائے لیکن جوں جوں دھچکے کے تاثرات کم ہوتے رہتے ہیں' اس سے دوری کی خواہش کم ہوتی رہتی ہے حتیٰ کہ بالکل نارمل سطح پر آ جاتی ہے۔

سوال میں اپنے خاوند میں کسی کی شراکت نہیں چاہتی۔ کیا یہ کوئی جرم ہے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کو صرف اور صرف اپنا بنا کر رکھنا چاہتی ہو؟

جواب چاہنے اور خواہش رکھنے کی حد تک یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ خاوند کے سلسلے میں زیادہ تر عورتیں خود غرض ہی ہوتی ہیں۔ مگر ایک بات ذہن میں ضرور رکھیے کہ آپ کو اپنی ایک مسلمان بہن کے لیے وہی کچھ پسند کرنا چاہیے جو اپنے لیے پسند کرتی ہیں۔ معاملہ شادی اور اپنے شوہر کا ہو تو اس اصول پر عمل کرنا واقعی بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ بُرا نہ منایئے گا کہ بہت سی عورتوں کی طرح آپ بھی خود غرضی کا مظاہرہ کر رہی ہیں' مگر یاد رکھیے کہ آپ کے خاوند کو اللہ نے چار تک شادیاں کرنے کا حق دے رکھا ہے۔ اپنے ان جذبات کے لیے اللہ ہی کی طرف رجوع کیجیے۔

سوال اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو سال ہا سال سے پیار بھرے الفاظ سے پکارنے کی عادی رہی ہو' کیا اسے سوکن کی موجودگی میں اس کے لیے وہ الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہییں؟

جواب جی ہاں! سوکن کی موجودگی میں ان الفاظ کا استعمال حسد کے جذبات کی انگیخت کا باعث بن سکتا ہے۔ اس معاملے میں جتنی احتیاط کی جائے اتنا ہی اچھا رہے گا۔ سوکن ایسے مواقع پر پہلی بیوی کی ہر حرکت اور آنکھوں' ہونٹوں' ہاتھوں اور پاؤں کی ہر جنبش پر کڑی نظر رکھتی ہے اور اس سے اپنی سمجھ کے مطابق کوئی بھی مطلب اخذ کر سکتی ہے' لہٰذا اپنے جذبات کو قابو میں رکھیے اور کوئی بھی ایسی حرکت نہ کیجیے جو حسد کو جگا دے اور کوئی فتنہ کھڑا کر دے۔

سوال کیا ایک سہیلی اچھی سوکن ثابت ہو سکتی ہے یا بالکل اجنبی عورت اس سے بہتر ثابت ہوتی ہے؟

جواب اس میں کوئی خاص اصول کارفرما نہیں ہوتا۔ ہر فرد بدلے ہوئے حالات میں تھوڑا بہت

بدل جاتا ہے اور کبھی بالکل بھی بدل سکتا ہے۔ اکثر سنا ہے کہ جو سہیلیاں سوکنیں بن جاتی ہیں انہیں پیش آنے والے تجربات نہایت غیر متوقع ہوتے ہیں اور ان کی دوستی بھی دم توڑ دیتی ہے۔ بعض اوقات بالکل اجنبی عورتیں' سوکنیں بننے کے بعد اچھی دوست بن جاتی ہیں۔ سب سے اچھی سوکن وہ ہو سکتی ہے جس کے دل میں اللہ کا خوف اور قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل کرنے کا جذبہ ہو' خواہ وہ پہلے دوست رہ چکی ہو' محض واقف کار ہو یا بالکل اجنبی ہو۔ تعدد ازواج کو کامیاب بنانے والی اصل چیز تقویٰ ہے۔

سوال پہلی بیوی ہونا بہتر رہتا ہے یا دوسری؟ ان کے جذبات میں کیا فرق ہوتا ہے؟

جواب پہلی بیوی ہو یا دوسری' تیسری یا چوتھی' ان میں سے ہر ایک اپنے شوہر کی بیوی ہوتی ہے۔ اہمیت عموماً اس بات کی ہوتی ہے کہ اس گھر میں اس کا کون سا نمبر ہے؟ اکثر پوچھا جاتا ہے: آپ پہلی بیوی ہیں یا دوسری؟ لیکن حقیقت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر کوئی عورت کہہ دے کہ میں دوسری ہوں تو کیا اس سے نفرت کی جائے گی؟ اگر وہ کہہ دے کہ میں پہلی بیوی ہوں تو کیا اس کے لیے رحم کے جذبات امنڈ آئیں گے؟ تمام بیویوں کے یکساں حقوق ہوتے ہیں' انہیں نمبروں کے لحاظ سے ایک دوسری پر کوئی فوقیت نہیں ملتی۔ ہر بیوی' ایک بیوی ہوتی ہے اور اس کے احساسات و جذبات وہی ہوتے ہیں جو ایک بیوی کے ہونے چاہییں۔ ہر کسی کو ازدواجی سکون بھی میسر آتا ہے اور ازدواجی الجھنوں میں سے اپنا اپنا حصہ بھی ملتا ہے' جیسا کہ تمام شادیوں میں ہوتا ہے۔ تاہم کچھ احساسات پہلی ہونے کے حوالے سے پیدا ہوتے ہیں اور کچھ بعد والی کہلانے سے ابھرتے ہیں۔ جب ہم ''پہلے والی'' یا ''بعد والی'' کہتے ہیں تو یہ محض ایک اضافی حوالہ ہوتا ہے۔ کیونکہ آگے کسی وقت ''بعد والی'' ''پہلے والی'' بن جاتی ہے اور اس وقت اس کے احساسات وہی ہو جاتے ہیں جو اس کی پہلے والی سوکن کے ہوا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر جب شوہر تیسری شادی کرلے گا تو دوسرے نمبر والی انہی منفی احساسات سے دوچار ہوگی جن سے اس کی آمد پر پہلے نمبر والی کو سابقہ پڑا تھا۔ تجربے میں آچکا ہے کہ بعض

پہلے نمبر والی بیویاں غم و غصے، خود اعتمادی کے فقدان اور افسردگی سے دوچار ہوتی ہیں اور خاوند پر دغابازی کے الزامات لگا لگا کر آنسو بہاتی رہتی ہیں، لیکن رجوع الی اللہ ان کیفیتوں پر قابو پانے میں بڑی مدد دیتا ہے۔ ''بعد میں آنے والی'' بیویوں کے جذبات ''پہلے والی'' سے ذرا مختلف ہوسکتے ہیں۔ ان کے جذبات میں عدم تحفظ کا احساس زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ وہ خود کو ''پیچھے رہ جانے والی'' سمجھتی ہے۔ اس کے حسد کا ایک سبب یہ ہوتا ہے کہ پہلے والی بیوی اس گھر میں زیاد عرصہ گزارنے کی وجہ سے زیادہ بچوں کی ماں بن چکی ہوتی ہے۔ یہ اس کے سینئر ہونے سے خائف ہوتی ہے اس لیے خود کو اس سے کم تر محسوس کرنے لگتی ہے۔ تاہم ''پیچھے رہ جانے والیاں'' بھی سب کی سب ایک جیسی نہیں ہوتیں، مختلف خواتین، مختلف احساسات رکھتی ہیں۔

سوال میرے شوہر نے دوسری شادی کر لی تو کیا میرے دل میں اس کے لیے موجود احترام اور محبت میں کمی آ جائے گی؟ کیا محبت نفرت میں بدل جائے گی؟

جواب آپ کا یہ سوچنا کہ ایسا ہو جائے گا، بالکل قدرتی بات ہے اور شروع شروع میں سطحی طور پر ایسا ہو بھی جاتا ہے۔ آپ کی یہ سوچ اس کے دوسری شادی کے ارادے کی خبر پا لینے کا نتیجہ ہے۔ آپ کو یہ خیال آتے ہی دھچکا سا لگتا ہے اور محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس کے لیے آپ کی محبت کم ہو رہی ہے۔ دوسری جانب آپ کو زیادہ صدمہ پہنچنے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ کو شوہر سے شدید محبت ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ جب تک وہ اپنا ہر کام مناسب طریقے سے انجام دے رہا ہے اور اللہ کے احکامات کی پیروی کر رہا ہے تو آپ کے دل میں اس کی محبت کم ہو جانے کا کوئی معقول جواز موجود نہیں ہے۔ یہ تو نئی صورتحال کو ذہناً قبول کرنے کا معاملہ ہے۔ چونکہ آپ محسوس کرتی ہیں کہ آپ کو اس سے اب بھی محبت ہے تو ان شاء اللہ یہ محبت آپ کو بہ آسانی اگلی منزل بھی پار کرا دے گی۔ آپ بالآخر تعدد ازدواج میں خوشی محسوس کرنے لگیں گی۔

سوال کیا آپ سمجھتی ہیں کہ اللہ مجھے دکھوں، مصیبتوں، ذلتوں اور تنہائیوں میں گھری ہوئی حالت کے حوالے کر کے خوش ہوگا؟

جواب آپ کو تعدد ازواج کے بارے میں یوں نہیں سوچنا چاہیے۔ رسول کریم ﷺ نے کئی بیویوں سے شادیاں کیں اور وہ امت کی بہترین خواتین میں سے تھیں۔ جان لیجیے کہ تعدد ازواج میں کوئی تذلیل نہیں ہے۔ تذلیل اسلام اور اسلامی احکامات کی خلاف ورزی کرنے سے ہوتی ہے اور تعدد ازواج تو اسلام کا حصہ ہے۔ آپ کے شوہر کے دوسری شادی کر لینے سے آپ کے کردار پر حرف آتا ہے نہ یہ بطور بیوی آپ کے فرائض میں کوتاہی کا کوئی ثبوت ہے۔ ایک سے زیادہ بیویوں کی خواہش مرد کی فطرت کا ایک حصہ ہے۔ آپ کا شوہر بھی اپنی فطرت کے اظہار کی طرف بڑھ رہا ہے' لہٰذا زیادہ فکر مند نہ ہوں۔ اپنا سر بلند کر کے رہیے' خود پر اور اپنی شادی پر فخر کیجیے۔ آپ اللہ کی ان نعمتوں کو ذہن میں لایئے جو اس نے اس شادی کے نتیجے میں آپ کو عطا کی ہیں۔ اپنی ان بہنوں کے بارے میں سوچیے جنہیں اس دنیا میں آپ کی بہ نسبت کم نعمتیں ملی ہیں اور وہ آپ سے بڑھ کر حالات کی نامساعدت کا سامنا کر رہی ہیں۔ یہ آپ کے لیے اللہ کی طرف سے ایک امتحان ہے۔ امتحان میں کامیابی اپنے اندر کافی معنی رکھتی ہے۔ آپ اس میں کامیاب ہونے کی کوشش کیجیے۔ جہاں تک تنہائیوں کا معاملہ ہے' ان شاء اللہ آپ جلدی ان پر بھی قابو پالیں گی۔

سوال کیا سوکنوں کو ایک دوسری کے بچوں کی ایک ساتھ پرورش کرنا پڑتی ہے؟

جواب ہر خاندان کو ایسے امور اپنے اپنے طریقے سے نمٹانا پڑتے ہیں۔ اس کا انحصار ان کے مخصوص حالات پر ہوتا ہے۔ اللہ کی طرف سے ہر ماں پر اپنے بچوں کی پرورش کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ وہ انہیں نہ صرف پالے بلکہ انہیں اللہ کا دین بھی سکھائے۔ آپ کی سوکن صرف اپنے بچوں کی ذمہ دار اور جوابدہ ہے۔ تاہم اس کے بچے بھی آپ کے شوہر کی اولاد ہیں' آپ کو اس کے حوالے سے ان کے ساتھ محبت اور شفقت کا سلوک کرنا چاہیے۔ قدرتی طور پر شوہر کی بھی یہی خواہش ہوگی کہ اس کی بیویاں اس کے بچوں کیساتھ پیار و محبت سے پیش آئیں اور آپس میں بھی اچھے سلوک و اتفاق کا مظاہرہ کریں' تاکہ گھر میں امن و سکون کی فضا پیدا ہو سکے۔

(سوال) اگر کسی عورت کا شوہر چپکے سے دوسری بیوی لے آئے' تو کیا پہلی بیوی سب لوگوں کو اس واقعہ سے مطلع کر دے؟ کیا یہ بات اس کے لیے گھبراہٹ کا باعث نہیں بننی چاہیے؟

(جواب) لوگوں کو مطلع کرنا یا نہ کرنا اس کی مرضی پر منحصر ہے۔ اس کا یہ فیصلہ اس کے حالات اور احساسات کا تابع ہونا چاہیے۔ اگر اسے اطمینانِ قلب حاصل ہو گیا تو اسے لوگوں کو بتانے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔ خاوند کا دوسری بیوی لے آنا اور پہلی بیوی کے لیے تشویش کا باعث ہونا' ایک عام سی بات ہے۔ تاہم زیرِ غور مسئلے کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینا چاہیے تاکہ پریشانی کے اسباب کا ازالہ کیا جا سکے۔ شادیوں کا اعلان' رسمِ دنیا بھی ہے اور تقاضۂ دین بھی۔[1] انہیں زیادہ عرصے تک چھپائے رکھنا ناممکن اور خلافِ مصلحت ہے۔ اگر اہلِ محلّہ یا عزیز و اقارب کو اس کی بھنک پڑ گئی تو پہلی بیوی اس پر چاہے بھی تو پردہ نہیں ڈال سکے گی۔ اگر ایسا کرے گی تو خواہ مخواہ کی پریشانی مول لے گی۔ خاوند کے لیے لازم ہے کہ وہ اسے خفیہ نہ رکھے۔ پہلی بیوی کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی زندگیوں کو مدنظر رکھ کر اسلام کے تعدد ازواج کے اصولوں کے تحت گزارہ کرنا چاہیے۔ سوکن ان شاء اللہ اس کے لیے فوائد کا سبب بنے گی۔

(سوال) ایسی صورت حال میں عام طور پر بچوں پر کیا اثر پڑتا ہے؟ کیا وہ عموماً سوتیلی ماؤں کو پسند کرتے ہیں؟

(جواب) بچوں کے رویے کا انحصار والدین کے طرزِ عمل پر ہوتا ہے۔ اگر باپ کا رویّہ مناسب ہو اور وہ تعدد ازواج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کار کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے تو بچوں کے لیے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوگا' ان شاء اللہ۔ وہ خود کو نئی صورت حال کے مطابق جلد ڈھال لیں گے۔ بچے اکثر اپنی ماں کے جذبات سے ہم آہنگ ہوتے ہیں۔ اگر ماں سوکن کے آنے پر پریشان اور سراسیمہ ہوگی تو وہ بھی بے چین اور مضطرب ہوں گے' لہٰذا ہمیں بچوں کے سامنے اپنے رویے کے بارے میں کافی محتاط رہنے کی ضرورت ہوگی۔ جب تعدد ازواج کامیاب

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [أَعْلِنُوا بِالنِّكَاحِ] ''شادیوں کا باقاعدہ اعلان کرو۔'' (مسند احمد' 4/5)

جا رہی ہو تو بچے عموماً سوتیلی ماؤں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر نا کام ہو رہی ہو' بات بات پر الجھنیں پڑ رہی ہوں تو پھر اس کے متوقع نتائج تو نہیں نکل سکتے۔

سوال اگر ساس بعض بہوؤں سے ترجیحی سلوک کرے اور بعض سے دوسرا رویہ اختیار کرے' تو کیا اس سے پیچیدگیاں بڑھ نہیں جاتیں؟

جواب بعض ساسیں ایسا کرتی ہیں اور بعض نہیں بھی کرتیں۔ جو ایسا کرتی ہیں' ان کے سلسلے میں بہترین طرز عمل صبر و برداشت ہے۔ اگر غیر مسلم ساس کسی بہو سے ترجیحی یا امتیازی سلوک کرتی ہے تو اسے آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ وہ اسلام سے ناواقف ہے۔ لیکن مسلمان ساس ایسا کرتی ہے تو واقعی دکھ کی بات ہے۔ اس صورت میں بہو یا بہوؤں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ان کا فرض اولین خاوند کی خوشنودی ہے' ساس کی نہیں۔ انہیں اس کا ہر صورت میں احترام ملحوظ رکھنا چاہیے' خواہ وہ کچھ بھی کرتی رہے۔ تمام خوشدامنیں پرُشفقت سلوک کی مستحق ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ہم اسلام میں والدین کے حقوق سے آگاہ ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان کا احترام کریں' ان کا کہنا مانیں اور ان کے سامنے اُف تک نہ کریں کیونکہ شوہر کے والدین یعنی ساس اور سسر بھی احترام کے حقدار ہیں۔

سوال کیا تعدد ازواج بڑی عمر کے مسلمانوں یا نومسلموں کے لیے نسبتاً آسان ہوتی ہے یا ان کے لیے بھی ویسی ہی آزمائش ہوتی ہے؟

جواب اس کا عمومی جواب تو یہ ہے کہ ایک ہی جیسی ہوتی ہے۔ عورتیں ہونے کے ناطے ہمارے جذبات اور سوچوں کی ساخت ایک ہی جیسی ہے۔ اس طرح تعدد ازواج قدرتی طور پر ہمارے لیے اپنے نفس کے خلاف جہاد (جہاد بالنفس) کے مانند ہے۔ آج کل چونکہ مسلم دنیا میں مغربی کلچر پھیل رہا ہے۔ مسلمان ہونا اس امر کی کوئی ضمانت نہیں کہ تعدد ازواج کے نظریے کو خوش دلی سے قبول کر لیا جائے گا۔ اس کے برعکس بہت سی نومسلم خواتین اس کو بہ آسانی قبول کر لیتی ہیں' کیونکہ انہوں نے کافروں کے ''تعدد ازواج'' کے انداز کا خود مشاہدہ کیا ہوا ہوتا ہے۔

مغرب کی عورت کو نکاح شدہ سوکن سے تو واسطہ نہیں پڑتا' مگر بے نکاحی ''سوکنوں'' کو بہت بھگتنا ہوتا ہے۔

سوال عورتیں تعددِ ازواج کا راستہ کیوں اپناتی ہیں؟ یعنی وہ سوکن بن کر آنا کیوں پسند کرتی ہیں؟

جواب عورتوں کے تعددِ ازواج کو پسند کرنے کے کئی اسباب ہیں۔ معمر عورتوں کے اس پر رضامند ہونے کی اہم وجہ یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ پہلے بیوگی کا صدمہ برداشت کر چکی ہوں' سر پر بچوں کا بھی بوجھ ہو اور اب سہارے کی متلاشی ہوں۔ دیگر عورتوں کے اس پر رضامند ہونے کی مندرجہ ذیل وجوہ ہوسکتی ہیں:

① وہ ایسے مردوں سے متنفر رہتی ہیں جو ان کا ناطقہ بند کیے رکھیں اور ایسے مرد کی متمنی ہوتی ہیں جو ہنس مکھ ہو اور انہیں احترام اور راحت دے سکے۔

② عورتیں تھوڑی سی آزادی چاہتی ہیں اور تعدد ازواج' یک زوجی کی بہ نسبت زیادہ آزادی دے سکتی ہے۔

③ تعدد ازواج میں گھر کی صفائی' کھانے پکانے' لانڈری اور مہمان نوازی کی ذمہ داریاں بٹ جاتی ہیں۔ دو یا تین عورتیں ہوں اور اکٹھا کام شروع کریں تو جلدی نمٹا لیتی ہیں۔

④ ''کافرانہ طرز کے تعدد ازواج'' سے باخبر عورتیں جانتی ہیں کہ مرد ایک بیوی پر قناعت نہیں کرتا' جب ایسا ہونا ہی ہے تو ''اسلامی تعدد ازواج'' اس کے لیے قواعد مقرر کر کے مرد کو چند حدود کا تابع بنا دیتی ہے جبکہ مغرب میں کوئی رکاوٹ موجود نہیں ہوتی۔

⑤ تعدد ازواج اس لحاظ سے بھی پسندیدہ بات ہے کہ عورت کو ہر روز مرد کی ''خدمت و تواضع'' نہیں کرنا پڑتی۔ جب ایک بیوی کی باری نہ ہو تو وہ ان دنوں اپنی پسند کا کوئی سا بھی مشغلہ ڈھونڈ سکتی ہے۔ اگلی باری آنے تک اسے کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی۔

سوال کیا عورتوں کی قسمت میں قربانیاں دینا ہی لکھا ہے؟ کبھی اللہ کیلئے قربانی دینا ہوتی ہے تو کبھی خاوند کیلئے قربانی مانگی جاتی ہے اور کبھی سوکن کی خاطر اپنے جذبات قربان کرنا پڑتے ہیں؟

جواب ہر کسی کو اپنی زندگی میں قربانیاں دینا پڑتی ہیں' عورتیں اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ کبھی خاندان کو یکجا رکھنے کے لیے قربانیاں دینا ہوتی ہیں' کبھی فتنے کو ٹالنے کے لیے اور کبھی کسی اور بہتری کے لیے۔ کون ہے جو ایسی صورت حال سے ہمیشہ بچا رہے؟ یہ بات ذہن نشین کر لیجیے کہ ہمارا مقصد اول اللہ کی عبادت کرنا ہے' اس کیلئے ہم جو قربانیاں دیں گی ان کے بدلے میں اس کی خوشنودی ملے گی۔ اگر وہ ہم سے خوش ہو گیا تو ہماری دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گی۔

سوال تعدد ازواج کی زندگی کے دوران میں اگر پریشانیاں بڑھ جائیں اور فتنے کے امکانات پیدا ہو جائیں تو کیا کیا جانا چاہیے؟

جواب صبر' صبر اور مزید صبر۔ خود کو یہ یاد دلاتی رہیے کہ ان آزمائشوں پر اگلے جہاں میں جواجرِ کثیر ملنے والا ہے اس کی لذتیں دنیا کی لذتوں اور راحتوں سے کہیں بڑھ کر ہوں گی۔ ذکر الٰہی میں مصروف رہیے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رکھیے کہ شادی خواہ تعدد ازواج والی ہو یا ایک ہی بیوی والی' نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔ جن عورتوں کی سوکنیں نہیں کیا وہ قسم قسم کے عوارض میں مبتلا نہیں ہوتیں؟ وہ ان کے علاج کے لیے کچھ نہ کچھ کرتی ہی ہیں۔ اس طرح تعدد ازواج سے پیدا ہونے والے مسائل کا بھی حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔

سوال آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ مستقبل میں بننے والی بیوی' اس شوہر کی موجودہ بیوی سے رابطہ قائم کرے؟ اگر رابطہ ہو جائے تو دونوں کو ایک دوسری سے کیا کچھ پوچھنا چاہیے؟

جواب اس مسئلے پر کئی آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ معاملہ خاوند ہی پر چھوڑ دیا جانا چاہیے' وہ جانے اور اس کی موجودہ بیوی جانے۔ اس سے اس کی شادی کامیاب جا رہی ہے یا اس میں الجھاؤ پڑ رہے ہیں' یہ اس کی اپنی سر دردی ہے۔ انہیں کچھ مشکلات درپیش ہیں تو ان کی ذمہ داری' نئی آنے والی پر نہیں۔ یہ پوچھنے میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نکل جائے جس سے موجودہ بیوی غصے میں آ جائے اور اس کے اثرات ان کی آنے والی زندگی پر بھی پڑتے رہیں۔ بعض لوگ مکالمے کے حق میں ہیں۔ ان

کے خیال میں نئی آنے والی بیوی کو موجودہ بیوی سے شوہر کے بارے میں مفید معلومات حاصل ہوسکتی ہیں۔ ساتھ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس سے شوہر کے دین' اس کے مزاج اور بیوی سے سلوک کے بارے میں استفسارات کیے جاسکتے ہیں' لیکن ذاتی نوعیت کے سوالات سے گریز کرنا ہی بہتر رہتا ہے۔ بہرحال اس کا انحصار موجودہ بیوی کے مزاج پر ہے۔ اگر وہ ذاتی زندگی سے متعلق سوال کا جواب نہ دینا چاہے تو اس پر اصرار نہ کیا جائے۔ وہ مستقبل کی بیوی سے بات کرنے کی پابند نہیں ہوتی۔ موجودہ بیویوں کو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ مستقبل کی بیویاں ان کے استفسارات کا جواب دینے کی مکلّف نہیں ہوتیں۔ ایسی صورتحال دونوں فریقوں کے لیے جذباتی طور پر تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ عورتوں کے اظہارِ جذبات کے اپنے اپنے منفرد طریقے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی بہن بات نہیں کرنا چاہتی تو پوچھنے والی کو اسے اپنی توہین نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اس کی کوئی توجیہ کرکے اپنے آپ کو مطمئن کرلینا چاہیے۔ کوئی خاتون جواب دینے کے بجائے جھینپ جاتی ہے تو یہ بھی اظہارِ جذبات کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ مستقبل کی بیوی' اس خاتون سے نکاح نہیں کررہی ہے' نکاح تو وہ اس کے شوہر سے کرے گی' اس لیے ان کی آپس میں بات چیت ہونا ضروری نہیں۔ موجودہ بیویوں کو یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ ان کے شوہروں کو دوسری یا تیسری شادی کے لیے ان سے منظوری لینے کی ضرورت پڑے گی نہ ان سے یہ اجازت نامہ لینا ہوگا کہ وہ کس خاتون سے شادی کریں اور کس سے نہ کریں۔ ہمیں نبیِ کریم ﷺ اور ان کی بیویوں کی مثال سامنے رکھنا ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کی پہلی بیویوں کی آپ کی مستقبل کی بیویوں سے شادی سے قبل کوئی بات چیت نہیں ہوئی۔ بعض صورتوں میں یہ بھی ہوا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو آپ کی ایک اور شادی کا بعد میں علم ہوا کیونکہ آپ کی بعض شادیاں لمبے سفر کے دوران میں ہوئی تھیں۔ دوسری شادیوں کے سلسلے میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس اعتراض کرنے یا رکاوٹ ڈالنے کے کوئی اختیارات نہیں تھے۔ آپ کی نئی شادیوں کے بعد انہوں نے اپنے فاصلے برقرار رکھے اور صرف اپنی ذمہ داریوں اور کاموں سے

سروکار رکھا۔ آپ نے یہ انتخاب اپنے ہاتھ میں رکھا کہ کس سے شادی کرنی ہے اور کب کرنی ہے؟ اس سلسلے میں نبیٔ کریم ﷺ کی بیویوں کا طرزِ عمل ہمارے لیے بہترین نمونۂ عمل ہے۔

سوال بہت سی عورتیں اپنے شوہروں کے نہایت خفیہ رازوں میں ان کی شریک ہوتی ہیں' لیکن جب دو یا اس سے زائد بیویاں ہو جائیں تو وہ بھی ان رازوں سے پوری پوری یا جزوی طور پر باخبر ہو جاتی ہیں۔ کیا اس صورت حال سے کبھی کبھی سنگین مسائل پیدا نہیں ہو جاتے؟

جواب جی ہاں' ایسا اکثر ہو جاتا ہے' کیونکہ پہلے سے موجود بیوی یا بیویاں یہ جانتی ہوتی ہیں کہ اس لمحے ان کا خاوند کہاں ہوگا اور وہ اس کی زندگی کے ہر بھید سے خوب واقفیت رکھتی ہیں۔ جب اس صورت حال میں تبدیلی آ جاتی ہے تو ان کے لیے اس کا عادی ہونا بہت مشکل کام ہوتا ہے۔ چونکہ شیطان خاندانوں اور بالخصوص میاں بیوی میں اختلافات اور افتراق ڈالنے کا عادی ہے' وہ خاندان کو ایسی مشکل میں پا کر اپنی وسوسوں کی مہم کو تیز تر کر دیتا ہے۔ سوکنیں اس شبہے میں پڑ جاتی ہیں کہ پتہ نہیں شوہر اس وقت کہاں ہوگا' کس کے پاس ہوگا اور کیا کر رہا ہوگا؟ ہر کوئی اپنے اپنے اندازے لگا رہی ہوتی ہے۔ آخر میں انکشاف ہوتا ہے کہ بیوی نے خاوند کے ''جہاں'' ہونے کا اندازہ لگایا تھا وہ صحیح نہیں تھا' شوہر اس لمحے دراصل کہیں اور تھا۔ بیویوں کو چاہیے کہ وہ شوہر کی کسی خاص جگہ پر موجودگی یا عدم موجودگی کو اپنے لیے مسئلہ نہ بنائیں' یہ سمجھ لیا کریں کہ وہ جہاں بھی جائے یہ اس کا حق ہے۔ انہیں صرف انہی اوقات سے سروکار رکھنا چاہیے جو شوہر کے ساتھ ان کے اپنے طے شدہ اوقات ہیں۔ ان سے بھرپور فائدہ اٹھائیں' کسی اور جگہ جا کر وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی غرض نہ رکھیں۔ شیطان ہمیں مخمصے میں اس لیے ڈالتا ہے تاکہ وہ ہمارے دلوں میں حسد' شکوک وشبہات اور بے چینی پیدا کر سکے۔ ہمیں ابلیس لعین کی کارستانیوں اور مقاصد سے ہوشیار رہنا ہوگا جو ازل سے انسان کا بدترین دشمن چلا آ رہا ہے۔ شوہر اللہ کی طرف سے ہمیں مستعار دیے گئے ہیں' ہم سب اللہ کے ہیں۔ بطور عورت ہماری زندگی شوہر کی زندگی سے بالکل الگ اور مختلف نوعیت کی ہے۔ اس کی زندگی کے الگ حقائق ہیں اور ہماری زندگی کے الگ۔ یہ

اپنا اپنا تشخص ہے‘ اس میں کوئی نقص والی بات نہیں۔ مرد کی زندگی کے حقائق سے جس طرح ہم بے خبر ہیں‘ اسی طرح وہ بھی ہمارے بارے میں بے خبر ہیں۔

(سوال) جب شوہر دوسری شادی کرتا ہے‘ تو اس امر کا امکان ہوتا ہے کہ وہ اپنی جنسی عادات میں کچھ ردو بدل کر لے۔ پہلی بیوی ان تبدیلیوں کو اگر محسوس کر لے‘ تو پھر وہ ان سے کیسے عہدہ برآ ہوسکتی ہے؟

(جواب) بلاشبہ یہ کافی مشکل چیز ہے۔ لیکن ہمیں یہ بات ذہن نشین کرنی ہوگی کہ وہ دوسری بیویوں کے ساتھ بستر پر جو کچھ کرتا ہے‘ اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے‘ لہٰذا اس کے بارے میں فکر مند ہونے کی بھی ضرورت نہیں۔ جب ایسے خیالات آئیں تو ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمُ'' پڑھنا شروع کر دیجیے یہاں تک کہ یہ رفع ہو جائیں۔ آخر ہم بھی تو نہیں چاہتیں کہ کوئی دوسری عورت ہمارے بیڈ روم کے معمولات سے سروکار رکھے‘ اس لیے ہمیں بھی دوسروں‘ بالخصوص اپنی سوکنوں کے جنسی معمولات سے بے نیاز رہنا چاہیے۔

(سوال) خاوند کے دوسری شادی کر لینے کے بعد کیا پہلی بیوی کا اس پر اعتماد زائل ہو جاتا ہے؟

(جواب) محض تعدد ازواج کی وجہ سے خاوند پر اعتماد کرنا چھوڑ دینے کا کوئی جواز نہیں۔ دوسری شادی بذاتہٖ اعتماد کو زائل کرنے کا باعث نہیں بنتی۔ بے اعتمادی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب شوہر بیوی کو دھوکے میں رکھ کر دوسری شادی کرے اور سارا کام فریب کاری سے انجام دے۔ اعتماد کے زائل ہونے کا تعلق بذاتِ خود تعدد ازواج سے نہیں۔ جب ایک مسلمان بھائی ذمہ دارانہ زندگی بسر کرتا ہے‘ ہر لحاظ سے قابلِ اعتماد طرزِ عمل اختیار کیے رکھتا اور دوسری شادی بھی اسلام کے قواعد کے تحت کرتا ہے تو اس پر اعتماد نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

(سوال) میں اپنے شوہر کی دوسری شادی کے صدمے سے کیسے نجات پاؤں؟

(جواب) پہلے تو اپنے اس عقیدے کا برملا اظہار کریں کہ ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم نے اسی کی طرف جانا ہے۔ یعنی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ بار بار پڑھیں اور اس کے مفہوم کو ذہن نشین

کرتی رہیں۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کی مدد فرمائے اور آپ کے سکون و اطمینان کو بحال کرے۔ تیسرا یہ کہ روئیں اور خوب رو رو کر دل کی بھڑاس نکالیں (لیکن بچوں کی موجودگی میں نہیں) اس سے غم کی شدت میں خاصی کمی آ جائے گی۔ یہ سمجھنے کی غلطی ہرگز نہ کیجیے کہ آپ اتنے ٹھنڈے مزاج کی ہیں کہ آپ کو رونے کی بالکل ضرورت نہیں۔ جب کافی مقدار میں آنسو بہہ جائیں' تب پہلی جگہ سے اٹھیے اور معمولات زندگی میں مصروف ہو جایئے۔ اللہ پر بھروسا ایک مومن کا بڑا مؤثر ہتھیار ہوتا ہے۔ اس کی طرف امید اور خوف کے ملے جلے جذبات کے ساتھ رجوع کیجیے۔ ہاتھ اٹھا کر اس سے ہمت کی دعا مانگیے۔ شیطان مردود کے وسوسوں سے اس سے پناہ طلب کیجیے اور اعتماد کی بحالی کی درخواست کیجیے۔ پھر اس سوال کا جواب دیجیے: ''کیا میں شوہر کی پوجا کرتی ہوں یا اللہ کی؟'' آپ سمیت ہر کسی کا جواب یہی ہے ''میں صرف اللہ کی عبادت کرتی ہوں۔'' اس جواب پر خوب غور کیجیے اور اسے دل میں بار بار دوہرایئے۔ اپنے آپ کو یہ بھی یاد دلایئے کہ اہل ایمان جنت کی نعمتوں سے سرفراز کیے جائیں گے۔ حصول جنت کے لیے عملاً کوشاں رہیے۔

سوال کیا تعدد ازواج کو کامیاب بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اگلی شادیوں سے قبل ابتدائی شادی یا شادیوں کو مستحکم بنایا جائے؟

جواب بہت سی خواتین اسی خیال کی حامی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگلی شادیوں سے قبل پہلی شادی کو مضبوط بنانا بہت ضروری ہے لیکن تجربے میں آیا ہے کہ بعض عورتیں اس عذر کو بنیاد بنا کر کہتی رہتی ہیں کہ ہم فی الحال تعدد ازواج کے لیے تیار نہیں ہیں' چنانچہ وہ شوہر کو اگلی شادی سے باز رکھنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔ تاہم اس عذر کو رکاوٹ نہیں بننے دینا چاہیے۔ غور طلب سوال یہ ہے کہ فی الحقیقت ''مضبوط شادی'' کسے کہتے ہیں؟ وہ کون سے عوامل ہیں جو شادی کے استحکام کے ضامن بن سکتے ہیں؟ مختلف لوگوں کے پاس ان سوالوں کے مختلف جوابات ہیں۔ کچھ لوگ ''وقت'' کو جبکہ بعض ''شخصیت کے توازن'' کو اور بعض ''دینداری کی قوت اور اللہ کے لیے

محبت'' کو اہم عوامل قرار دیتے ہیں۔ اگر خاوند اور بیوی دونوں اللہ کی خوشنودی کے طلب گار ہیں اور اسلامی تعلیمات کو اپنے لیے مشعل راہ سمجھتے ہیں تو پھر ان کے درمیان' اللہ کی خاطر باہمی محبت ہوگی' گھر میں امن بھی ہوگا اور باہمی یگانگت بھی ہوگی۔ اس صورت حال میں ''وقت'' کا کوئی خاص کردار دکھائی نہیں دیتا۔ صحت مند شادی اور تعدّدِ ازواج کی کامیابی کے لیے اصل ضمانت دینی احساسات اور جذبۂ عبودیت ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی مثال کو دیکھ سکتے ہیں کہ آپ کی اگلی شادیاں پہلی شادیوں کے بعد مختصر سے عرصے میں ہوئیں۔ بلکہ ان کے درمیان ایک سال سے بھی کم عرصہ گزرا تھا۔ آج کل کی بعض عورتیں' شادی کے ایک سال سے کم عرصے میں خاوند کے دوسری شادی کر لینے کو اپنے لیے باعث خفت سمجھتی ہیں' لیکن ازواج نبی ﷺ نے ایسا بالکل نہیں سمجھا تھا۔ خواہ ان کی شادیاں کتنے بھی مختصر عرصے میں ہوئیں' بہت مستحکم تھیں کیونکہ وہ قرآن سے رہنمائی حاصل کرتی تھیں اور اللہ کی خوشنودی کے لیے کوشاں رہنا ان کا مقصدِ زندگی تھا۔ پہلی شادی کے مستحکم ہونے اور جڑ پکڑنے کا انتظار کرنا اور شوہر کو تعدد ازواج سے روکنا معقول بات نہیں ہے۔

سوال اگر میرا شوہر مجھے اپنی نئی شادی کی تقریب میں مدعو کرے تو کیا مجھے وہاں جانا چاہیے؟

جواب غالباً زیادہ اچھی بات یہ ہے کہ آپ نہ جائیں۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ پہلا تو یہ کہ آپ پہلے ہی ایک صبر آزما مرحلے میں سے گزر رہی ہیں۔ آپ کے جذبات فی الحال تعدد ازواج سے پوری طرح ہم آہنگ نہیں ہوسکے۔ وہاں جانے سے آپ پر ضرورت سے زیادہ دباؤ پڑ سکتا ہے۔ جب آپ اپنے شوہر کو دوسری عورت کے ساتھ نئی زندگی گزارنے کے عہد و پیماں کرتے ہوئے اور خوشی میں جھومتے ہوئے پائیں گی تو یہ منظر آپ کی طبیعت پر بہت بوجھل ثابت ہوگا۔ آپ ہی نہیں کوئی بھی عورت شاید اس صورت حال کی متحمل نہ ہوسکے۔ خاص طور پر اگر وہ اپنے منفی جذبات سے ہنوز جانبر نہ ہوسکی ہو تو یہ منظر اس کے لیے بالکل ہی ناقابل برداشت ہو جائے گا۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ عورتیں فطری طور پر حاسد ہوتی ہیں۔ اس وقت وہاں موجودگی کی وجہ سے آپ کے جذبات زیادہ بھڑک اٹھے تو کوئی فتنہ رونما ہوسکتا ہے یا تصادم کی کوئی صورت پیدا ہوسکتی ہے۔

تیسرا سبب یہ ہے کہ یہ آپ کی شادی تو نہیں ہے' آپ کی وہاں موجودگی بلا جواز ہوگی۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ آپ وہاں ان کی شادی کا دن منا رہی ہوں گی اور انہی کے بارے میں سوچتی رہیں گی' جبکہ آپ کا ہر لحہ اپنے بارے میں سوچتے ہوئے گزرنا چاہیے۔ اپنے کاموں اور اپنے مطالعے اور اپنے مشاغل کو ذہن میں لایئے تاکہ آپ کی سوچیں دوسروں پر مرتکز نہ رہیں۔ اپنے ذہن کو قرآن مجید پڑھنے' اسے حفظ کرنے' عربی سیکھنے اور مطالعہ بڑھانے میں مصروف رکھیے۔ شیطان ہم سب کا دشمن ہے' اگر آپ اپنے دل و دماغ کا دروازہ کھلا چھوڑ دیں گی تو وہ اپنا سر اندر داخل کردے گا۔ اس لیے آپ غیر ضروری جذباتی صدموں اور ممکنہ فتنوں سے محفوظ رہنا چاہتی ہیں تو اپنے دل و دماغ کے دروازے سختی سے بند رکھیں۔

سوال کیا کسی مسلمان بہن کے لیے یہ مناسب ہے کہ اگر اس نے کوئی تقریب منعقد کر رکھی ہو تو اس میں اپنی تمام سوکنوں کو بھی مدعو کرلے۔ اگر وہ انہیں نہ بلائے تو کیا یہ بدتہذیبی ہوگی؟

جواب اس سوال کا جواب اتنا عمومی نہیں کہ سب احوال اس کے تحت آ جائیں۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ تقریب کی نوعیت کیا ہے؟ اسی کے لحاظ سے مناسب یا نامناسب ہونے کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔ اگر مسلمان بہن اپنی سوکنوں کے شہر یا ملک میں نہیں رہتی بلکہ کسی دوسرے شہر یا ملک میں رہ رہی ہے تو سوکنوں کو تقریب میں مدعو کرنا' ضروری ہے نہ بدتہذیبی شمار ہوسکتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کیا ان سوکنوں کی واقف کار خواتین ایک ہی گروپ سے تعلق رکھتی ہیں یا وہ سب ایک ہی زبان بولنے والی ہیں' یہ بات بھی مدعو کرنے یا نہ کرنے کے فیصلے پر اثر انداز ہوسکتی ہے۔ تقریب کی نوعیت کا بھی خیال رکھنا ضروری ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ محض نوعیت کے حوالے سے انہیں مدعو کرنا مناسب رہے یا غیر ضروری ہو جائے' لہٰذا یہ فیصلہ آپ کو خود ہی کرنا ہوگا۔

سوال رہائش کے لحاظ سے سوکنوں کے لیے بہترین انتظام کیا ہوسکتا ہے؟ انہیں اکٹھے رہنا چاہیے یا الگ الگ؟

جواب اس سوال کے جواب کے لیے ہم رسول اللہ ﷺ اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے نمونے کو پیش نظر رکھ سکتی ہیں۔ مدینہ منورہ میں آپ کی تمام بیویاں مسجد نبوی کے نواح میں رہتی تھیں، اگرچہ ان کے مکانات باہم متصل نہیں تھے۔ اسلام کی رو سے ہر عورت خاوند کی طرف سے فراہم کردہ مکان میں رہنے کا حق رکھتی ہے۔ تاہم اگر وہ چاہے تو اس حق سے دستبردار ہوسکتی ہے۔ عورت کو چونکہ اللہ نے جذباتی اور حاسدانہ فطرت دے کر پیدا کیا ہے، اس حق کو ترک کرنا اس کے لیے بڑی مشکلات کا باعث بن سکتا ہے۔ یقینی بات ہے کہ ہم میں سے آج کوئی بھی دین کے معاملے میں نبی ﷺ کی بیویوں سے بہتر نہیں ہے۔ ان میں سے کوئی بھی اپنے علیحدہ حق رہائش سے دستبردار نہیں ہوئی۔ سوکنوں کا اکٹھے رہنا ممکن تو ہے لیکن مشترکہ رہائش سے پیدا ہونے والے مسائل اور الجھنوں سے بہت کم خواتین عہدہ برآ ہوسکتی ہیں۔ اس صورت میں ان میں سے ہر ایک کو اپنے رویے میں مناسب لچک پیدا کرنا ہوگی۔ خاص طور پر شوہر اور سوکن کی موجودگی میں زیادہ احتیاط کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ صورت حال بیویوں پر غیر ضروری دباؤ کا باعث بن سکتی ہے۔ تعدد ازواج میں رہائشی انتظامات کے سلسلے میں بہترین مثال ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہی بن سکتی ہیں، جن کے مکانات ایک دوسرے کے قریب قریب تھے۔ ان کے قریب رہنے کی وجہ سے نبیِ کریم ﷺ کے لیے ہر روز سب کے پاس جانا آسان ہوگیا تھا، جو تعدد ازواج کی کامیابی کے لیے بہت ضروری اہتمام ہے۔ اس سے سب بیویاں بے حد خوش تھیں اور خود کو آپ کی زندگی کا حصہ سمجھتی تھیں۔ قریبی رہائش بچوں کے لیے بھی آسانیاں پیدا کر دیتی ہے اور والدان کی مؤثر نگرانی کے بھی قابل ہو جاتا ہے۔ بچے ہر روز باپ سے مل سکتے ہیں اور چھوڑ دیے جانے کے احساس سے بھی محفوظ رہتے ہیں، چنانچہ تعدد ازواج کے لیے بہترین رہائشی انتظامات کے سلسلے میں نبیِ کریم ﷺ کے نمونے سے بہتر کوئی اور نمونہ نہیں ہوسکتا۔

سوال شوہر سے نفرت پیدا ہو جائے تو اس کو کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے؟

جواب نفرت کسی ایسی حرکت یا اقدام کے خلاف غصے کے احساسات کا نام ہے جو غیر منصفانہ ہو۔ نفرت اس وقت بھی پیدا ہو سکتی ہے جب وہ اقدام فی الواقع برا نہ ہو بلکہ فرض کر لیا گیا ہو کہ وہ برا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی بیوی مالی مشکلات یا گھریلو حالات میں آنے والی تبدیلیوں کو تعدد ازواج کا نتیجہ سمجھتے ہوئے اپنے شوہر سے متنفر ہو رہی ہو۔ شوہر نے دوسری شادی کر کے گناہ کا ارتکاب تو نہیں کیا گھر میں پیدا ہونے والی مالی مشکلات اللہ کی مرضی اور اس کی مصلحتوں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ بیوی کو یہ سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ کی مرضی اور فیصلے کے بغیر کوئی چیز وقوع پذیر نہیں ہو سکتی۔ اسے اس فیصلے کو دل و جان سے قبول کر لینا چاہیے۔ ایسا کرنے سے ان شاء اللہ اس کی زندگی میں اطمینان و سکون لوٹ آئے گا۔ ہو سکتا ہے کہ گھریلو حالات میں آنے والی تبدیلیاں جو شروع میں اسے ناگوار لگ رہی ہیں بالآخر خوشگوار بن جائیں اسے اپنے رب پر پورا بھروسا کرنا چاہیے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے بندے کے لیے حقیقی بھلائی اور خیر کس میں ہے۔ اسے صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا چاہیے کیونکہ صبر کا پھل بہت میٹھا ہوتا ہے۔

سوال کیا میرا شوہر اس لیے دوسری شادی کر رہا ہے کہ اسکے دل میں میرے لیے جگہ نہیں رہی؟

جواب عورتوں کے لیے یہ سمجھنا کافی مشکل ہوتا ہے کہ مرد بیک وقت ایک سے زائد عورتوں سے محبت کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ وہ اپنی اس صلاحیت کو بروئے کار لانے کے متمنی ہوتے ہیں۔ ان کی اس خواہش کو موجودہ بیوی سے محبت میں کمی سے تعبیر نہیں کرنا چاہیے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ جب کسی جوڑے کے ہاں دوسرے بچے کی ولادت ہوتی ہے تو پہلے بچے کے لیے ان کی محبت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ اس میں اضافہ اور توسیع پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دوسری شادی کر لینے سے مرد کے دل میں پہلی بیوی کی محبت میں کمی آنے کے بجائے مزید گہرائی، معنویّت اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک حالیہ تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ "عورتوں کا محبت سے دستبرداری کا امکان، مردوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ جبکہ مردوں کو ٹوٹے ہوئے

تعلقات سے پہنچے ہوئے صدمے سے جانبر ہونے میں عورتوں کی بہ نسبت زیادہ مشکل پیش آتی ہے۔''① اس تحقیق کے ماحاصل کو اگر تعدد ازواج پر منطبق کیا جائے تو مفید نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے۔نوٹ فرمایئے: ''عورتیں محبت سے زیادہ آسانی کے ساتھ دستبردار ہوتی ہیں' مرد اتنی آسانی سے پیچھے نہیں ہٹتے۔'' مرد دوبارہ' سہ بارہ شادی کر لینے کے باوجود' آسانی سے ترک محبت نہیں کرتے۔اپنی پہلی بیوی یا بیویوں سے ان کی محبت میں کمی نہیں آتی۔تحقیق کے اس جملے پر بھی غور کیجیے''مرد ٹوٹی ہوئی محبت کے صدمے سے بہ مشکل صحت یاب ہوتے ہیں۔'' اس سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ مرد تعدد ازواج کی وجہ سے اپنی پہلی بیوی یا بیویوں سے ترکِ محبت نہیں کرتے۔اگر وہ ایسا کر بیٹھتے ہیں تو یہ ان کے لیے بہت تباہ کن ثابت ہوتا ہے۔کیونکہ اس محبت کی جڑیں بہت گہرائی میں پیوست ہوتی ہیں' وہاں سے انہیں اکھاڑنا'' ''کارے دارد'' والا معاملہ ہوتا ہے' لہٰذا آپ کو اس بات پر متفکر اور مغموم نہیں ہونا چاہیے کہ آپ کا شوہر نئی شادی کر کے آپ سے ترکِ محبت کا مرتکب ہو جائے گا۔صبر و ہمت سے کام لیجیے اور مطمئن رہیے کہ اس کے دل میں آپ کے لیے بدستور محبت موجود رہے گی۔

① Kersten , Lawrence, Ph.D "Love without Fear: A path through pain to peace" chapter :11

باب سوم
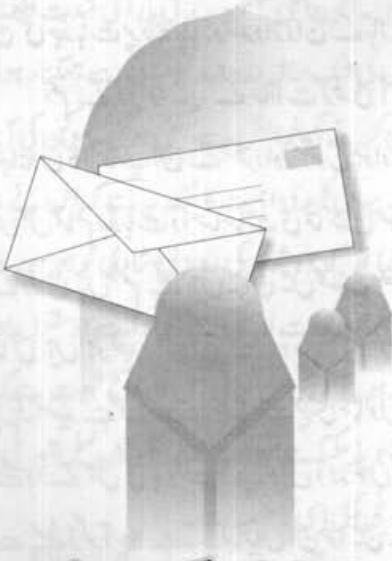
مسلمان خواتین کے ایمان افروز تجربات ومشاہدات

قلبی کیفیات کے مختلف منظر نامے

مسلمان عورت اگر مرد کی فطرت کے تمام پہلوؤں بشمول حسد' قوتِ برداشت' شدتِ جذبات اور وفورِ شوق سے کماحقہ آگاہی حاصل کر لے تو اسے اپنی زندگی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور بالخصوص تعدد ازواج کے پیچھے کارفرما حکمتوں کو سمجھنے میں بہت مدد ملے گی۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر وہ اپنے خیالات وافکار اور جذبات واحساسات کو صحیح خطوط پر استوار کر لے تو منفی اور مضرت رساں رویوں پر بہت آسانی سے قابو پا سکتی ہے۔ آپ کتاب کے اس حصے میں ایسی مسلم خواتین کے حالات پڑھیں گی جن پر واضح ہو گیا کہ تعدد ازواج کے پہلوؤں سے صحیح آگاہی ان کے لیے کتنی اہم ثابت ہوئی اور اس کی بدولت انہوں نے کس طرح اپنے ان منفی جذبات پر قابو پایا جو تعدد ازواج کے بارے میں پائے جاتے تھے۔

ہم نے دو خواتین کے حالات زندگی آپ کے سامنے لانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان دو کہانیوں کا انتخاب ان کے منفرد اور متنوع مواد کی بنا پر کیا گیا ہے۔ ہم نے محسوس کیا ہے کہ ان میں ان تمام جذبات واحساسات کی نمائندگی موجود ہے جو تعدد ازواج کے حوالے سے خواتین کے دلوں میں جنم لیتے ہیں۔ ان میں مختلف منظر نامے (Opposite Scenarios) بھی شامل ہیں جو تعدد ازواج سے دوچار مسلم خواتین کے تجربات کے تنوع کی عکاسی کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ہمت واستقامت پر مبنی مثالوں سے آپ کو بہترین رہنمائی ملے گی اور ان سے ملنے والے سبق کی بدولت آپ کو ان آدرشوں کو عملی جامہ پہنانے میں آسانی ہو گی جن کا اس سے پہلے ذکر آ چکا ہے۔ یہ کہانیاں ان خواتین کے حقیقی تجربات پر مبنی ہیں جنھوں نے سوکناپے سے پیدا شدہ منفی احساسات پر قابو پانے میں کامیابی حاصل کی۔

ہم نے کہانی کے کرداروں کے نام تبدیل کر دیے ہیں تا کہ ان کی نجی زندگی کا اخفا برقرار رہے اور بعض ایسی واقعاتی معلومات بھی حذف کر دی ہیں جن کا اصل واقعات سے براہ راست تعلق نہیں تھا۔

امّ لیلیٰ کے سبق آموز تجربات

تعدد ازواج کے سلسلے میں پہلا ذاتی تجربہ جو ہم آپ کے سامنے لا رہے ہیں وہ ہماری ایک بہن امّ لیلیٰ کو حاصل ہونے والا تجربہ ہے جو بہت سے پہلوؤں سے منفرد اور غیر معمولی ہے اور اس سے نہایت اہم سبق ملتا ہے' اسی اہمیت کی وجہ سے اسے یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

امّ لیلیٰ کو اس تجربے سے تنہا گزرنا پڑا' اسے اپنی دوستوں میں سے کسی کی مدد حاصل نہیں تھی۔ اس نے سوچا کہ اس پر جو کچھ بیت رہی ہے' اس کے بارے میں اس نے کسی کو راز داں بنایا تو اسے منفی ردعمل ہی ملے گا اور سارا الزام اس کے شوہر کے سر ہی آئے گا۔ اس طرح وہ اپنے احساسات اور جذبات سے خود ہی لڑتی رہی۔ اس داخلی کشمکش نے کئی بار اتنی شدت اختیار کر لی کہ نا قابل برداشت ہوگئی' لیکن بالآخر اس کی ایک سالہ جدو جہد کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور اس نکتے پر پہنچ گئی کہ وہ شوہر کی دوسری شادی کرنے کی خواہش سے متفق ہوگئی۔ سوکن کی آمد کو ذہناً قبول کر کے اس کے دل کو سکون آ گیا۔ یہاں کلیدی اہمیت کا نقطہ یہ ہے کہ اس نے یہ فیصلہ دل و جان سے کیا تھا اور دل میں تہیہ کر لیا تھا کہ وہ شوہر کی دوسری شادی کو بہر صورت کامیاب بنائے گی۔ اپنے اندر ایسی تبدیلی ہر مسلمان عورت لا سکتی ہے' خواہ اسے دوستوں اور رشتہ داروں کی طرف سے حمایت حاصل ہو یا نہ ہو۔ امّ لیلیٰ کی کہانی اس کا واضح ثبوت ہے کہ انسان اللہ کی مدد سے اپنے تمام منفی جذبات پر قابو پا سکتا ہے اور اپنے نقطۂ نظر میں مکمل تبدیلی لا سکتا ہے۔ تعدّدِ ازواج سے متعلق موقف میں تبدیلی بھی اسی کا حصہ ہے۔

بطور انسان ہم مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں اور زندگی بھر ہم میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ بطور مسلمان ہمارا ایمان بڑھتا اور کم ہوتا رہتا ہے۔ ہم کوئی جامد مخلوق نہیں ہیں کہ ہمارا انداز

زندگی، ہماری سوچیں اور ہمارے احساسات، جوں کے توں رہیں۔ بہت سی مسلمان عورتیں ہمارے اس خیال کی تصدیق کرتی ہیں کہ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کے خیالات میں زبردست تبدیلیاں آئیں۔ ان کے سابقہ عقائد کی جڑیں یکے بعد دیگرے اکھڑتی چلی گئیں اور ان کی جگہ وہاں نئے عقیدے کا پودا پھلنے پھولنے لگا، چنانچہ بحیثیت مسلمان ہم تعدد ازواج سے متعلق اپنے منفی جذبات سے دستبردار ہو چکی ہیں۔ اس مسئلے پر ہمارے دل طمانیت کی دولت سے معمور ہیں اور ہم نے اسے اپنی ذاتی زندگیوں میں پوری طرح قبول کر لیا ہے۔

امّ لیلیٰ اپنے طرز عمل میں مکمل تبدیلی لانے میں کامیاب ہوگئی اور ایمان اس کے قلب و نظر میں رچ بس گیا۔ یہ سب کچھ اللہ کے کرم اور اس کی عنایات کا نتیجہ ہے۔ بعض مرحلوں میں وہ جذباتی کشمکش سے دوچار ہوئی مگر اس نے جدوجہد ترک نہیں کی اور اللہ کی مدد سے اپنے منفی جذبات پر غالب آگئی۔ اللہ سب سے بڑا مددگار ہے، ہمیں اس کی ذات پر پورا بھروسا رکھنا چاہیے۔

آیئے دیکھیے: امّ لیلیٰ اپنے تجربات کیسے بیان کرتی ہیں:

❁ **داستان عزم وعمل:** میری کہانی کا آغاز میری شادی کے پانچویں سال ہوا۔ میں خود کو تعدد ازواج کے خطرے سے بالکل محفوظ سمجھتی تھی کیونکہ میں اپنے خاوند سے اس موضوع پر پہلے ہی گفتگو کر چکی تھی اور اس نے مجھے اطمینان دلاتے ہوئے کہا تھا: ''مجھے تعدد ازواج سے سرِ دست کوئی دلچسپی نہیں ہے۔''

''چلیے ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔'' یہ کہہ کر میں مطمئن ہوگئی۔ مجھے چاہیے تھا کہ میں ''سردست'' کے الفاظ پر چونک پڑتی اور اس سے اس کی وضاحت کرا لیتی مگر ایسا نہ کر سکی اور یوں ہم رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔ میں اس کے پیار میں ڈوب گئی اور اس نے بھی مجھے بہت خوش رکھا۔ میں اس کے بچوں کی ماں بنی اور اگلے پانچ سالوں تک اس کی دوست اور اس کی معاون و مددگار بھی بنی رہی۔ پھر کیا ہوا کہ ایک روز اس نے مجھے اپنی ایک اور شادی کرنے کی آرزو سے مطلع کر دیا۔ مجھے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔ یا اللہ! میں یہ کیا سن رہی ہوں؟ یہ ایک شدید دھچکا

تھا مگر یہ گزر گیا اور میں سنبھل گئی۔ دعاؤں نے مجھے سہارا دے دیا۔ مگر ذہنی طور پر یہ سفر میں نے کیسے طے کیا، میری اس عرصے کی ڈائری کے اوراق ملاحظہ فرمائیے:

21/اگست: میری زندگی مجھ پر بوجھ بن گئی ہے، بس حد ہو گئی، مجھ سے مزید برداشت نہیں ہوگا۔ آخر میں نے اس سے شادی کیوں کی تھی؟ اب اس کے ساتھ گزارا نہیں ہو سکتا۔ میں آیندہ اسے خود کو چھونے تک کی اجازت نہیں دوں گی۔ اس نے مجھ سے ایسا کیوں کیا؟ مجھے اتنا دکھ کیوں دیا؟ ہم آپس میں دوست بھی تھے، ہم اتنے قریب تھے کہ کوئی تصور تک نہ کر سکتا ہوگا۔ میرا خیال تھا کہ وہ مجھ سے ٹوٹ کر محبت کرتا ہے اور ہر وقت مجھے آنکھوں کے سامنے دیکھنا چاہتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہم دونوں اکٹھے زمین پر اترے ہیں۔ مگر اب اتنی تبدیلی کیسے آ گئی؟ کیا زمین و آسمان بدل گئے ہیں، کیا مجھ میں کوئی نقص پڑ گیا ہے؟ پہلے والی چاہتیں کدھر گئیں؟ اس نے مجھ سے رخ موڑ لیا ہے اور دوسری عورت سے عشق لڑا رہا ہے۔ مجھ سے کون سی بھول ہوئی کہ میں اس سلوک کی مستحق جا ٹھہری ہوں، اب میں کیا کروں، کہاں جاؤں؟ پتہ نہیں کل کا دن میرے لیے کیسا رہے گا؟ بخار سا محسوس کر رہی ہوں، بہت تھک چکی ہوں اور میری قوت جواب دے گئی ہے۔ مجھے اسے دیکھنے اور اس کی آواز سننے سے اب کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ میں اور یہ سلوک؟ کیوں آخر کیوں؟

یکم ستمبر: آج وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ''وہ خاندان کو تباہ نہیں کرنا چاہتا۔'' مگر ہم برباد تو ہو چکے ہیں، کہاں ہے اب خاندان؟ جو کچھ تھا وہ نہیں رہا۔ میری محبت مر چکی ہے۔ میرا رونا ہی بند نہیں ہو رہا۔ میں اندر سے بہت دکھی ہوں۔ مگر دوستوں سے مسکرا مسکرا کر ملتی ہوں جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ اپنے بچوں سے بھی ہنستی کھیلتی ہوں جیسا کہ سب کچھ ویسے کا ویسا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ بچے جانتے ہیں کہ ہماری ای جان کے ساتھ کچھ ہو گیا ہے۔ مگر میرے شوہر نے مجھ سے ایسا کیوں کیا ہے؟ کیا میں بطور بیوی اتنی بری ہوں کہ وہ میری جگہ دوسری عورت لانے کی ضرورت محسوس کر رہا ہے؟ ہو سکتا ہے کہ میرے جسم میں اس کے لیے کوئی کشش باقی نہ رہی ہو۔ میں نے

اس سے شادی کیوں کی تھی؟ اُف! اللہ تو میری دستگیری فرما۔ اب مزید دکھ برداشت کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں رہی؟ میں اس کی شکل مزید نہیں دیکھنا چاہتی۔ میں نے تو اس سے بہت محبت کی تھی، وہ مجھ سے کیوں نفرت کرتا ہے؟ کیا میرے سینگ نکل آئے ہیں یا میں چڑیل بن گئی ہوں؟

11 / اکتوبر: ڈائری لکھنے کی عادت پڑی ہوئی ہے، اس لیے قلم گھسیٹ رہی ہوں۔ اس وقت اتنی افسردہ ہوں کہ قلم پکڑنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ کاش تم مجھے مخاطب کر سکتے اور کہتے: ''چلو چھوڑو، سب ٹھیک ہو جائے گا، تمہاری سب پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ اب میں بہت تھکی ہوئی ہوں۔ پتہ نہیں یہ کیفیت کب تک رہے۔ میں جانتی ہوں کہ وہ میری دلجوئی کرنا چاہتا ہے۔ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ اس نے خود ڈنر پکایا، بچوں کو کھلا پلا کر بیڈ پر لٹا دیا اور مجھے ایک تحفہ دیا۔ یہ ایک انگوٹھی تھی جس میں تین حلقے (Loops) تھے۔ اس نے کہا: ''ان میں سے ایک حلقہ اس کے لیے ہے، دوسرا میرے لیے اور تیسرا اللہ کے لیے ہے۔'' اس نے کہا: ''ہم ان شاء اللہ ہمیشہ اکٹھے رہیں گے۔'' میں نے انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن لی، اس نے اسے بوسہ دیتے ہوئے کہا: ''میں تجھ سے بہت پیار کرتا ہوں، تم نے مجھے کتنی ہی خوشیاں دی ہیں۔'' پیار کے یہ بول سن کر میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔ میں نے کہا: ''تم جھوٹے ہو، تمہیں مجھ سے کوئی پیار نہیں، بلکہ کبھی رہا ہی نہیں ہے۔''

19 / اکتوبر: اس نے کافی پہلے مجھے اپنی دوسری شادی کی خواہش سے مطلع کیا تھا، غالباً یہ دو ماہ پہلے کی بات ہے۔ مجھے اس سے بہت صدمہ پہنچا تھا جو آج بھی تازہ ہے اور بے اختیار آنسو بہہ نکلتے ہیں۔ میں اس صدمے کو بھلانے کی بہت کوشش کرتی ہوں۔ ہنسی خوشی دن گزارنے کی کوشش کرتی ہوں تاکہ وہ یہ سمجھے کہ میں اس پر قابو پا رہی ہوں، یا ایسا کرنے میں کامیاب ہو چکی ہوں، جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مجھ میں اتنی طاقت ہی نہیں رہی کہ اس سے نئے سرے سے بحث کر سکوں۔ میرے اندر کچھ بھی نہیں بچا۔ کاش میری کوئی ایسی دوست ہوتی جو میرے اندر کی کیفیتوں کو جان سکتی۔ ہر کوئی اپنے اپنے گھریلو معاملات میں مگن ہے۔ کسی کو کیا پڑی ہے کہ

میرے دکھ بانٹتا پھرے۔ میں سوچتی ہوں' میرا ''ایمان'' کہاں گیا؟ میں اپنی زندگی شوہر کے بارے میں سوچ سوچ کر کیوں خراب کروں؟ اگر اس نے ایسا کرنا ہی ہے تو کر لے۔ میں اپنی جگہ قائم رہوں گی۔ میرے بچے ہیں' ان کی دیکھ بھال کروں گی' اس سے شادی کو جیسے تیسے کر کے نباہ لوں گی۔ زیادہ قربت نہ ہوئی تب بھی فکر نہیں۔ اس سے زیادہ سروکار رکھنا ضروری نہیں ہے۔ میں نے اسے اپنا سب کچھ دیا ہے اور وہ مجھے پچاس فیصد یا اس سے بھی کم دینا چاہتا ہے' چلو یونہی سہی۔

21/ جنوری: تمہیں مخاطب کیے ہوئے کافی عرصہ ہو چکا ہے۔ میں تم سے کچھ کہنا چاہتی تھی مگر کہتے ہوئے ڈرتی تھی۔ دراصل تمہیں کچھ زیادہ کہنا نہیں چاہتی تھی۔ ایسا کرنے سے فائدے کی بہ نسبت نقصان زیادہ محسوس ہوتا تھا۔ آخر کار میں نے تعلقات کو زیادہ اہمیت دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میرے لیے اس وقت سب سے مشکل بات یہ ہے کہ میں تم سے اب بھی محبت کا دم بھروں۔ تمہارے ہاں جو کچھ کہا جا رہا ہے' میں اس میں معقولیت تلاش کرنے کی پوری کوشش کر رہی ہوں۔ میرے احساسات مجھے آہستہ آہستہ ہلاک کر رہے ہیں۔ مجھے دلی طور پر مضبوط ہونے اور حقیقت یا سچائی کا سامنا کرنے کے قابل ہونا چاہیے۔

3/ فروری: آج اس نے میرے ہاتھ پکڑے اور میرے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے یقین دلایا کہ اسے مجھ سے بہت محبت ہے اور میری بڑی قدر کرتا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ وہ کسی غیر مرد کو مجھے چھونے کی اجازت نہیں دے گا۔ اس نے کہا کہ میں نے اسے بہ حیثیت مرد بہت خوش اور مطمئن رکھا۔ اس نے میرے چہرے کو اوپر کر کے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں' دونوں انگوٹھوں سے میرے رخسار سہلاتے سہلاتے مجھے اپنے ساتھ چمٹا لیا اور کہا: ''تو میری جان ہے۔'' میں اس کے کندھے پر سر رکھ کر بڑی دیر تک روتی رہی۔ میں اس لمحے کو ہاتھ سے کیوں جانے دیتی؟

16/ فروری: میں نے دوبارہ کوششیں شروع کر دیں۔

22/ مئی: آج ہماری ٹیلی فون پر بات ہوئی۔ اس نے پوچھا میری تعدد ازواج کے بارے

میں کیا رائے ہے؟ تم جانتی ہو کہ میں نے جب پچھلا خط لکھا تھا تو اس کے بعد سے اب تک کیا کچھ رونما ہو چکا ہے؟ ہم پر بڑی آزمائش آئی' ہمیں اپنا گھر چھوڑنا پڑ گیا اور ہم اپنے گھر سے محروم ہوگئے۔ وہ اپنی ماں کے ہاں جا ٹھہرا اور میں اپنی ماں کے گھر چلی گئی۔ اب تین ماہ سے ہم الگ الگ رہ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ اچھا ہی ہوا کیونکہ اس کی وجہ سے مجھے اپنا ذہن صاف کرنے کا موقع مل رہا ہے جس میں میں ٹھنڈے دل سے غور کرسکتی ہوں کہ مجھے اس کے ساتھ رہنا چاہیے یا نہیں؟ مجھے اس کی یاد بہت ستا رہی ہے۔ اس سے الگ ہونے سے میرے احساسات میں جو لہریں اٹھیں میں نے ان کے بارے میں سوچا تک نہ تھا۔ مجھے اس کا لمس (Touch) بہت یاد آرہا ہے۔ یہ وہی کیفیت ہے جو طلاق لینے کی صورت میں پیدا ہوسکتی تھی کیا ایسا نہیں ہے؟ چنانچہ اب سوال یہ ہے کہ میں حقیقتاً کیا چاہتی ہوں؟ اس سے دور رہتے رہتے میرے اندر ایک قوت ابھر رہی ہے اور حوصلہ بلند ہو رہا ہے جس کی وجہ سے مجھ میں یہ جرأت پیدا ہوگئی ہے کہ میں زندگی کے حقائق (یعنی شادی کو برقرار رکھنے یا نہ رکھنے) کا سامنا کر سکوں۔ میں اسے تبدیل نہیں کرسکتی۔ وہ اللہ کی تخلیق ہے' میں کون ہوں کہ اس کی اس تخلیق کو ناقص کہوں' چنانچہ پچھلے چند ہفتوں سے میرا ذہن حتمی فیصلے پر مرکوز ہے۔ مجھے بالآخر ایک فیصلہ کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ میری شادی کامیابی سے ہمکنار ہونی چاہیے۔ میں اس میں ناکام نہیں ہونا چاہتی۔

28 / مئی: اے میری پیاری ڈائری! تو کتنی سندر ہے کہ میں تجھے اپنی ہمراز بنائے رکھتی ہوں۔ میں نے تجھ میں اپنا آخری اندراج دیکھا تو کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ کیا میں نے تمہیں بتایا تھا کہ ٹیلی فون پر اس سے میری گفتگو کیسی رہی؟ اس نے تعدد ازواج کے بارے میں میری رائے پوچھی تھی ''بتاؤ' اب تمہارے احساسات کیا ہیں؟'' پتہ ہے میں نے کیا جواب دیا؟ میں نے کہا: ''مجھے سوچنے سمجھنے کے لیے اور وقت دے دو۔'' اس پر وہ ہنس پڑا اور بولا: ''چلو سوچ لو۔'' اب سوچنے کو کیا رہ گیا ہے؟ ہم سب اپنے گھر کو سدھارنے لگے ہیں جہاں وہی ہمارے

معمولات ہوں گے جو پہلے ہوا کرتے تھے۔یعنی میں ''بیوی'' بن کر رہوں گی۔ ہے نا وہی بات! میں ان لمحات کا شدت سے انتظار کر رہی ہوں' مجھے اس کی عورت بننا بہت یاد آ رہا ہے۔اللہ مجھے صحیح سوچ عطا کرے تا کہ میں یہ دیکھ سکوں کہ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ بہر حال میں نے شادی کو کامیاب بنانے کا عزم کر رکھا ہے۔تمہاری کیا رائے ہے؟ اے میری راز داں ڈائری!

30 / جون: مجھے تمہارے اندر کچھ لکھنے سے ڈر لگتا ہے لیکن مجھے کچھ لکھنے کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی تھی کیونکہ کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ میں سکون کے فرضی محل کے گرد چکر کاٹ رہی ہوں۔ شوہر سے میرے تعلقات خاصے بہتر ہو گئے ہیں۔ ہم آپس میں پہلے سے زیادہ محبت کرنے لگے ہیں۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہ مجھ سے سچ مچ محبت کرتا ہے مگر اس کا زبانی اقرار نہیں کرتا۔شاید اظہار کرنے میں کوئی خاص بات مانع ہے۔اس کی محبت میں پہلے سے زیادہ گرمجوشی کا احساس ہونے لگا ہے۔اس کے رویے میں نمایاں تبدیلی اس وجہ سے آئی ہے کہ وہ محسوس کر رہا ہے کہ میں اصل بات کو پا چکی ہوں اور اس کی ایک سے زائد بیویاں رکھنے کی خواہش کو درست تسلیم کرتی ہوں۔اے میری ڈائری! تمہیں معلوم ہے کہ میں نے یہ جملہ کوئی دکھ محسوس کیے بغیر لکھا ہے۔ یہ اس لحاظ سے ترقی کی طرف ایک بھرپور قدم ہے کہ تقریباً ایک سال قبل میں اس مسئلے پر لکھنا تو درکنار' سوچنا تک گوارا نہیں کرتی تھی لیکن اب میں محسوس کرتی ہوں کہ میں رونے دھونے کی حدود سے آگے نکل چکی ہوں۔ میں اپنے جنت کے ٹکٹ کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتی۔ میرا شوہر' ایک حلال اور جائز کام کرنا چاہتا ہے' اس پر میں صف ماتم بچھا کر کیوں بیٹھ جاؤں؟ میں اس صورت حال کو بھی قبول کرنے سے انکاری ہوں کہ میں اپنے بچوں کو باپ کے سایۂ عاطفت سے دور رکھ کر جوانی کی منزلیں طے کراؤں' چنانچہ میں نے بعض چیزوں کے بارے میں اپنی رائے تبدیل کر لی ہے۔اب میری آنکھیں تھک گئی ہیں' اے میری ڈائری! میں ان شاءاللہ دوبارہ تمہارے پاس آ موجود ہوں گی۔

9 / جولائی: اب رات ہو چکی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرے خاوند اور میرے درمیان

معاہدہ طے پا رہا ہے۔ اس سے کچھ ڈر بھی لگتا ہے کہ کہیں وہ میرے ہاتھ سے نکل ہی نہ جائے میں اپنی مضبوطی چاہتی ہوں۔ اسی لیے میں نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ میرا جی نہیں چاہتا تھا کہ خود کو محتاجِ محبت سمجھتی رہوں اور بار بار یقین دہانیاں طلب کرتی رہوں۔ کچھ عرصہ سے میرا دماغ قسم قسم کے خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ افسردگی نے مجھے نچوڑ کر رکھ دیا ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ میں اپنے من یا اپنے گھر میں کس قسم کا ردوبدل چاہتی ہوں۔ البتہ میری دلی تمنا ہے کہ میں سچی مسلمان بنوں' لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک میری نمازیں صحیح معنوں میں خشیّت والی نمازیں نہ بن جائیں۔ میں نے خود کو تہجد کی عادی بنانے کے لیے کئی طریقے آزمائے لیکن کامیاب نہیں ہو سکی۔ ہر طریقہ ناکام ہو گیا ہے۔ میں اور کیا کر سکتی ہوں؟ خود کو تہجد کی عادی نہ بنا سکی تو کچھ بھی نہیں بن پائے گا۔ اب بہت تھک چکی ہوں۔

12 / جولائی: آج گھر میں صفائی ستھرائی اور دھلائی کا دوسرا دن تھا۔ نہانے دھونے کے علاوہ افراد خاندان کی کچھ اور ضرورتیں بھی تھیں جو آج پوری کر لی گئی ہیں۔ ان سرگرمیوں کی یکسانیت سے مجھے کچھ بیزاری سی محسوس ہونے لگی ہے۔ تاہم اس کی عادی بننے کی کوشش کر رہی ہوں۔ ویسے یہ زیادہ مشکل کام نہیں لگتا جیسا کہ پہلے لگا کرتا تھا۔ ادھر ربیعہ کے چیخنے کی آواز آ رہی ہے' اچھا چل کر دیکھتی ہوں اسے کیا ہو گیا ہے؟ رونا دھونا اس کی عادت بن گیا ہے' اس کے بارے میں کچھ سوچنا پڑے گا۔

18 / جولائی: آج میں مایوسی اور بددلی کی وجہ سے آپے سے باہر ہو گئی اور سارا غصہ حسانہ پر اتارا جسے اتنا بھی پتہ نہیں کہ زرد رنگ کون سا ہوتا ہے؟ جب میں اس کی کسی حماقت پر چیختی ہوں تو اپنی نظروں میں خود کو بھی بہت چھوٹی اور قابل رحم سمجھتی ہوں۔ میں نے بعد میں حسانہ سے معذرت کی اور اسے مختلف رنگوں کی شناخت کرنا سکھاتی رہی۔ بہرحال اس واقعہ نے مجھے احساس دلایا کہ مجھے اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا سیکھنا چاہیے۔ مجھے معلوم ہے کہ اس کی ایک وجہ نیند سے محرومی بھی ہے۔ میں کافی عرصہ سے سکون کی نیند نہیں سو سکی لیکن اس سے مجھے اپنی

بیٹی پر غصہ اتارنے کا حق نہیں۔ مجھے صبر اور ضبط وتحمل سے کام لینا چاہیے۔ میں نے خاوند سے اپنے تعلقات خاصے بہتر بنا لیے ہیں۔ جب سے اس نے اپنی والدہ کے ہاں رہنا شروع کیا تھا ہمارے درمیان کبھی تلخ کلامی نہیں ہوئی۔ میں نے بھی اپنی زبان کو بہت زیادہ کنٹرول کرنا سیکھ لیا ہے۔ میں ذہن میں آئی ہر بات نہیں کہہ ڈالتی' بولنے سے پہلے تولتی ہوں کہ کیا یہ بات زبان پر لائے جانے کے قابل ہے یا نہیں؟ اگر کہنے کے لائق ہو تو پھر انتظار کرتی ہوں تاوقتیکہ غصے میں آئے بغیر اس کا اظہار کرنا ممکن ہو جائے' یعنی تبادلہ خیال کے لیے فضا سازگار ہو جائے۔ میں اپنے خاندان اور اپنی ذاتی زندگی سے محبت کرتی ہوں۔ خاندان کی عزت میری عزت ہے' اس کا سکون میرا سکون ہے' اچھا اب سونے کا وقت ہو گیا ہے۔

27/ جولائی: میں کسی ایسے دوست کی متلاشی ہوں جس سے کھل کر باتیں کر سکوں تاکہ میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔ جن دنوں یہ بوجھ زیادہ ہوتا ہے میری طبیعت ناساز ہو جاتی ہے۔ میں اپنی حالت سدھارنے کے لیے کوشاں رہتی ہوں لیکن کبھی کبھی مغلوب الحال ہو جاتی ہوں' اس لیے دل کا غبار نکالنے کی تدبیریں کرتی رہتی ہوں۔ میں نے اپنے طور پر چند ''ورد'' وضع کیے ہیں' انہیں پڑھتی رہتی ہوں۔ اسے آپ میری خود کلامی کہہ لیجیے۔ انہیں کاغذ پر لکھتی بھی رہتی ہوں۔

میرے ورد اور میرے عزائم!

○ غصے کو اپنا ماضی بنانا' مستقبل نہیں۔ ○ صبر کو اسلحہ بنانا۔ ○ قربانی کو اپنی قوت بنانا۔

○ درد کو اپنا حلیف بنانا۔ ○ علم کو اپنی بنیاد بنانا۔ ○ دھیمے الفاظ کو اپنی ڈھال بنانا۔

○ عجز وانکسار کو ذریعۂ وقار سمجھنا۔

ان فقروں کے بنیادی الفاظ ایک نظر میں یوں ہیں:

○ میرا مستقبل ○ میرا اسلحہ ○ میری قوت ○ میرا حلیف ○ میری بنیاد

○ میری ڈھال ○ میرا وقار۔

✿ **عہد کی تجدید:** امید ہے کہ میں اپنے عزائم کی تکمیل میں کامیاب ہو جاؤں گی۔ میں ہر روز

ان کے بارے میں سوچتی ہوں اور اپنے عہد کی تجدید کرتی ہوں۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے' ان میں سے ہر لفظ میری کمزوری کی یاد دلاتا رہتا ہے اور میں اس پر قابو پانے کی کوشش کرتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ میری کوئی ایسی دوست ہوتی جو میری ہی طرح' اپنا دل کھول کر رکھ دیتی۔ ہم اس پر تبادلہ خیال کرتیں اور کمزوریوں پر قابو پانے میں اپنی اپنی پیشرفت کا موازنہ کرتیں۔ مجھے پتہ نہیں کہ مجھے اور کیا کہنا چاہیے۔ خود کو بوجھ تلے دبی ہوئی پاتی ہوں۔ میرا شوہر یہ فقرہ دوہراتا ہے ''مجھ جیسا کوئی نہیں'' ہر دن بہتری کے لیے نئی جدو جہد کا راستہ دکھاتا ہے لیکن اگر آپ اس راستے سے واقف نہیں تو جدو جہد کیسے کریں گے اور بہتری کیسے آئے گی؟

7 / اگست: کچھ دنوں سے میرا شوہر خود کو بوجھ تلے آیا ہوا محسوس کر رہا ہے' اس لیے میں بھی مغموم رہنے لگی ہوں۔ میں اپنا منہ بند رکھتی ہوں۔ بعض اوقات جی چاہتا ہے کہ اس سے کچھ بھی نہ مانگا کروں۔ جب دیکھتی ہوں کہ ہمارے حالات اچھے نہیں تو پوری کوشش کرتی ہوں کہ اس سے مانگنے کی نوبت ہی نہ آئے۔ میری یہی تمنا ہے کہ میں اس کے لیے دنیا کی بہترین بیوی ہونے کا ثبوت دوں' لیکن بعض اوقات یہ دنیا کا مشکل ترین کام دکھائی دیتا ہے۔

11 / اگست: مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میرا استحصال ہو رہا ہے لیکن اس میں اس کا کوئی قصور نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس نے میرے ساتھ رہنے کے لیے انتہائی دیانتدارانہ کوشش کی ہے اور جو کچھ بھی اس کے بس میں تھا اس نے کر ڈالا ہے۔ میں بڑی الجھنوں میں مبتلا ہو گئی ہوں۔ کوئی بھی ایسا سمجھدار بندہ نہیں جس سے بات کر کے دل کی بھڑاس نکال سکوں۔ حسد' رنج' غصے' احساسِ تنہائی اور ضعفِ ایمانی نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے اور وہ دوسری عورتوں کے چکر میں ہے اور جلد از جلد مجھ پر سوکن لا رہا ہے۔ مجھے اب بھی ایسا لگتا ہے جیسے مجھے استعمال کیا گیا ہے۔ میں ایک چھوٹی سی سادہ لوح لڑکی تھی جو اس خوبصورت شخص پر مر مٹی۔ اس نے دل سے مجھے کبھی نہیں چاہا۔ کوئی پتہ نہیں کہ وہ مجھ سے کس قسم کی محبت کا دعویٰ رکھتا ہے۔ مجھے اس محبت کے بارے میں سوچتے اور لکھتے ہوئے خوف آتا ہے۔ وہ کسی پختہ کار عورت سے شادی کی باتیں کیا

کرتا تھا۔ اب اپنے ارادوں کو عملی جامہ پہنانے لگا ہے۔ میں اس فضول آدمی کے بارے میں اپنے دل میں کوئی جذبہ محسوس نہیں کرتی۔ میرا خیال تھا کہ اس سے دور چلے جانے سے مسئلہ حل ہو جائے گا' لیکن نہیں ہوا۔ بہر حال میں اپنے دل میں محبت اور نفرت کے ملے جلے جذبات بسائے آ کھڑی ہوئی ہوں۔ میرے دامن میں قربانیاں دے دے کر دکھ اٹھانے کی یادوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ ایسے آدمی کو کیسے قبول کر سکتی ہیں جس کو آپ تو ٹوٹ کر چاہیں اور وہ کسی اور عورت سے پیار کی پینگیں چڑھا رہا ہو؟ میں تو ایسا نہیں کر سکتی۔ میں ناکامیوں سے دوچار ہونے کے باوجود اپنی کوششیں جاری رکھوں گی۔ میں روؤں گی نہیں۔ وہ اس قابل نہیں کہ اس کے لیے آنسو بہائے جائیں۔ وہ صرف درد کا مستحق ہے۔ کاش میرا کوئی ایسا دوست ہوتا جس کی مدد سے میں یہ لڑائی جیت سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک مرد ہی تو ہے جو صرف اپنی روح' اپنی ضرورتوں اور اپنی خواہشوں کی خاطر زندہ رہنا چاہتا ہے۔ میرے آنسو' میرے مضطرب جذبات اور میری روح کے گھاؤ' اس کی خصلتوں کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ میں نے بطور بیوی اسے ہر ممکن راحت پہنچائی مگر اُدھر سے سرد مہری کے سوا کچھ وصول نہ ہوا۔ اب میں اس سے نفرت کرنا چاہتی ہوں' مجھے یہی راستہ آسان لگتا ہے۔ میں تھک چکی ہوں۔ میں چاہتی تو ہوں کہ خود کو اس کے لیے ہی وقف کیے رہوں اور اپنا سب کچھ اس کے حوالے کر دوں' مگر ایسا نہیں کر سکوں گی کیونکہ اس کے جواب میں وہ اپنا سب کچھ مجھے نہیں دے گا۔ وہ اپنے رویے کے لیے کئی دلائل لائے گا لیکن میں انہیں کوئی اہمیت نہیں دیتی۔

14 / اگست: آج سارا دن کسی ایسے سہارے کی تلاش میں گزرا جو مجھے ٹوٹنے سے بچا سکے۔ میں اپنے اندر ہمت پیدا کرنا چاہتی ہوں اور قوت کو بحال کرنا چاہتی ہوں۔ کاش کوئی ایسا طریقہ ہوتا کہ یہ درد مجھ سے کوسوں دور چلا جاتا۔ آخر اس کی شدت بڑھتی کیوں جا رہی ہے؟ مجھ سے اب مزید برداشت نہیں ہوتا۔ میں بے حد خوفزدہ ہوں۔ سب کچھ آپس میں گڈمڈ ہو رہا ہے۔ افسردگی' تنہائی اور غموں نے مجھے نچوڑ دیا ہے۔ ان سے جان چھڑانے کے لیے مجھے جو ہمت اور

طاقت درکار ہے' وہ میں کہاں سے لوں؟ میں اس اندھیرے میں سے اس طرح نکلنا چاہتی ہوں کہ میں بچ بھی جاؤں اور میری روح بھی زخمی ہونے سے محفوظ رہے۔ مجھے اپنے سوالوں کے جوابات اور ان کی وضاحت بھی چاہیے۔ میں خود کو طفل تسلیاں دے دے کر تھک چکی ہوں۔ میں آیندہ آنے والی تبدیلیوں سے خائف ہوں۔ وہ ایسی عورت سے کیوں شادی کر رہا ہے جو دین پر عمل نہیں کرتی؟ وہ یقیناً میری پسند کی عورت نہیں ہوگی۔ وہ کسی بھی کافر جادوگرنی سے بہ آسانی شادی کر سکتا ہے لیکن ان تبدیلیوں سے میں کیسے نمٹوں گی جو اس کے آنے سے میرے لیے پیدا ہوں گی؟ میں ان عورتوں کے حسن کی دل ربائیوں کا کیسے مقابلہ کروں گی؟ میں اچھا لباس پہننے اور اپنے اندر جنسی کشش پیدا کرنے کے لیے بہترین لباس زیب تن کر سکتی ہوں لیکن اس دوڑ میں شامل ہو جانے کی افادیت کیا ہے؟ میں غالباً اس کے لیے محض ایک پرانا آرام دہ جوتا بن کر رہ گئی ہوں۔ میں اس سے ہمیشہ پیار بھرے تعلقات کی متمنی رہی ہوں۔ اس خواب سے دستبرداری نہایت اذیت ناک ہوگی۔ مجھے پتہ ہے کہ یہ تجربہ اتنا مشکل کیوں ہے؟ میں اس کے خلاف لڑ رہی ہوں۔ اگر یہ لڑائی کسی اور کے ساتھ ہونے والی ہوتی تو میں یہ راستہ ہی ترک کر دیتی' لیکن میں اپنے آپ سے تو جدا نہیں ہو سکتی۔ اس وقت میں خود سے اس لیے ناراض ہوں کہ میں نے اس سے کیوں پیار کیا تھا اور اسے کیوں اتنا چاہا تھا؟ اس لیے ناراض ہوں کہ اس اذیت سے نجات پانے کا کوئی راستہ نہیں۔ ہر روز ایک نئے درد سے آشنا ہو رہی ہوں۔ جو خیال بھی آتا ہے' اس کے ساتھ ایک نیا رنج ہوتا ہے' ایک سے نمٹتی ہوں تو اس کی جگہ دوسرا آ جاتا ہے۔ میں ایک مضبوط عورت اور ایک توانا شخصیت ہوں۔ میں دب کر نہیں رہوں گی۔ مجھ پر کوئی قابو نہیں پا سکے گا۔ میں یہ جنگ جیت کر رہوں گی۔ پیچھے اسی وقت ہٹوں گی جب ایسا کرنا بہت ضروری ہو جائے۔ میں اس درد کے تجربے سے اس لیے گزروں گی تاکہ بالآخر مجھے راحت نصیب ہو جائے۔ میں اسے پیچھے نہیں دھکیلوں گی بلکہ کھینچ کر اپنے قریب لاؤں گی۔ میں آنکھیں بند کر کے نہیں مڑوں گی۔ بلکہ سیدھی چلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جاؤں گی۔ اے میرے

اللہ! مجھے میرے خوابوں کی عملی تعبیر عطا فرما تا کہ میں اپنی منزل اور اپنے آپ کو پا سکوں۔ میں اپنی دعاؤں کا جواب اپنی ذات کے اندر ڈھونڈوں گی۔ میرے اندر ایک قوت بھی ہے اور پختہ عزم بھی' محبت بھی اور استدلال بھی اور موت میری منزل ہے۔ام لیلیٰ آج یوں زندہ رہو جیسے کل تمہیں مرجانا ہو۔محبت بھی ایسی کرو جیسے کل تم مرجاؤ گی۔

16 / اگست: آج اس نے کہا: ''تمہیں خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔'' ''کیوں''؟ میں نے پوچھا۔''میں تمہارا شوہر ہوں اور تم سے محبت کرتا ہوں۔''(ام لیلیٰ کیا تمہیں یاد نہیں؟)

اس سے میری ڈھارس کچھ بندھ گئی ہے۔ میری خواہش ہے کہ یہ بڑا مسئلہ نہ بنتا۔اب مجھے اس پر قابو پانا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ مجھے کچھ مزید وقت درکار ہو' لیکن پھر بھی میں یقین سے کوئی بات نہیں کہہ سکتی' جب تک وہ سچ مچ اسے لے نہیں آتا اور میں حقیقت سے دو چار ہو کر اپنی ہمت کو خود آزما نہیں لیتی۔

البتہ میرے پاس دو خزانے ہیں۔ایک ہے اللہ سے محبت اور اس پر بھروسا اور دوسرا اپنے خاوند سے میری محبت۔اچھا' اب کل دیکھیں گے۔

19 / اگست: میں آج یہ بتانے کے لیے لکھ رہی ہوں کہ میں بڑی حد تک سنبھل چکی ہوں' مجھے جس چیز سے زیادہ مدد مل رہی ہے وہ میری دعاؤں کی کثرت ہے۔ جب بھی منفی خیالات آتے ہیں تو فوراً ''اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم'' پڑھنا شروع کر دیتی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ اس کی وجہ سے میرے اندر معمولی سی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں مگر پریشانیوں میں کمی آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے' جیسے کوئی مجھے کہہ رہا ہو''اس مسئلے سے زیادہ پریشان مت ہونا۔''چلیے میں پریشان نہیں ہوتی لیکن کبھی کبھار محسوس ہوتا ہے کہ آنے والے بوجھ کا وزن شاید میری قوتِ برداشت سے زیادہ ہوگا۔ میں یہ بھی سوچتی ہوں کہ میں اپنے اندر کی عورت کو رونمائی کا موقع دوں اور اسلام اسے جو مقام دیتا ہے اسے قبول کرلوں۔ میں بحیثیت عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہ نسبت آدھی بھی نہیں ہوں۔ انہیں بھی سوکنوں سے واسطہ پڑا تھا۔ میں اتنی اچھی تو نہیں

ہوں کہ سوکنوں کے وجود کو اپنی شان کے منافی سمجھوں۔ میں پھر بھی چاہتی ہوں کہ میرے پاس کوئی نہ کوئی ہونا چاہیے جس سے باتیں کر کے میں اپنے دل کا بوجھ کم کر سکوں۔ میں نے اپنے اندر ہمت پیدا کرنے کی کوششیں جاری رکھی ہوئی ہیں۔ میں تہجد پڑھنے میں ابھی تک ناکام چلی آ رہی ہوں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ میرے دل کی سیاہی کا نتیجہ ہے۔ میں اتنی پریشانیوں سے دوچار ہونے کے باوجود اپنے مالک حقیقی سے تعلق مضبوط بنانے کے اس نادر و بیش قیمت وقت سے فائدہ نہیں اٹھا سکی۔ یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ مجھے یہ محسوس ہونے لگا ہے کہ میں اس مسئلے میں اللہ سے مدد نہیں مانگ سکتی، کیونکہ میں اپنا فرض ادا نہیں کر رہی، یعنی اللہ کی اطاعت میں کوتاہی کر رہی ہوں۔ میں خود کو ناکام بنا رہی ہوں۔ اپنے بچوں، اپنے شوہر اور اس امت کو ناکام بنا رہی ہوں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ربُّ العالمین کے احکام سے روگردانی کی مرتکب ہو رہی ہوں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اچھا میں جلد صحیح راہ پر چل پڑوں گی، میری قوتِ ایمانی میرے اندر مطلوبہ اہلیت پیدا کر دے گی اور وہی کچھ کروں گی جو ایمان کا تقاضا ہے۔ میرے اندر واقعی قوت موجود ہے اور میں اسے لازماً بروئے کار لاؤں گی۔ تہجد پڑھنا اپنی عادت بنا لوں گی اور اس جنگ کو جیت کر دم لوں گی۔

29/ اگست: میرے دل پر ایک بوجھ ہے جو مجھے مسلسل آگے بڑھنے پر مجبور کر رہا ہے۔ میں مزید دباؤ برداشت نہیں کر سکتی۔ بہت تھک چکی ہوں۔ کاش مجھے ایسا نہ کرنا پڑتا۔ درد اب بھی محسوس کر رہی ہوں لیکن اس پر قابو پانے کی قوت بھی تو پیدا ہو چکی ہے۔ میں اس کا وہیں انتظار کروں گی جہاں وہ چاہتا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر اس نے دوسری شادی کر لی تو پھر کیا ہوگا؟ کیا مجھے تنہا سونا پڑے گا؟ جب وہ کہتا ہے: ''میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔'' تو کیا ہو جاتا ہے؟ کیا وہ کسی اور کو بھی ایسا کہتا ہے؟ میں صرف یہی چاہتی ہوں کہ وہ مجھ سے محبت کرے اور میں اس کو محسوس کروں۔ میں اس کے لیے ''سپیشل'' بنی رہوں۔ میں اپنے خوف پر غالب آنے کی کوشش کر رہی ہوں لیکن یہ مشکل کام ہے۔ کیا میں اس کو خوش کرنے والی اپنی صلاحیتوں کا جائزہ نہ

لوں؟ میں اس کے لیے ملائم اور دل گداز بننا چاہتی ہوں لیکن ملائمت کے ساتھ درد کی جوٹیسیں اٹھتی ہیں، میں ان کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ اگر وہ کسی اور کے ساتھ محبت کرنا شروع کر دیتا ہے تو پھر کیا ہوگا؟ میرے لیے اس کے احساسات کا کیا بنے گا؟ میں نے اس کے سلسلے میں بہت کوتاہیاں اور غلطیاں کی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ انہی کی وجہ سے میری بہ نسبت کسی اور کو زیادہ چاہنے لگا ہے۔

4/ستمبر: میں نے اپنی باقی ماندہ زندگی کے بارے میں جو کچھ سوچ رکھا ہے، میں اس کی طرف تیزی سے بڑھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ میں نے بہت کچھ حاصل کرنا ہے اور حتمی منزل پر پہنچنا ہے۔ سرِ دست میں اپنا دین سیکھنے پر توجہ مرکوز کر رہی ہوں تا کہ زیادہ عبادت گزار بن سکوں۔ گھر کی دیکھ بھال اور اس کے ماحول کو بہتر بنانا بھی میری ذمہ داریوں کا حصہ ہے، اس کے لیے کافی کچھ کر چکی ہوں اور ابھی اور بھی کرنا ہے۔ چلیے پھر دیکھیں گے۔

7/ستمبر: دیر تو کافی ہو چکی ہے مگر مجھے اپنے بعض احساسات لازماً قلمبند کرنے ہیں۔ غالباً میں اپنے حسد پر کافی حد تک قابو پا چکی ہوں۔ جب بھی کسی موڑ پر پہنچتی ہوں "اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھتی ہوں اور اس کلمے کو بار بار دہراتی ہوں۔ ایسا لگتا ہے کہ میں از سرِ نو اپنے شوہر سے محبت کرنے لگی ہوں لیکن اب کی بار اسے کچھ زیادہ شدت سے چاہنے لگی ہوں۔ میری خواہش ہے کہ ہماری محبت اتنی بڑھ جائے کہ وہ اپنے بعد مجھے دوسرے نمبر پر رکھے۔ اس نے گزشتہ روز ایسی بات کہہ دی کہ میں جھوم گئی، اس سے میرا حوصلہ بڑھ گیا ہے۔ پتہ ہے اس نے کیا کہا؟ اس نے کہا کہ وہ معاملات کو خاندان تک محدود رکھنا چاہتا ہے۔ اس میں خوشی کی بات یہ ہے کہ وہ اس خاندان کو اہمیت دے رہا ہے جو فی الوقت موجود ہے۔ مجھے اب بھی یقین ہے کہ اس اقدام کے ساتھ ساتھ جو ذمہ داریاں بڑھیں گی وہ ان سے عہدہ برآ ہونے کی اہلیت رکھتا ہے۔ مجھے اس کا خریدا ہوا "میرج سرٹیفکیٹ" مل گیا ہے۔ اس سے مجھ پر کچھ دیر غم طاری رہا مگر میں اس سے آگے بڑھ چکی ہوں۔ ان شاء اللہ میں نیکی کے کام جاری رکھوں گی۔ بنیادی

طور پر فی الحال حالات ٹھیک سمت میں جا رہے ہیں لیکن آگے کیا ہوگا؟ اس کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔ پتہ ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟ مجھے اپنے ماضی کے جو واقعات یاد آتے ہیں' ان میں یہ بات موجود رہی ہے کہ میں جب بھی حالات سے مطمئن اور پرامید ہوتی تھی تو چند دن بعد کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہو جایا کرتی تھی' اس کے نتیجے میں دل و دماغ چکرا جاتے تھے۔ صدمے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیتے تھے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ اب بھی یہی ہوگا۔ میں حالات کے روشن پہلوؤں پر نظر رکھوں گی اور بھلائی کے لیے کوشاں رہوں گی۔

16/ ستمبر: میں تمہیں کچھ کہنا چاہتی ہوں مگر اس کے لیے موزوں الفاظ ذہن میں نہیں آ رہے۔ جذباتی طور پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں گھٹن اور ذہنی کوفت کے ''بلیک ہول'' سے کافی باہر نکل چکی ہوں لیکن میں اس وقت سے ڈرتی ہوں جب یہ احساسات دوبارہ دندناتے ہوئے چلے آئیں گے اور مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ میں اس کے بارے میں بہت مغموم اور افسردہ ہوں' مجھے اگر کسی چیز نے حوصلہ دیا اور میری عقل کو ٹھکانے پر رکھا تو وہ صرف میرے بچے ہوں گے۔ مجھے خواہ کتنے ہی جذباتی صدمے برداشت کرنے پڑے میں ان کی خاطر حالات کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتی رہوں گی۔ مجھے حالتِ غم میں چند باتیں ہمیشہ ذہن نشین رکھنی ہیں:

- زندگی' حالات کے مطابق ڈھل جانے کا نام ہے۔ بعض چیزیں شروع شروع میں تکلیف دہ ہوتی ہیں بعدازاں انسان ان کا عادی ہو جاتا ہے۔
- وہ مجھ سے محبت کرتا ہے' محبت کرتا تھا اور آئندہ بھی ان شاء اللہ محبت کرتا رہے گا۔
- یہ بات صرف مجھ سے مخصوص نہیں بلکہ اس کی جس سے بھی شادی ہوئی ہوتی اس وقت اسے ایسا ہی کرنا تھا۔
- وہ جو کچھ کر رہا ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ آئندہ جو کچھ ہوگا اس میں میری ذات بے وقعت ہوگی۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کئی سوکنیں تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے سوگنا افضل تھیں۔

○ مرد ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور ان کی محبت کے انداز بھی اپنے اپنے ہوتے ہیں۔

○ کسی نئی عورت سے مجھے حسد کیوں ہو؟ وہ میرے ساتھ اس چیز میں شریک ہونے کے لیے آ رہی ہے جو میرے پاس سالہا سال سے بلاشرکتِ غیرے رہی ہے۔

○ ہر نعمت نے ایک روز ختم ہو جانا ہے۔

○ میں جو کچھ کر رہی ہوں کل میری بیٹیوں کے کام آئے گا۔

شکوک وشبہات اور خوف و ہراس کو اپنی زندگی میں داخل نہ ہونے دیجیے۔ محتاط رویہ اور چیز ہے اور خوفزدگی دوسری چیز۔ آپ بحمد اللہ ایک مسلمان خاتون ہیں' آپ کا مطمح نظر حصولِ جنت ہے جو صرف نیک اعمال کی بدولت ملے گی۔ اس آدمی (شوہر) کو کامیاب زندگی گزارنے کا واحد ذریعہ نہ سمجھیے۔ آپ اس کی کل متاع نہیں ہیں بلکہ اس کی کُل کا ایک جزو ہیں۔ آپ کو نیک اور پُرشفقت شخصیت بننے کے لیے اس کی ضرورت نہیں۔ یہ خوبیاں اس تعلق کے بغیر بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ وہ یہ تو کر سکتا ہے کہ نیک (Good) کو نیک تر (Better) بننے میں مدد دے۔ مگر بنیادی بات ''نیک'' ہونا ہے۔ آپ بطور بیوی اور ایک ماں کے اپنے آپ کو قائم رکھیں۔ ان دونوں حیثیتوں سے اپنے فرائض بطریق احسن انجام دیں' اللہ نے چاہا تو ان خوبیوں (نیک اعمال) کا آپ کو بھرپور اجر ملے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کا شوہر ایک ایسا کام کرنے چلا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت کا حصہ بنا رکھا ہے' جو اس بات کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے کہ ہماری ساخت مردوں سے مختلف ہے' خواہ ہم اس کو سمجھ سکیں یا نہ سمجھ سکیں۔ آپ کو جو چیز آج تکلیف دے رہی ہے وہ کل تکلیف دہ نہیں رہے گی۔ آپ کے نیک تر شخصیت' نیک تر ماں اور نیک تر بیوی کے روپ میں ڈھلنے میں کوئی فرد مانع نہیں ہو سکتا' البتہ آپ خود چاہیں تو مانع ہو سکتی ہیں۔ اس معاملے میں آپ خود اپنی دشمن ثابت ہو سکتی ہیں۔ کسی کو موقع نہ دیجیے کہ آپ کے طرزِ عمل کا تعین کرتا پھرے۔ آپ کو کوئی تکلیف پہنچ رہی ہو تو دل کو سمجھا لیجیے کہ یہ تکلیف عارضی ہے۔ جب آپ اس کی عادی بن جائیں گی تو اس کا احساس خود بخود زائل ہو جائے گا۔

اس دنیا میں کوئی بھی کامل اور بے عیب (perfect) شخص نہیں ہے' چنانچہ آپ کی شادی بھی کمال ''پرفیکشن'' کے درجے تک نہیں پہنچ سکتی۔ جھوٹے خوابوں اور فرضی معیاروں سے جان چھڑائیے۔ اللہ کی عبادت کو اپنا اصل مقصد بنائیے اور دنیاوی زیب و زینت اور تصنع کی زندگی کو کارِ عبث سمجھیے۔

❁ **اختتامیہ:** میری شادی کو نو برس ہو چکے ہیں۔ میں اپنے جذبات و احساسات کی یلغار کا اس دور میں اپنے موجود علم کے مطابق مقابلہ کرتی رہی ہوں۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکی ہیں' میں نے کئی بار اپنی دوستوں کے پاس جا کر اپنا جی ہلکا کرنے کی کوشش کی۔ میں نے محسوس کیا کہ میرے گرد و پیش میں رہنے والی بہنیں میرے دل میں برپا کشمکش کو سمجھنے سے قاصر تھیں۔ وہ یا تو مجھ پر ترس کھاتیں یا مجھے تعدد ازواج کے بارے میں منفی جذبات کے اظہار سے منع کرتے ہوئے ایسی باتوں اور ایسے احساسات کو حرام قرار دیتیں' چنانچہ میرے ہونٹوں پر سکوت کی مہر لگ جاتی اور میں اندر ہی اندر کھولتی رہتی' لیکن اس سے میں نے ایک نہایت اہم سبق سیکھا۔ بطور انسان ہمارا عزم بہت پختہ ہے۔ ہم خواہ مخواہ اس شک میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ ہم مضبوط نہیں ہیں اور آزمائشوں کا مقابلہ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتیں لیکن اب میں اپنے تجربات کی بدولت یہ جانتی ہوں کہ میرا ارادہ میرے اپنے کنٹرول میں ہے اور میں اپنے احساسات و خیالات اور اپنے جذبات کا دھارا جدھر چاہوں موڑ سکتی ہوں۔

ہر عورت کے حالات دوسری عورت کے حالات سے مختلف ہیں' لیکن تعدد ازواج سے پیدا شدہ حالات بنیادی طور پر یکساں ہوتے ہیں۔ سبھی خود کو دھوکے کا شکار سمجھتی ہیں۔ سب غصے' رنج و حسد اور بے اعتمادی کے جذبات سے بھری ہوتی ہیں۔ ''کیوں؟'' کا سوال ان کے دماغ میں ہر وقت گردش کر رہا ہوتا ہے۔ میں سب کو نہیں بتا سکتی کہ ان کے لیے بہترین مشورہ کیا ہے؟ میں نے یہ کہاوت سن رکھی ہے کہ بعض طبیعتیں تعدد ازواج کے لیے یکسر غیر موزوں ہوتی ہیں۔ ذاتی طور پر میرا اعتقاد یہ ہے کہ تعدد ازواج ہو یا کچھ اور' اس کا وہی نتیجہ نکلے گا جو آپ نکالنا

چاہیں۔ اللہ کی مدد شاملِ حال ہو تو ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔ آزمائش کے بعد آرام و راحت کے دن بھی آ جاتے ہیں۔ میرے نزدیک ناکامی صرف پرندوں کے حصے میں آتی ہے۔ میں بطور مسلمان جینا اور بطور مسلمان مرنا چاہتی ہوں اور اس زندگی کو حصولِ جنت کا ذریعہ بنانے کے لیے کوشاں ہوں۔ اگر یہاں کی آزمائش جنت کی ضمانت بن سکے تو ان شاء اللہ میں اس آزمائش میں سے کامیاب ہو کر گزروں گی۔

اس وقت شوہر کے ساتھ میرے تعلقات بے حد خوشگوار ہیں' ہر دن' ہر مہینہ اور ہر سال ہمیں آپس میں قریب تر لا رہا ہے۔ میں واضح طور پر محسوس کرتی ہوں کہ میرے بارے میں اس کے جذبات کیا ہیں؟ میں تعدد ازواج اور مرد کی فطرت کا گہرا مطالعہ کر رہی ہوں۔ مجھ میں خامیاں اب بھی موجود ہیں لیکن میں پورے وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ میں سوکن ہونے کی مبینہ ہتک کو پاؤں تلے روند کر گزر چکی ہوں' الحمدُ لِلّٰہ عَلیٰ ذَالِك۔

آخر میں اس امر کا ایک بار پھر اعادہ کرتی ہوں۔ میں اس شخص سے دل کی گہرائیوں سے محبت کرتی ہوں' اس کی بیوی' اس کے بچوں کی ماں' اس کی دوست اور اس کی معاون و مددگار ہونے پر بے پناہ خوشی محسوس کرتی ہوں۔ یہ میری شادی کا نوواں سال ہے۔

امِ عائشہ کے تجربات زندگی

امِ لیلیٰ کی کہانی کے بعد امِ عائشہ کی زندگی کے واقعات ہمیں ایک دوسرے منظر کا مشاہدہ کراتے ہیں۔ تعدد ازواج سے متعلق اس بہن کے تجربے سے ہمیں بالکل مختلف اور منفرد اسباق ملتے ہیں۔

امِ عائشہ بہت سے دوستوں کی مدد اور تعاون سے اس تجربے سے گزری۔ اسے اپنی جدوجہد کے آغاز ہی سے دوستوں کے یہ مشورے ملنے لگے کہ وہ ہر لمحے اللہ اور اس کے احکامات کو پیش نظر رکھے اور کبھی کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے جو مالکِ حقیقی کی ناراضی کا باعث بن سکتا ہو' چنانچہ اس نے اس نصیحت کو پلے باندھا اور تجربے کی منزلیں طے کرنے لگی۔ جب بھی

اس کی عقل پر جذباتیت کے سائے پڑنے لگتے تو وہ دوستوں کی مدد سے اس پر قابو پا لیتی تھی۔ دراصل وہاں اس کی بہنیں تھیں جو جذباتی کشمکش کی مشکلات کے دوران میں اس کا ہاتھ تھام لیتیں اور اسے زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت کی راحتیں یاد دلاتیں، جس کی وجہ سے اسے نماز اور ذکر اذکار میں زیادہ لطف آنے لگتا اور ان مشاغل میں اسے اپنی ہر پریشانی بھول جاتی۔

یہاں ہم جس چیز کی طرف خاص طور پر توجہ دلانا چاہتی ہیں وہ یہ ہے کہ اچھی دوست وہ ہیں جو نیکیوں کی ترغیب اور برائیوں سے باز رہنے کا مشورہ دیتی ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ایک مسلمان کے لیے قرآن اور سنتِ رسول ﷺ پر مبنی تعلیمات سے بہتر مشورے کیا ہو سکتے ہیں۔ ایسے حالات میں کسی دوست کے جذبات کے ساتھ ہم آہنگ ہو جانا اور طرف دار بن جانا بہت آسان ہوتا ہے۔ معاملہ تعدد ازواج کا ہو تو ایک سوکن کی طرف دار بن کر شوہر کے خلاف ہرزہ سرائی کرنا ایک معمول کی بات ہوتی ہے، مگر ایسا کرنا مسئلے کا صحیح حل نہیں ہے کیونکہ اس سے اس خاتون کے دل میں خاوند کے خلاف مزید نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ جلتی آگ پر تیل ڈالنے کے مترادف ہوتا ہے۔

امّ عائشہ کی کہانی اس نکتے کو بہت اچھی طرح واضح کرتی ہے۔ صحیح مشوروں نے بالآخر اس کے غم وغصے کی شدت کو کم کر دیا اور تعددِ ازواج کے بارے میں اس کے رویے اور احساسات میں خاصا تغیر آ گیا۔ اس طرح وہ اپنے منفی جذبات پر قابو پانے میں کامیاب ہوگئی۔ رفتہ رفتہ شوہر کے ساتھ اس کے تعلقات بہتر اور مستحکم ہوتے چلے گئے۔ تعدد ازواج کے تجربے سے دوچار ہونے سے پہلے سوکن کے بارے میں اس کے جو تعصّبات تھے وہ قصہ ماضی بن گئے اور اس نے شوہر کی ذات میں شرکت کو خوش دلی سے قبول کر لیا۔

ہم اس بہن کے تجربے سے جو بات سیکھتی ہیں، وہ یہ ہے کہ ایسی آزمائش میں گزرنے والی دوست کے لیے کس قسم کے مشورے مفید و کارآمد ہو سکتے ہیں۔ اس کہانی سے یہ ثابت ہوتا ہے

کہ جو مشورہ اللہ پر بھروسے' آسمانی تقدیر کو قبول کرنے' صبر اور توجہ الی اللہ پر مبنی ہو وہی صحیح مشورہ ہوتا ہے' وہی رنجشوں کو فتنہ بننے سے روک سکتا ہے اور وہی خاندانوں کو تباہی سے بچا سکتا ہے۔

اس سے ہم اس نتیجے پر پہنچتی ہیں کہ تعدد ازواج کے بارے میں سوچ' نظریات اور احساسات میں تبدیلی اس وقت بھی ممکن ہے جب اس راہ پر چلنے والی اکیلی سفر کر رہی ہو اور صرف اللہ کی مدد سے اپنے گھر اور ماحول کو خوشگوار بنا رہی ہو' جیسا کہ ہم نے ام لیلیٰ کے واقعات میں دیکھا ہے اور اس وقت بھی ممکن ہے جب کسی خاتون کو دوستوں کی طرف سے صحیح مشورے مل رہے ہوں' جیسا کہ ہم ام عائشہ کے معاملے میں دیکھیں گی۔ امّ عائشہ کے ذاتی تجربات ملاحظہ فرمائیے:

ام عائشہ کے خطوط اور بہنوں کے جوابات

﴿ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ ﴾ (المائدۃ: ۵/ ۲)

''اور تعاون کرو ایک دوسرے سے نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرو' بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

کچھ عرصہ پہلے میرے شوہر نے مجھے تعدد ازواج کی دنیا میں پھینک دیا۔ ہماری شادی ہوئے دس سال بیت چکے تھے۔ یہ بات اگرچہ میرے دل کی گہرائیوں میں موجود تھی کہ یہ کسی روز مجھ پر سوکن لے آئے گا لیکن اس نے اس کا زبانی کبھی ذکر نہیں کیا تھا' اس لیے میں سمجھتی تھی کہ سردست میں ''محفوظ'' ہوں۔ میرا یہ تاثر غلط نکلا۔ زندگی کے شب و روز معمول کے مطابق ہی چل رہے تھے کہ ایک دن پتہ چلا کہ وہی ہو گیا جس کا میرے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈر موجود تھا کہ یہ ہو جائے گا اور میں سچ مچ سوکن بن گئی۔ میں واضح طور پر اعتراف کرتی ہوں کہ میرے لیے یہ خبر سننا آسان نہ تھا۔ میں نے اپنے شوہر کے اس حق پر سخت اعتراض کیا' لیکن

میں یہ نہیں جانتی تھی کہ مجھے اب کیا کرنا چاہیے؟ چنانچہ میں نے اپنے ''ولی'' سے رابطہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ ماشاءاللہ اس نے مجھے بہت اچھا مشورہ دیا۔ آگے کے صفحات میں آپ میرے خطوط اور ''ولی'' کی طرف سے ان کے جوابات پڑھیں گے۔

ولی کے ساتھ خطوط کا تبادلہ

محترم ابواسماعیل صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

اُمید ہے کہ یہ خط آپ کو اچھی صحت اور کامل ایمان کے ساتھ پائے گا۔ آپ کے سامنے یہ معروضات اس لیے پیش کر رہی ہوں کہ آپ میرے ولی ہیں۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میرے شوہر نے مجھ سے بے وفائی کی ہے جس کی بنا پر میں آپ کے مشورے کی طلب گار ہوں۔ امید ہے کہ میری اس جسارت پر آپ بُرا نہیں منائیں گے۔ میرے حالات حسب ذیل ہیں:

پچھلے ہفتے کے اختتام پر میرا شوہر مجھے بتائے بغیر کہیں چلا گیا جہاں جا کر اس نے ایک اور عورت سے شادی رچالی۔ واپسی پر ایک روز بعد تک اس نے مجھے کچھ بھی نہیں بتایا۔ میں اس پر اسے کبھی معاف نہیں کروں گی۔ یہ شادی یقیناً قانونی حیثیت رکھتی ہے لیکن یہ میرے پسِ پشت ہوئی اور خفیہ طریقے سے انجام پائی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ میرے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے' اسے میرے ساتھ ایسا سلوک کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ مجھے لاعلمی میں رکھ کر یہ کام کرنے کا سارا فیصلہ اس کا اپنا تھا۔ مجھے بتائے بغیر اسے دوسری شادی کرنے کا مشورہ ایک مسلمان بھائی نے دیا تھا۔ کیا دوسری شادی کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ یہ چھپ کر کی جائے؟

مجھے کچھ پتہ نہیں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ ہماری شادی کا خانہ خراب ہو چکا ہے۔ میرے دل میں اس کے لیے جتنی محبت تھی وہ ختم ہو چکی ہے۔ میں آئندہ اسے خود کو ہاتھ تک نہیں لگانے دوں گی۔ وہ اب کہتا ہے کہ مجھ سے اس موضوع پر پیشگی بات نہ کر سکنا واقعی اس کی غلطی

تھی۔ اس نے مجھ سے معافی بھی مانگی ہے لیکن اب بہت دیر ہو چکی ہے۔ آپ سے مجھے پوچھنا ہے کہ کیا اس صورت میں مجھے طلاق کا حق حاصل ہے؟ اور اگر طلاق واقع ہو جاتی ہے تو کیا وہ اپنی بچیوں کو اور مجھے کچھ دینے کا پابند ہے؟ بچیاں اپنے باپ کے ساتھ بہت محبت کرتی ہیں' میں نہیں چاہتی کہ وہ اس کے پیار سے محروم ہو جائیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ ان کے لیے کیا بہتر ہوگا؟ ان کا طلاق یافتہ والدین کی اولاد کی طرح عمر کی منازل طے کرنا اچھا ہے یا ایسے گھر میں پلنا جس کے در و دیوار سے نفرت ٹپکتی ہو اور میاں بیوی کے درمیان اختلافات کے پردے تنے ہوئے ہوں؟ اور میں اس طرح یہاں مقیم رہوں کہ اس کی دوسری بیوی بھی موجود رہے' اور اس کی خواہش بھی یہی ہے جبکہ یہ میرے لیے نا قابل برداشت ہے۔ اس صورت میں کیا مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں اسے اپنے آپ کو نہ چھونے دوں؟ ہو سکتا ہے کہ میں صرف کاغذی طور پر اس سے شادی برقرار رکھوں اور اسے کہوں کہ تم جانو اور تمہاری دوسری بیوی' میرا تم دونوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ وہ ہمیں صرف اخراجات بھیجا کرے اور بس۔ معلوم نہیں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ مجھے آپ کا مشورہ درکار ہے۔ میں بے حد شکر گزار رہوں گی۔ جزاك الله خيراً

اُم عائشہ

ان کا جواب:

قابل احترام بہن عائشہ!

السلام علیکم ورحمة الله

مجھے آپ کا خط اپنی الماری میں پڑا ہوا ملا۔ مجھے آپ کے حالات جان کر حیرت بھی ہوئی اور دکھ بھی۔ اس صورت حال میں مجھے آپ کے ساتھ بے حد ہمدردی ہے اور مختصراً اس کا جواب دینا بھی اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں۔ میری بیوی اور میں' آپ دونوں کو اپنے چھوٹے بھائی بہن سمجھتے ہیں اور آپ کے خاندان کے لیے بہترین تمناؤں کا اظہار کرتے ہیں۔

میری طرف سے فوری طور پر جو مشورہ حاضر ہے وہ یہ ہے کہ گہرے سانس لیجیے (دو یا تین

یا اس سے زیادہ) اور پُرسکون ہونے کی کوشش کیجیے۔ بلاشبہ آپ بے حد تشویش اور اضطراب کی حالت میں گرفتار ہیں۔ اس ہیجانی کیفیت میں کیا گیا فیصلہ خاندان کے ٹوٹ جانے پر منتج ہوسکتا ہے۔ مجھے اس کی تفصیل تو معلوم نہیں لیکن فوراً چھلانگ لگا کر اس نتیجے پر پہنچ جانا کہ شوہر آپ سے محبت نہیں کرتا یا اس کی محبت یک دم ختم ہوگئی ہے' درست نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ شوہر کے اس اقدام کو اعتماد پر ضرب کاری لگانے کے مترادف گردانتی ہیں' لیکن اس سے آپ کی زندگی بالکل برباد' ہرگز نہیں ہوئی۔ تاہم اگر آپ کی سوچ یہی رہی' جیسا کہ آپ نے خط میں لکھا ہے' تو وہ آپ کی زندگی کو اس سے بھی زیادہ گزند پہنچائے گی۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ صورت حال پر معروضی انداز میں غور وفکر کریں گی اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گی کہ آپ کے خاندان اور آپ دونوں کے لیے قرآن اور سنّتِ رسول ﷺ کی روشنی میں بہترین منصفانہ اور صحیح ترین راہ عمل کونسی ہے۔ سنّتِ رسول میں اس کا جو حل موجود ہے' اس پر قانع رہنے کی کوشش کیجیے۔ اللہ پر بھروسا کیجیے اور یہ امر ذہن نشین کر لیجیے کہ انسان کو زندگی میں جن آزمائشوں میں سے گزرنا پڑتا ہے' ان میں سے یہ ایک ہے۔ ایک مومن کو ان آزمائشوں سے گزار کر اس کے ایمان کا امتحان لیا جاتا ہے۔

محترم بہن! اس آزمائش کی گھڑی میں ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اس صورت حال کا یوں جائزہ لیجیے جیسے آپ نے یہی واقعہ کسی اور مسلمان بہن کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کے طور پر سنا ہو اور اس نے آپ سے اس معاملے میں مشورہ مانگا ہو تو آپ اسے کیا جواب بھیجیں گی؟ ہوسکتا ہے کہ اس طرح غور کرنے سے آپ صورت حال کا بہتر ادراک کر سکیں۔ واللہ اعلم بالصّواب۔

آپ کا اسلامی بھائی

ابو اسماعیل

میرا خط

محترم ابو اسماعیل' السلام علیکم

آپ کا خط موصول ہوا' جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا' سر دست کافی محسوس ہوتا ہے۔ میں نے اس پر کافی غور و خوض کیا اور اپنے آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ آپ کے مشورے کو قبول کرتی ہوں لیکن بہت مغلوب الحال ہوں۔ کروں تو کیا کروں؟

امّ عائشہ

ان کا جواب:

قابل احترام بہن ام عائشہ

السلام علیکم- الحمدللّٰہ و الصّلوٰۃ و السلام علیٰ رسول اللّٰہ' امّا بعد!

میں نے آپ کو کئی طریقوں سے جواب لکھنے کے بارے میں سوچا ہے' چنانچہ سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ سے عجز و انکسار سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ مجھے اس کے لیے صحیح الفاظ کے انتخاب اور سچے اور دیانتدارانہ مشورے دینے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ ان کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لے کر ان سے استفادہ کرنے کی کوشش کریں۔

آج جمعۃ المبارک ہے اور آپ کا مراسلہ غالباً مبارک ترین موقع پر موصول ہوا ہے۔ میں گھر پر ہوں اور خود پر کوئی بوجھ (فی الحال) محسوس نہیں ہو رہا ہے۔ مجھے جب آپ کا ابتدائی خط پہنچا تھا' میں نے فوراً اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ وہ مجھے اس کا صحیح جواب لکھنے میں مدد عطا فرمائے' پھر میں نے اپنے دفتر کے کئی ریسرچ سکالرز سے مشورے کیے' ان سے میں نے آپ کے حوالے سے جو سوالات پوچھے وہ یہ تھے:

پہلا سوال: کیا ہمارے کسی بھائی کا یہ اقدام شرعاً جائز اور دانشمندانہ ہوسکتا ہے کہ وہ پہلی بیوی کو مطلع کیے بغیر دوسری شادی کر لے؟

جواب: جی ہاں' یہ بالکل جائز ہے اور مطابقِ سنّت ہے۔ سنّت نبوی ﷺ میں اس کی کوئی نظیر

موجود نہیں کہ آپ نے نئی شادی کرنے سے پہلے اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو مطلع کیا ہو یا اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایسا کرنے کی ہدایت فرمائی ہو۔ تاہم باہمی اعتماد کو تقویت دینے اور موجودہ بیوی کا دل رکھنے کے لیے ایک شوہر کو چاہیے کہ اسے اپنی خواہش سے مطلع کر دے۔ البتہ اسے یہ بات خوب سمجھ لینی چاہیے کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے شاذ و نادر ہی کوئی بیوی ہوگی جو سوکن کی آمد کی خبر کو آسانی سے قبول کر لے گی (اور آپ کہہ رہی تھیں کہ مجھ سے پوچھا جانا چاہیے تھا۔) یہ ایسا مسئلہ ہے کہ ایک عورت یا تو فوراً پریشان ہو کر ہنگامہ کھڑا کر دے گی یا بعد میں ہنگامہ کرے گی۔ پھر مرد کو یہ سوچنا ہوتا ہے کہ ان دونوں میں سے کون سا ہنگامہ کم درجے کا ہوگا یا بیوی کے لیے کم درجے کی تکلیف کس فیصلے میں مضمر ہوگی؟

میری رائے: اب مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے مندرجہ بالا جواب ٹھنڈے دل سے پڑھا ہے یا نہیں مگر حوصلہ کیجیے' جو کچھ میں کہنے چلا ہوں وہ بھی پڑھ لیجیے۔

اس حقیقت سے میں بھی آگاہ ہوں اور آپ بھی اچھی طرح باخبر ہیں کہ امریکی معاشرے میں مسلمان مستقلاً مشکلات سے دوچار رہتے ہیں۔ بعض خواتین کے لیے سر پر صرف سکارف باندھ لینا ہی بہت بڑا مسئلہ بن جاتا ہے اور ہمارے بھائیوں کو روزانہ کئی قسم کی عورتوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ کوئی مرد یا عورت فولاد کا نہیں بنا ہوا اور اللہ نے اپنی لامحدود بصیرت و دانائی سے ہمیں جیسے تخلیق کیا ہے' اس کے پیچھے اس کی کوئی حکمت اور مقصد کارفرما ہے۔ اسی طرح آپ یہ بھی جانتی ہیں کہ امریکہ میں اچھے مسلمان مردوں کی بہت کمی ہے اور بہت ہی کم مرد برضا و رغبت اپنے خاندانوں کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ مجھے معلوم تو نہیں لیکن میں تصور کر سکتا ہوں کہ آپ نے کن خوبیوں کی بنا پر اپنے خاوند کا انتخاب کیا ہوگا۔ عام طور پر شوہر کا انتخاب اس کے کردار' شکل و صورت' حسِ مزاح' حسن صوت' عزمِ صمیم' نرم دلی و شفقت' ذہانت' بچوں سے محبت یا جذبۂ اسلامی کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے شوہر میں بھی ان میں سے کئی ایک صفات موجود ہوں گی۔ اگر آپ نے اب تک ان پر غور نہیں کیا تو اب کر لیجیے۔ اگر ان میں سے

بعض فی الواقع اس میں پائی جاتی ہیں تو آپ میں ایک نقطۂ تفوق (Vantage Point) پایا جاتا ہے کہ آپ اس کی بعض چھوٹی چھوٹی کوتاہیوں سے بھی آگاہ ہوں گی۔ کیونکہ آپ کم وبیش دس سال سے اس کی قریب ترین ساتھی چلی آ رہی ہیں۔

امّ عائشہ صاحبہ! اگر آپ کے شوہر میں ان میں سے ایک خوبی بھی موجود ہو تو وہ لازماً اپنے آپ کو اس پوزیشن میں سمجھتا ہے کہ وہ ایک اور عورت کی کفالت کر سکتا ہے۔ وہ بھی آپ ہی کی کوئی مسلمان بہن ہوگی' اُسے اگر اس کا تحفظ اور نگرانی میسر آ جائے تو یہ کتنی بڑی نیکی ہوگی۔ اس نے دوسری شادی کا جو فیصلہ کیا' یہ سمجھ کر کیا ہے کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں' اس سے کئی ذمہ داریاں پیدا ہوتی ہیں جو اس نے قبول کی ہیں۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ آپ کو اگر پیشگی بتا دیا جاتا تو آپ لازماً شدید ردعمل کا مظاہرہ کریں گی' جیسا کہ اب کر رہی ہیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ اس نے اس وقت کیا سوچا ہوگا؟ اس نے خود سے سوال کیا ہوگا: ''کیا دوسری شادی کی اطلاع پا کر یہ مجھ پر چیزیں اٹھا اٹھا کر تو نہیں پھینکنے لگے گی؟ کیا مجھ سے نفرت شروع کر دے گی؟ کیا مجھے گرفتار کرا دے گی؟ کیا میری گاڑی کے ٹائروں کی ہوا نکال دے گی؟ کیا گھر کے تالے بدل دے گی؟ کیا یہ چیخے چلائے گی اور مجھے محسوس کرائے گی کہ میں بڑی گھٹیا مخلوق ہوں جس نے اسے دھوکے میں رکھا ہے؟ نہیں نہیں! وہ بڑی سمجھ دار اور عاقلہ و بالغہ ہے اور جانتی ہے کہ میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں لیکن اس شادی کو وہ محبت میں کمی آ جانے پر محمول کرے گی۔ اس کا پریشان ہونا اور ذرا سا حسد محسوس کرنا' ایک فطری بات ہے' تاہم بالآخر اس پر قابو پا لے گی' ہم دوبارہ پہلے جیسے ہو جائیں گے۔'' جب اس کا حوصلہ اتنا بڑھ گیا کہ وہ آپ کو اپنے اقدام سے آگاہ کرنے کے قابل ہو گیا' جبکہ اسے یہ خدشہ بھی تھا کہ نہ بتانے کی صورت میں بھی آپ کو اس کا علم ہو جائے گا' تو آپ کے ردعمل نے اس کے بدترین خدشات کی تصدیق کی ہے یا انہیں کم کیا ہے؟

یہ صحیح ہے کہ ہمارے بھائیوں نے کئی کئی شادیاں رچانے کا ریکارڈ قائم کر دیا ہے اور ہماری بہنوں کو مردوں کی آوارہ عورتوں سے ملاپ کے نتیجے میں شوہر کو لاحق ہونے والی بیماریوں

کا دھڑ کا لگا رہتا ہے۔ یہ خوف بھی رہتا ہے کہ پتہ نہیں دوسری عورت کس حد تک اس کے دل پر قابض ہو جائے گی۔ ان احساسات اور خدشات میں مبتلا ہونے میں آپ تنہا نہیں ہیں۔ تاہم ہر جوڑے اور ہر فرد کو اپنے معاملات خود نمٹانے ہوتے ہیں۔ ہمارا مسئلہ اس لیے پیچیدگی اختیار کر جاتا ہے کہ ایک طرف تو ہم ایک جداگانہ ثقافتی پس منظر رکھتے ہیں جو ہمارے رویوں پر اثر انداز ہوتا رہتا ہے اور دوسری جانب ہم تقریباً غیر فطری حالات میں زندگی گزار رہے ہیں۔ ہمارے یہ حالات وہ نہیں ہیں جن میں ہمارے دوسرے بہت سے مسلمان بھائی رہتے ہیں اور ہم کثرت ازدواج کو ان کے حالات کے سیاق و سباق میں آئیڈیل شادی قرار دیتے ہیں کیونکہ اس سے ان کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ آپ ذرا جنگ زدہ علاقوں کی بیواؤں اور بے سہارا عورتوں کے حالات کا تصور کریں' کیا ان کا مسئلہ یک زوجی شادیوں سے حل ہو سکتا ہے یا تعدّدِ ازواج ان کے مسائل کا فطری حل ہے؟ ہم تو نسبتاً بہتر حالات میں امن و سکون کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ہمیں گوناگوں سہولتیں اور تحفظات حاصل ہیں جن کے ہم عادی بن چکے ہیں' اگر ان تحفظات اور سہولتوں میں کسی کو شریک کرنے کی نوبت آ جائے تو ہم بے چین ہو کر احتجاج شروع کر دیتے ہیں۔

میں آپ کے شوہر کے فیصلے کی تمام تفصیلات سے آگاہ نہیں ہوں۔ لیکن ایک غیر متعلق شخص ہونے اور اس سے بہت کم واقفیت رکھنے کے باوجود میں اسے کچھ کریڈٹ دینے کے لیے تیار ہوں کہ اس نے دوسری شادی کرنے میں عجلت سے کام نہیں لیا۔ میں تصور کر سکتا ہوں کہ اس نے اس مسئلے اور اس سے متعلقہ ذمہ داریوں کے بارے میں بہت کچھ سوچا ہوگا۔ آپ یہ بات مجھ سے زیادہ بہتر طور پر جانتی ہیں۔

دوسرا سوال: کیا پہلی بیوی اس صورت حال میں گزارہ نہ ہو سکنے کی بنا پر طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

جواب: میں ایک شخص کو جانتا ہوں جس نے دوسری شادی پہلی بیوی کے علم میں لائے بغیر کی تھی اور تقریباً تین سال تک اسے خفیہ رکھا۔ اپنے علاقے میں اس سے ایک ملاقات کے دوران

میں مجھے اس بات کا علم ہوا۔ اس کی شادی ہوئے کئی سال گزر چکے تھے۔ وہ میرے پاس اپنا ایک مسئلہ لے کر آیا تھا جس کے دوران میں اس نے اس راز کے علاوہ یہ بھی بتایا کہ دوسری شادی کا پہلی بیوی کو کیسے پتہ چلا۔ اس نے بتایا کہ بیوی نے اتنا اودھم مچایا کہ توبہ ہی بھلی' اسی طرح بچے بھی ہنگامہ آرائی پر تل گئے۔ اس نے بتایا کہ ایک مسلمان بھائی نے اسے اپنی بیٹی سے شادی کی پیشکش کی تھی جسے اس نے قبول کر لیا۔ وہ جب بھی اپنے علاقے سے دور اس شہر کے دورے پر جاتا تو وہاں ان کی ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔ پہلی بیوی نے مطالبہ کیا کہ وہ دوسری بیوی کو' جسے وہ مداخلت کار کہتی تھی' فوراً طلاق دے دی جائے۔ بصورت دیگر اسے (پہلی بیوی) فارغ کر دیا جائے۔ باوجودیکہ اس کے بچے بڑے ہو چکے تھے اور الگ رہ رہے تھے' بچے بھی ماں کے ہم نوا بن گئے۔ اس نے اب تک ایک سادہ لوح بیوی کی طرح اس کے ساتھ گزارہ کیا تھا۔ دوسری شادی کر لینے کے باوجود اس نے پہلی بیوی کے ساتھ تعلقات معمول کے مطابق رکھے' ان میں ذرا بھر فرق نہیں آنے دیا۔ لیکن اس شخص کے لیے تمام مسائل دوسری شادی کا انکشاف ہو جانے کے بعد پیدا ہوئے۔

اس نے گریہ زاری کرتے ہوئے کہا کہ نئی شادی کے خفیہ رہنے کے تین سال اس نے بے پناہ خوشی سے گزارے جو پہلے اسے کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی۔ یہ اتنے اچھے سال تھے کہ بس سبحان اللہ! اب وہ سخت مشکل میں تھا۔ یا تو اپنے بچوں کی ماں کو ایسی عمر میں طلاق دے دے کہ اس کی دوسری شادی ہو سکنے کا کوئی امکان نہیں اور وہ بڑی عسرت اور بے چارگی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے گی' یا دوسری بیوی کو طلاق دے دی جائے جس کے ساتھ اس کے نہایت خوشگوار اور مستحکم تعلقات قائم ہو چکے ہیں۔ اس بے چاری کا کوئی قصور تھا نہ اس میں کوئی خامی تھی۔ شادی کر کے اس نے کوئی گناہ تو نہیں کیا تھا۔ فرض شناسی اور ٹوٹ کر محبت کرنے کی وجہ سے وہ ایک مثالی بیوی ثابت ہوئی تھی۔ اگر پہلی بیوی کو طلاق نہ دینا تقاضۂ انصاف ہے (کیونکہ وہ دوبارہ سنبھلنے کی اہلیت نہیں رکھتی) تو کیا دوسری کو اس لیے طلاق دینا انصاف ہوگا کہ

یہ سنبھلنے اور دوبارہ زندگی گزارنے کی اہلیت رکھتی ہے؟ یہ دونوں صورتیں ارتکابِ ظلم ہیں' ان میں سے کونسی صورت میں کم درجے کا ظلم ہے اور کون سی صورت میں زیادہ درجے کا؟

میری رائے: ایک عورت کے لیے طلاق مانگنا یا خلع کرنا یا بغیر معقول سبب کے کوئی دوسرا مطالبہ داغ دینا گناہِ کبیرہ ہے' جس کا خمیازہ اسے اس دنیا میں بھی بھگتنا پڑے گا اور اگلے جہان میں بھی جواب دہ ہونا پڑے گا۔ میں ایک بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ اس بحران سے پہلے بھی صورت حال سے آگاہ تھیں اور غالباً اور بھی کئی لوگ اس سے باخبر تھے۔ اس افراتفری سے پیدا شدہ حالات میں ایک بات بڑی واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ کوئی بھی شخص اتنا اہم نہیں ہوتا کہ اس کی خاطر اپنی آخرت گنوا دی جائے۔ جب تک آپ کا شوہر اسلام کی خلاف ورزی کا مرتکب نہیں ہوتا یا اس سے اخلاق کے منافی کوئی حرکت سرزد نہیں ہوتی وہ آپ کے لیے جنت کے دروازے کی چابی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس صورت حال میں صبر کرنا' آپ کی دنیا اور آخرت دونوں کے لیے بہتر ہوگا۔

بالفرض' صورت حال اس کی کسی کوتاہی اور بطور مسلمان خاوند اپنی ذمہ داری سے پہلو تہی کے باعث ناقابل برداشت ہو جاتی ہے تو آپ کے لیے کسی فیصلہ کن اقدام' بشکل طلاق وغیرہ' کا جواز پیدا ہو سکتا ہے یعنی جس آدمی سے آپ محبت کرتی رہی ہیں اور اس کے بچوں کی ماں بننے کے اعزاز سے سرفراز ہوئی ہیں' اس سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ صاف ظاہر ہے کہ میں عورت نہیں ہوں اور صرف جزوی طور پر تصور ہی کر سکتا ہوں کہ آپ کیسی جذباتی کیفیات سے دوچار ہو چکی ہیں؟ لیکن آپ کے بھائی اور اس معاملے میں آپ کے مشیر کے طور پر یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ آپ کو سرِدست کچھ عرصے کے لیے' جتنا آپ کے لیے ممکن ہو' اس سے الگ رہ کر اپنے جذباتی ردعمل پر قابو پانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہفتے میں تین چار راتیں آپ ایسی جگہ پر رہیں جہاں وہ آپ کے ساتھ نہ ہو (لیکن اگر آپ چاہیں تو اس سے رابطہ قائم کر سکتی ہوں) لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گھر میں جو ڈیوٹیاں انجام دیتا ہے یا جو مدد فراہم کرتا ہے' وہ سلسلے

منقطع ہو جانے سے کوئی ناقابل تلافی نقصان ہو جائے۔ ایسا بھی نہ ہو کہ دور رہنے کی وجہ سے وہ آپ کو بھول جائے یا بچوں کے نام تک اسے یاد نہ رہیں۔ علیحدہ رہتے ہوئے آپ ای میل سے یا پوسٹ کارڈ کے ذریعے سے اسے اپنی طرف متوجہ کرتی رہیں۔ غالباً اس دوران میں آپ پر واضح ہو جائے گا کہ وہ کیوں دوسری شادی سے قبل آپ کو مطلع نہیں کر سکا جس کی وجہ سے آپ محسوس کرتی ہیں کہ آپ سے دھوکہ کیا گیا ہے۔ پھر آپ کہہ اٹھیں گی: ''چلو پیارے' جو کچھ ہوا سو ہو گیا۔ یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ آخر تم نے بتا ہی دیا ہے' میں اب سوکن سے ملاقات کی متمنی ہوں تاکہ اسے کچھ ٹوٹکے بتا سکوں۔ چلیے جائیے' ہنی مون منائیے' میری خوشی آپ کی خوشی میں ہے۔''

آپ نے ذکر کیا ہے کہ اس پر کیسے قابو پایا گیا اور یہ بھی بتایا کہ اس وقت آپ جذباتی طور پر کتنی مجروح ہوئی تھیں؟ لیکن اگر اس کے محرکات مخلصانہ تھے اور اس نے آپ ہی کو صدمے سے محفوظ رکھنے کے خیال سے آپ کو اطلاع دینے سے گریز کیا تھا' تو پھر بتائیے کہ آپ کا رد عمل کیا ہو گا؟ مجھے امید ہے کہ آپ سمجھ جائیں گی کہ میں نے دونوں اطراف پر نظر رکھی ہے اور دونوں فریقوں کے جذبات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں' آپ کو الزام دے رہا ہوں نہ اس کو۔ میں اپنی اہلیت کی حد تک آپ کو دوسری جانب کے منظر اور معاملے کی شرعی حیثیت سے مطلع کر رہا ہوں۔ آپ اللہ پر بھروسا کریں اور صورت حال پر حقیقت پسندانہ انداز سے غور کریں' مبالغہ آرائی اور یک طرفہ سوچ سے اجتناب کریں۔ آپ یقیناً اس کیفیت سے نکل آئیں گی' چند نشیب و فراز تو حائل ہوں گے مگر بعد میں حالات خوشگوار ہو جائیں گے۔ میں اپنی بات ایک بار پھر دہراتا ہوں کہ حالات کے جلد معمول پر آنے کا انحصار بڑی حد تک آپ کے اور آپ کے شوہر کے رویوں پر ہے۔ اگر آپ سراسر منفی رویے اور جھگڑالو انداز کو ترک کر دیں' اس کے بجائے نرم اور مصالحانہ طرز عمل اختیار کریں تو آپ کی کامیابی زیادہ دور نہیں ہے۔ شوہر آپ سے اگرچہ ہر دم مسکرانے اور ہمہ وقت ہشاش بشاش رہنے کی توقع نہیں کر رہا لیکن آپ کو آمادۂ

فساد بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔

میرا خیال ہے کہ جب آپ نے یہ حدیث ...... ''تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک صحیح مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے'' ...... پڑھی تھی تو آپ نے اس پر غور نہیں کیا۔ اس کا مطلب خاوند اور بیویاں بھی ہیں۔ کیا آپ کو اس انصاری کا واقعہ یاد ہے جس نے اپنے مہاجر بھائی کی ضرورتوں کا جائزہ لینے کے بعد کہا تھا...... ''میری دو بیویاں ہیں' تم ان میں سے کسی ایک کو پسند کرلو میں اسے طلاق دے دوں گا تاکہ تم اسے اپنے نکاح میں لے لو'' ......اللہ اکبر! کیا آپ اس کا تصور کرسکتی ہیں؟

محترم بہن! اطمینان کا سانس لیجیے اور ان معروضات پر اچھی طرح غور فرمائیے۔ میں اب خط بند کرنے لگا ہوں۔ اگر میں نے کوئی بات بے جا' غیر منصفانہ اور غلط کہی ہے وہ میرے نفس کی طرف سے ہے اور میری کم علمی اور شیطان کی کارستانی کا نتیجہ ہے۔ اگر میں نے کوئی بات مفید اور صحیح کہی ہے' وہ میرے اللہ رحمان ورحیم کے کرم کی وجہ سے ہے۔ وصلّی اللّٰہ علیٰ نبیّنا محمدٍ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلَم۔

آپ کا بھائی اور ولی

ابو اسماعیل

اس مشورے کے بعض حصے میرے لیے کچھ سخت تھے' مجھے اس کا اعتراف ہے لیکن جیسے میں نے کہا کہ مجھے اس صورت حال پر قرآن وسنت کی روشنی میں غور کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی' چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اسے ذہن نشین کرنے کی پوری کوشش کی۔ اس کے باوجود میری جذباتی کشمکش برقرار رہی جس پر میں نے اپنی بعض ایسی مسلمان بہنوں سے رابطہ قائم کیا جو تعدّدِ ازواج کے تجربے میں سے گزر چکی تھیں' میں نے ان سے بھی مشورے طلب کیے۔ ان کی جانب سے مجھے جتنے خطوط موصول ہوئے' میں نے وہ بار بار پڑھے اور ان سب کو اس وقت سے اپنے پاس محفوظ رکھا ہوا ہے۔ ان میں سے بعض خطوط اتنے پُر اثر تھے کہ میں انہیں پڑھتی

بھی جاتی تھی اور ساتھ روتی بھی جاتی تھی کیونکہ میرا دل اندر سے گواہی دے رہا تھا کہ ان کے مندرجات بالکل حق اور سچ ہیں۔ مجھے ان نصائح کی روشنی میں اپنی صورت احوال کو صمیم قلب کے ساتھ قبول کرنا چاہیے تھا' لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔ اب ذیل میں وہ خطوط اور ان کے حوصلہ افزا جوابات پڑھیے:

خطوط جو درد کے درماں بنے

میرا خط:

اے پیاری بہنو!

السّلام علیکم ورحمۃُ اللّٰہ وبرکاتہ

مجھے آپ سے ایک مشورہ درکار ہے۔ میرے شوہر نے حال ہی میں ایک اور عورت سے شادی کرلی ہے۔ اس نے یہ کام مجھے بے خبر رکھ کر کیا اور مجھے اس کے اگلے روز اس کی اطلاع دی۔ میں یہ بتانے سے قاصر ہوں کہ مجھے اس سے کتنا صدمہ ہوا؟ میں شدتِ غم سے نڈھال ہو چکی ہوں۔ اس نے مجھ سے ایسا سلوک کیوں کیا؟ یہ میرے ساتھ سخت دھوکہ ہے۔ وہ مجھ سے چھپ کر دوسری عورت کے پاس گیا۔ اس کا کہنا ہے کہ اس نے میرے ردعمل کے ڈر سے مجھے اندھیرے میں رکھا تھا۔ کیا میرا ردعمل اس اقدام کے مقابلے میں اتنا زیادہ برا تھا۔ میں اس شخص سے کیسے محبت کرسکتی ہوں یا اس پر دوبارہ کیسے بھروسا کرسکتی ہوں؟ ایک دن پہلے میری زندگی ٹھیک ٹھاک تھی اور اگلے روز تباہ ہوگئی۔ میرے سینے میں چاقو گھونپ دیا گیا ہے۔ جس روز اس نے مجھے اس کی اطلاع دی تھی اس دن وہ میرے لیے ایک لمبی ڈنڈی والا سرخ گلاب لایا تھا' میں نے واپس اس کے منہ پر دے مارا۔ اس نے کھڑکی کی دہلیز پر رکھ دیا جسے اگلے روز میں نے کوڑے میں پھینک دیا۔ کیا پھول پکڑا دینے سے ہر چیز بہتر ہو جاتی ہے؟ اب حالات کبھی نہیں سدھریں گے۔ معلوم نہیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟

اُمّ عائشہ

جوابات

خط نمبر:1- السلام علیکم ورحمۃ اللہ امّ عائشہ!

مجھے اندازہ ہے کہ اس وقت آپ کتنی مشکل میں ہیں لیکن آپ کو اس بات پر ایمان رکھنا چاہیے کہ ہماری زندگیوں کا کنٹرول اللہ کے پاس ہے' ہمارے پاس نہیں۔ براہ کرم کوئی کام بغیر سوچے سمجھے نہ کیجیے گا۔ اے بہن' صبر کے لیے اگر کوئی وقت ہوسکتا ہے تو وہ یہی ہے لہٰذا صبر کیجیے۔

آپ کی بہن میمونہ

خط نمبر:2- السلام علیکم ورحمۃ اللہ ' امّ عائشہ!

میری پیاری بہن یقین کیجیے کہ یہ بہت مشکل گھڑیاں ہوتی ہیں' خواہ آپ شوہر کے ساتھ کتنا ہی عرصہ گزار چکی ہوں' مشکلات تو مشکلات ہی ہوتی ہیں۔ میری شادی کو پانچ سال ہوئے تھے تو دوسری بیوی کو آئے تین سال ہو چکے تھے۔ وہ ایک دوسرے ملک سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا کچھ وقت کا غذات کی تیاری وغیرہ میں لگ گیا۔ میری ایک بہت اچھی سہیلی کی شادی کو صرف ایک سال ہوا تھا کہ اس کا شوہر دوسری بیوی لے آیا۔ اس کے لیے بڑی مشکلات پیدا ہوئیں۔ اس صورت حال کو قبول کرنے کا انحصار اسلام میں تعدد ازواج کے بارے میں کسی عورت کی سمجھ اور اس کے دینی شعور پر ہوتا ہے۔ الحمدللہ آپ کا شوہر ہمارے پیغمبر ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہے۔ یہ آپ دونوں کی بڑی سعادت مندی ہے۔ وہ بطور مسلمان اپنے فرائض سے آگاہ ہے اور اپنی ذمہ داریوں کو قبول کر رہا ہے۔

آپ اپنی تنہائی پر قابو پانے کے لیے خود کو حلال سرگرمیوں میں مصروف رکھیں' دوسری ہم خیال بہنوں سے میل جول بڑھائیں۔ دینی کتب کا مطالعہ کریں' ذکر اذکار کریں' تسبیحات پڑھیں' قرآن مجید کی سورتیں اور مزید مسنون دعائیں یاد کریں۔ جب بھی کوئی تکلیف یا پریشانی ہو' کثرت سے دعا کریں۔ مسنون دعائیں بہت جامع ہیں' انہیں پڑھنے سے دل کو بڑی تسلی

ہوتی ہے۔صبر کے بارے میں لکھے ہوئے مضامین پڑھیں۔ اللہ جانتا ہے کہ ہمیں کتنا صبر مطلوب ہے۔ اللہ پر بھروسے کے بارے میں بھی مضامین پڑھا کریں۔ اپنے بچوں کے لیے بھی پابندی سے وقت نکالا کریں۔ دوسری بہنوں کے ساتھ مل کر مفید منصوبے بنائیں۔ اپنی مسجد میں کھانا بھجوائیں اور مشترکہ ''سٹڈی گروپ'' تشکیل دیں۔ اچھی اچھی باتیں سوچا کریں اور اپنے شوہر سے محبت رکھیں۔

فاطمہ

خط نمبر:3- السلام علیکم ورحمۃ اللہ : امّ عائشہ!

میرا جی چاہتا ہے کہ آپ سے بغلگیر ہو کر اپنی محبت کا اظہار کروں' آپ کو اس کی اشد ضرورت بھی ہے۔ پیاری بہن' صبر وشکر کی راہ اپناؤ اور شیطان کو خود پر کبھی غالب نہ آنے دو۔ یاد رکھو کہ اللہ ہمارا امتحان لیتا ہے کہ ہم سب سے زیادہ کس کو عزیز رکھتی ہیں؟ اور شیطان ہمارے کانوں میں سرگوشیاں کرتا ہے تاکہ ہم اپنے رب کی نافرمانیاں کریں اور سرکشی کی راہ اختیار کریں۔ یہ بھی یاد رکھیے کہ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں اس کے لیے ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں' لہٰذا ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے۔ خاص طور پر اس آزمائش کے موقع پر ہم جو کچھ کریں گی اس کے لیے ہم ذمہ دار ٹھہرائی جائیں گی۔

پیاری بہن! میں آپ کو پہنچنے والے صدمے اور اعتماد کے زائل ہونے کی خبر پر بہت پریشان ہوئی ہوں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان شاء اللہ یہ زخم مندمل ہو جائے گا۔ ہم سب کی دعاؤں کی بدولت آپ جلد بہتر ہو جائیں گی۔ صبر کا دامن ہاتھ سے کبھی نہ جانے دیجیے۔ دعا کو اپنا سب سے بڑا ہتھیار سمجھیے۔ ہر پریشانی میں اللہ کی طرف رجوع کیجیے' اس کی طرف جھکنا کبھی نہ بھولیے' ہمارا حقیقی سہارا وہی ہے جو نہایت مضبوط سہارا ہے۔ الحمد للہ! وہ مومنوں کی دعاؤں کا ہمیشہ جواب دیتا ہے لیکن وہ ہمیں صبر کی بھی تلقین کرتا ہے۔ دعا کیجیے کہ وہ آپ کے باہمی اعتماد کو بحال کرے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط و پائیدار تعلق قائم کر دے اور

آپ کے دلوں کو ایک دوسرے کے قریب ترین کر دے۔

دنیا کی زندگی بہت مختصر ہے اور بالآخر ہم سب کو اللہ ہی کی طرف پلٹنا ہے۔ ہمیں گونا گوں آزمائشوں میں سے گزرنا پڑتا ہے لیکن وہ ہماری دستگیری کے لیے ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ ہمیں اس پر بھروسا اور توکل کرنا چاہیے اور اس سے ہدایت مانگتے رہنا چاہیے۔ بہن ایک اور بات بتاؤں' ہر فرض نماز کے بعد عاجزی کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر اس سے مدد مانگیے۔ دعا اپنی زبان میں کیجیے تاکہ اپنا پورا مدعا ادا کر سکیں اور اپنا دل کھول کر اس کے سامنے رکھ سکیں۔ اس سے دعا کیجیے کہ وہ آپ دونوں کے دلوں کو ایک دوسرے کے لیے محبت اور شفقت کے جذبوں سے بھر دے۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس کے حضور میں اٹھے ہوئے ہاتھ خالی رہیں اور مراد بر نہ آسکے۔ دعا میں بے پناہ طاقت ہوتی ہے' اس لیے دل مت ہاریے اللہ ہم پر ایسا کوئی بوجھ نہیں ڈالتا جسے ہم برداشت نہ کر سکیں اور کسی ایسی مشکل میں مبتلا نہیں کرتا جس سے اس نے ہمیں نکالنا نہ ہو' لہٰذا ہر مشکل کے بعد لازماً آسانی آتی ہے۔

احتیاط سے زندگی گزاریے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے خاندان پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ آپ میاں بیوی کے درمیان محبت بڑھائے اور آپ دونوں کو ایک دوسرے کیلئے سکون اور طمانیت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ اللہ ہم سب کو دنیا اور آخرت میں سرخرو اور کامیاب فرمائے۔

میری پیاری بہن کے لیے بہت بہت پیار!

اُمّ خدیجہ

خط نمبر:4- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمدللہ! یہ بالکل سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی چیز سے ہمیں آزماتا ہے جو ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ ان ابتلاؤں اور آزمائشوں سے سرخرو ہو کر نکلنے کیلئے دعا سے بڑھ کر کوئی مداوا نہیں ہے۔ براہ کرم بہن! ثابت قدم رہیے۔ سیدہ عائشہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے واقعات پڑھیے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کی کہانی بھی پڑھیے۔ ایک دوسرے کو سچائی

اور صبر کی تلقین کیجیے۔ اللہ آپ کے باہمی اعتماد کو بحال کرے اور صبر کی توفیق بخشے۔ آمین

فاطمہ

خط نمبر:5- السلام علیکم ورحمة الله ' امّ عائشہ!

اف توبہ! آپ کو پتہ ہے میرے ساتھ کیا ہوا تھا؟ مگر میں اب بھی مضبوط وتوانا ہوں اور تعددِ ازواج کی پُر زور وکالت کرتی ہوں۔ مجھے یہ بات اس وقت سمجھ میں آئی تھی نہ اب تک میں سمجھ سکی ہوں کہ میرے شوہر نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ مگر وہ کر گزرا۔

بہر حال، الحمدللہ! اب تقریباً دو سال بعد میں بالکل خوش ہوں کہ اس نے شادی کر لی جس سے بھی کرنی تھی (میں سچ مچ اسے پسند کرتی ہوں۔) ہم بطور خاندان خوش وخرم زندگی گزار رہے ہیں لیکن جیسا کہ آپ نے کہا ہے اسی طرح ہمارے باہمی اعتماد کو بھی بہت نقصان پہنچا تھا اور اس کا یہ اقدام اس وقت مجھے دغا بازی محسوس ہوا تھا۔ الحمدللہ! وہ گھڑیاں بیت گئیں۔ ''نقصان پہنچنا'' اور ''تباہ ہونا'' یکساں نہیں ہیں، نقصان کی تلافی ہو جاتی ہے اور وہ ہو کر رہی۔ میرے لیے پریشانی مشتعل ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ مجھے اپنے صبر کے لیے اور غصے کے زائل ہونے کے لیے خصوصی دعائیں مانگنا پڑیں۔ میں رات دن دعاؤں کے لیے ہاتھ بلند کرتی رہتی تھی۔ '' اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم'' ہمہ وقت میری زبان پر رہتا کیونکہ میں نہیں چاہتی تھی کہ شیطان اس جنگ کو جیت جائے۔ میں نے اپنے اوپر جبر کر کے ہر ایک سے خوش خلقی اور خندہ پیشانی سے پیش آنا شروع کر دیا۔ کسی کے سامنے سوکن کے لیے دل جلانے والے الفاظ استعمال کیے نہ شوہر کی بدخواہی کی۔ آپ کو یہ سن کر غالباً حیرت ہوگی کہ میں نے ہر اس عورت سے میل جول ترک کر دیا جس کے بارے میں میرا خیال تھا کہ وہ میری طرف دار ہے۔ بالآخر ایک روز میں نے اس سے ملاقات کی اور بتایا کہ میں تم سے متعارف ہونا چاہتی ہوں، چنانچہ ہم نے اکٹھے شاپنگ کے لیے جانا شروع کر دیا اور ایک دوسری سے ہم کمرہ کی طرح ملنے لگیں۔ ہم کالج یا ہوسٹل جائیں تو ضروری نہیں ہوتا کہ ہم پہلے آپس میں ملی ہوئی

ہوں۔ میں نے اسے چھوٹے چھوٹے تحفے دینا شروع کیے' پھر گھر کو گرم رکھنے کے آلات جیسے تحائف دینے لگی (شروع میں تو یہ عجیب سا لگا' پھر یہ آسان ہو گیا۔)

ابتداءً ہم حساس موضوع کے قریب بھی نہیں پھٹکتی تھیں۔ زیادہ تر بچوں کی دیکھ بھال' ان کی خوراک کے لوازمات اور اسلام کے بارے میں گفتگو کرتی تھیں۔ ہم باہمی تعلقات کو خوشگوار رکھنے کے لیے کوشاں رہیں کیونکہ ہم جانتی تھیں کہ جس شخص کے ساتھ ہماری شادی ہوئی ہے ہم اسے نہیں چھوڑنا چاہتیں۔ وہ بہت اچھا آدمی ہے۔ جس خیال نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا' وہ یہ تھا کہ اس شخص سے شادی کرنے کا اس کو بھی ویسا ہی حق تھا' جیسا مجھے تھا۔ ماشاءاللہ

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ میں تو سوکن کو بہت پسند کرنے لگی ہوں۔ میرے شوہر نے اچھی عورت کا انتخاب کیا ہے۔ میں بالکل ایک حقیقت کا اعتراف کرنا چاہتی ہوں کہ اگر میں اسے پہلے سے جانتی ہوتی اور مجھے پتہ چلتا کہ میرا شوہر کسی نئی بیوی کی تلاش میں سرگرداں ہے' تو میں اسی کی سفارش کر دیتی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

بہرحال' یہ منزل سر کرنا آسان نہیں ہے۔ آپ کو پہلے اپنے غصے' خود پسندی اور گھبراہٹ پر قابو پانا ہوگا اور اس کے لیے کوئی بہترین راہ عمل تلاش کرنا ہوگا۔ پہلا قدم ہمیشہ مشکل ترین ہوتا ہے لیکن بہت سے دیگر امور کی طرح' یہ کام بھی بالآخر آسان ہو جاتا ہے۔ ابتدائی منزل طے ہو چکی ہے اور آپ اب ایک فیملی ہیں۔ آپس میں مل جل کر رہنا سب کے مفاد میں ہوتا ہے۔ ان شاءاللہ بہن' ہمارا مومن ہونا' ہماری یہاں بھی مدد کرے گا۔

اُمّ عبدالحق

ام عبدالحق سے سوالات

پیاری امّ عبدالحق!

السّلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگر آپ برا نہ مانیں تو اس سوال کا جواب دیں کہ کیا آپ کو سوکن کی یہ بات بری نہیں لگی

تھی کہ وہ آپ کے شوہر سے اس حال میں شادی پر رضا مند ہوگئی کہ آپ کو پہلے اس کا پتہ تک نہیں چلنے دیا گیا؟ میں جانتی ہوں کہ ایسا ہوتا ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کسی عورت کو دانستہ ایسا کرنے کا کیسے حق پہنچتا ہے؟

ام عائشہ

اُس کا جواب:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امّ عائشہ!

مجھے سوکن پر اتنا غصہ نہیں آیا جتنا شوہر پر آیا تھا جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ میں تعدد ازواج کی ہمیشہ حامی رہی ہوں اور اس معاملے میں زندگی بھر بہت دلیر اور منہ پھٹ ہونے کی حد تک بے باک رہی ہوں۔ کسی وجہ سے اسے گمان گزرا کہ میں آسانی سے اس نئی شادی کو گوارا نہیں کرسکوں گی، اس لیے اس نے مجھے لاعلم رکھ کر اس مسلمان بہن سے نکاح کرلیا۔ اس سے بھی زیادہ برا یہ ہوا کہ کمیونٹی کے دیگر لوگوں کو مجھ سے پہلے اس شادی کا علم ہوگیا تھا، خاص طور پر ان لوگوں کو جو افواہ سازیوں کے مشغلے میں مصروف رہتے ہیں اور معمولی بات کو بھی عظیم فتنہ بنا دیتے ہیں اور مجھ پر یہ انکشاف کرنے والے بھی وہی لوگ تھے۔ ان کی یہ حرکت مجھ پر شوہر کی شادی کی بہ نسبت زیادہ شاق گزری۔

اُمّ عبدالحق

میرا سوال: پیاری اُمّ عبدالحق!

آپ نے اپنے شوہر اور سوکن کے ساتھ تعلقات میں کیسے توازن قائم رکھا؟

اُمّ عائشہ

اُس کا جواب: پیاری امّ عائشہ!

شوہر کے ساتھ کافی لے دے اور بحث مباحثہ ہوتا رہا۔ میں نے کچھ لگی لپٹی رکھے بغیر اس پر واضح کردیا کہ اس نے جو کچھ کیا ہے وہ ”میری ذات“ اور ہمارے ”باہمی تعلق“ کے حوالے

سے کتنا ''احمقانہ'' اقدام ہے۔ اس پر وہ بے حد نادم اور شرمسار ہوا۔ یہ کیفیت کئی ماہ بعد پیدا ہو سکی کہ اسے دیکھ کر مجھے غصہ آنا ختم ہو گیا تھا۔ لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ مجھے سوکن پر غصہ نہیں آیا تھا۔ صرف اتنا ہوتا تھا کہ میں اسے دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔ میں نے ایسی جگہوں پر جانا بھی چھوڑ دیا تھا جہاں اس کے موجود ہونے کا امکان ہوتا تھا۔ اگر اتفاقاً کبھی آمنا سامنا ہو جاتا تو میں ''مجھے تجھ سے کیا؟'' والا رویہ اختیار کر لیتی تھی۔ (دراصل میں ان فتنہ گروں کو مرچ مسالا فراہم نہیں کرنا چاہتی تھی جو مسلمان ہونے کے باوجود لگائی بجھائی میں مصروف رہتے ہیں۔) میں اس سے رسمی سلام دعا کے بعد اپنی دوسری دوستوں کے پاس بیٹھتی تھی۔

رفتہ رفتہ مجھے احساس ہوتا گیا کہ مجھے اپنے شوہر کو جو بہت اچھا مسلمان ہے نہیں چھوڑنا ہے۔ میں اپنی نئی فردِ خاندان سے بھی اچھے تعلقات کی خواہاں تھی' جبکہ شیطان اور جذبۂ خود پسندی' سوکن کو نظر انداز کرنا بہت آسان بنا دیتے ہیں۔ شیطان کی طرف سے آپ کو یہ باور کرانے کی کوشش جاری رہتی ہے کہ اسے خاطر ہی میں نہ لاؤ اور ایسے رہو جیسے کہ وہ (شوہر اور سوکن) موجود ہی نہیں ہیں۔ لیکن میرا تصورِ تعددِ ازواج یہ نہیں تھا اور میں دوسری عورتوں کے سامنے اس کی جو پُر زور وکالت کرتی تھی' یہ اس موقف کے بھی منافی تھا' چنانچہ میں نے اسے بلا لیا اور ہمارے درمیان بات چیت چل نکلی۔ وہ بہت شیریں کلام تھی۔ پھر ہم اکٹھی شاپنگ کے لیے جانے لگیں اور لڑکیوں والی گفتگو شروع ہو گئی' لیکن شوہر کے بارے میں کوئی بات نہ کی اور اس موضوع کی طرف آئیں کہ اس سے اس کی ملاقات کیسے ہوئی؟ بالآخر اسی کے پوچھنے پر یہ گفتگو شروع ہو گئی کہ میں ''ہمارے'' شوہر سے پہلے کیسے ملی تھی؟ ہماری اپنی اپنی تاریخ کیا تھی؟ شوہر کس قسم کے کھانے پسند کرتا ہے؟ مجھے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ وہ بہت پُر خلوص عورت ہے' جو مجھ سے قربت کی خواہشمند ہے۔ الحمدللہ' اب ہم بہت قریب ہیں۔

اگر میں اس پر زیادہ سوچ بچار کروں تو مجھے مزید غصہ آئے گا کہ شوہر نے مجھے اندھیرے میں کیوں رکھا؟ اسے یہ غلط فہمی کیوں ہو گئی کہ میں سوکن کی آمد کی پیشگی اطلاع کو برداشت نہیں

کر سکوں گی؟ (کیا اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ میں تعددِ ازواج کی پُر جوش حامی تھی اور آج بھی ہوں؟) اسے یہ خیال کیوں نہ آیا کہ بعد میں پتہ چلنے پر ہمارے درمیان پہلے سے قائم اعتماد کی فضا کو کتنا نقصان پہنچ سکتا تھا؟ جبکہ آخرکار اس قصے کا مجھے پتہ چل جائے گا' لیکن میں اب اس پر مزید سوچ بچار نہیں کروں گی تاکہ مزید غصہ نہ آنے پائے۔ میں شیطان کو سرگوشیوں کے لیے مزید مواد مہیا نہیں کرنا چاہتی۔ ماشاء اللہ

مع السلام

ام عبدالحق

میرا ایک خط

قابل احترام بہنو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں سخت الجھن کی شکار ہوں' سارا دن بیڈ پر لیٹی رہتی ہوں' کسی کام کو ہاتھ ڈالنے کو جی نہیں چاہتا۔ لڑکیاں گھر میں بھگدڑ مچاتی رہتی ہیں۔ میں بڑی مشکل سے نماز کے لیے اٹھتی ہوں' استغفر اللہ۔ شاید ہی کوئی دن گزرتا ہو کہ شوہر سے کسی نہ کسی بات پر چخ چخ نہ ہو جاتی ہو۔ میں بہت بیزار ہو چکی ہوں۔ کوئی گفتگو لڑائی کے بغیر ختم نہیں ہوتی اور جب گرما گرمی کے بعد وہ گھر سے نکل جاتا ہے تو مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔

بچے بھی اس صورت حال کو پسند نہیں کرتے۔ وہ باپ سے بہت پیار کرتے ہیں مگر اب ان کا اس سے ملنا بہت کم ہو گیا ہے۔ ان کا اس کے ساتھ باہر جانا بھی پرانی بات ہو گئی ہے۔ مجھ سے اکثر پوچھتے رہتے ہیں: ''کیا ابو آج رات یہیں سوئیں گے؟'' میں اس سوال سے بہت زچ ہوتی ہوں۔ جی چاہتا ہے کہ اس بچی کا سر پیخ ڈالوں لیکن جانتی ہوں اس بے چاری کا کوئی قصور نہیں۔ وہ ننھی سی جان ہے' اسے کیا پتہ میں کس کیفیت سے گزر رہی ہوں۔

اُمّ عائشہ

جوابات

خط نمبر:6- السلام علیکم ورحمة اللہ ' امّ عائشہ!

میری شادی اگرچہ تعدد ازواج والی نہیں' لیکن پیاری بہن! مجھے آپ کا خط پڑھ کر بہت صدمہ پہنچا ہے۔ میں آپ کی کیفیات کا تصور کر سکتی ہوں۔ ہم جب کسی تکلیف میں مبتلا ہوتی ہیں تو اللہ کی طرف رجوع کرتی ہیں۔ کیوں نہ ہو' وہی تو ہمارا خالق اور مالک ہے' ہم اس کا در کیسے چھوڑ سکتی ہیں؟ وہ یقیناً دعائیں سنتا ہے اور ہمارا دکھ درد دور کرتا ہے۔ رات کے پچھلے پہر یعنی تہجد کے وقت اٹھیے' نوافل ادا کر کے اس کے سامنے عاجزی سے گڑگڑائیے اور صبر کے لیے دعا کیجیے۔ ان شاء اللہ آپ کو یقیناً سکون اور طمانیت کی دولت مل جائے گی۔

ام یوسف

خط نمبر:7- پیاری اُمّ عائشہ! السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہٗ

مجھے بطور عورت معلوم ہے کہ اپنے مرد میں شراکت یا تقسیم قبول کرنا کتنا مشکل کام ہے۔ لیکن آپ نے اسے کھویا نہیں ہے۔ اگر آپ لڑائی جھگڑا کرنے کے بجائے اس صورت حال کو فراخ دلی سے اپنے مذہب کا حصہ سمجھ کر قبول کریں تو اسے اس سے بے حد خوشی ہوگی۔ یاد رکھیے کہ جس بیوی سے اس کا شوہر راضی نہیں اس سے اللہ بھی راضی نہیں ہوتا۔ براہ کرم شیطان کو اس شادی پر جیتنے نہ دیجیے۔ آپ ہر قیمت پر اپنے مالک حقیقی کی خوشی اور رضا تلاش کیجیے۔ ہمارے لیے اپنے مردوں سے وقت اور ان کی توجہ حاصل کرنا اتنی اہمیت نہیں رکھتا جتنی اللہ کی خوشنودی اہمیت رکھتی ہے۔ ہمارا اصل نصب العین جنت کا حصول ہے۔

اُمّ عمر

خط نمبر:8- السلام علیکم ورحمة اللہ بہن اُمّ عائشہ!

میں آپ کو سنگدل بننے کی ترغیب تو نہیں دے رہی' البتہ یہ مشورہ ضرور دے رہی ہوں کہ

آپ کو حالات پر قابو پانے کے لیے اپنی بہترین مساعی بروئے کار لانی چاہییں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ کو اپنے اس آدمی سے محبت ہے' تو وہ محض ایک انسان ہی تو ہے۔ کسی انسان کو آپ کی سوچوں اور آپ کی زندگی پر مکمل غلبہ حاصل نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ قادر مطلق ہے اور بعض اوقات اس کی آزمائشیں بہت کڑی ہوتی ہیں مگر آپ کو اس نے کسی ایسے امتحان میں نہیں ڈالا جس میں آپ پاس نہ ہو سکتی ہوں۔ اگر آپ کے دل و دماغ ایسے وسوسوں کی زد میں ہیں جو کہ آپ کی برداشت سے باہر ہیں' تو آپ کو جان لینا چاہیے کہ یہ اس لعین و مردود کی طرف سے ڈالے گئے ہیں جسے شیطان کہا جاتا ہے۔ آپ کو ہرگز ہرگز ان پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔ حقیقتِ حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہم ایک دوسرے پر انحصار کرنے والی مخلوق ہیں۔ خاص طور پر شادیوں کے سلسلے میں ہمیں ایک دوسرے پر انحصار کرنا ہی پڑتا ہے لیکن چونکہ اللہ منصف اور عادل ہے اور تعدد ازواج مرد کا حق ہے' اس لیے ہمارے ''نسوانی جوہر'' (Essence) میں اتنی قوت موجود ہونی چاہیے کہ ہمارے لیے مرد کی ذات کو اپنے مابین تقسیم کرنا آسان ہو جائے۔ یہ ''قوت'' اتنی زیادہ ہونی چاہیے کہ ہم شیطان اور اس کے چیلوں کی ہر کوشش کو ناکام بنا سکیں۔ ان خبیث روحوں کی اولین کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ ہمارا اصل نصب العین' ہماری نگاہوں سے اوجھل کر دیں اور ہمیں حسد' غصے' خوف اور ملکیت کے اس تصور کے حوالے کر دیں جو شیطنت کی پیداوار ہے۔ کیا میرا مطلب آپ پر واضح ہو گیا ہے؟

شیطان ایک بار جسم میں داخل ہو جائے تو وہ اپنے مقاصد کو بھولتا ہے نہ ان سے دستبردار ہوتا ہے۔ ہمیں بھی یہی کچھ کرنا چاہیے' یعنی اپنے مقصد کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیے' اس لیے میں کہتی ہوں کہ یہ کام خواہ جتنا بھی سخت لگے' اسے کیجیے' کمر ہمت باندھیے' ہر روز نئے عزم کے ساتھ اپنے معمولاتِ زندگی انجام دیجیے۔ آپ کے بچے نہ صرف آپ کے منفی ردعمل کو دیکھ رہے ہیں بلکہ یہ تاثرات ان کی ہڈیوں کے اندر اتر رہے ہیں۔ ذرا غور کیجیے کہ اس وقت اچھے افراد پہلے ہی کتنی کم تعداد میں ہیں' پھر تصور کیجیے کہ جب آپ کی بیٹی شادی کی عمر کو پہنچے گی تو اس

وقت ایسے افراد کی تعداد کتنی کم ہو چکی ہوگی؟ صف بندی ہو رہی ہے اور صاف پتہ چل رہا ہے کہ کون کون روشنی (نور) کے لشکر میں ہے اور کون کون اندھیروں (ظلمات) کے لشکر میں شامل ہے۔ مسلمانوں کے اندر نظریاتی تقسیم کا عمل تیز ہو رہا ہے۔ کچھ مسلمان اپنے دینی عقائد میں مضبوط سے مضبوط تر ہو رہے ہیں اور کچھ کمزور سے کمزور تر ہو رہے ہیں۔ پتہ نہیں' انجام کار کیا ہوگا؟ بہر حال میرا خیال ہے کہ کسی وقت ہماری بیٹیوں کے لیے خاوند کو ''تقسیم'' کرنے کے مواقع' ہماری نسبت زیادہ پیدا ہوں گے۔ (ہم میں سے بہت سی عورتیں تقسیم کے اس عمل سے گزر رہی ہیں) لہٰذا ان کے دلوں میں تعدد ازواج کے لیے کوئی خوف' نفرت یا حقارت موجود نہیں ہونی چاہیے۔ ہم کوشش کریں تو اس ''نظام'' کو اس دین کا خوبصورت ترین زیور بنا سکتی ہیں۔

اپنی صاحبزادیوں کو یہ نکتہ سمجھائیے۔ شیطان کو دور بھگانے کی کوشش کیجیے۔ ان شاء اللہ آپ کامیاب رہیں گی۔ پہلے تو یہ بہت مشکل بات لگتی ہے لیکن بعد میں آسان ہو جاتی ہے۔ اس بہن (سوکن) سے متعارف ہونے کی کوشش کیجیے' غالباً وہ بھی یہی چاہتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ بھی آپ ہی کی طرح پریشان ومضطرب رہتی ہو۔ ہم عورتوں میں رحم اور ہمدردی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور یہی ہماری سب سے بڑی قوت ہے۔ وہ غالباً آپ کی اس قوت کو اچھی طرح سمجھتی ہے۔ اسے گلے سے لگائیے اور اپنے شوہر سے گرمجوشی کے ساتھ پیش آئیے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑا نہ کیجیے۔ اگر ان دونوں کو ایک دوسرے کے قریب پائیں اور باہر نکلنا مناسب ہو تو نکل جائیے۔ دو رکعت نوافل ادا کیجیے اور تہجد پڑھنے کی عادت ڈالیے۔ خود کو مصروف رکھیے۔ اپنے بچوں پر توجہ دیجیے' بلکہ کوئی مثبت کام بھی کیجیے۔ ماشاء اللہ بہن! اپنی خوشیوں کو قریب لانے کے لیے پہلا قدم تو اٹھائیے اور بعض چیزوں میں اس بہن کو شریک کرنے کی کوشش کیجیے۔ نیکی کے کاموں میں ثابت قدم رہیے۔ ایسا کرنے سے آپ کو مزید آگے بڑھنے کی توفیق ملے گی۔

ان شاء اللہ وہ دن بھی آجائے گا کہ آپ اپنے بچوں کے سامنے خود وضاحت کریں گی کہ

''تمہارے ابو جب آنٹی کو بیوی بنا کر لائے تھے تو تمہاری امی نے اتنے سخت ردعمل کا مظاہرہ کیوں کیا تھا؟ اور پھر امی نے شیطان اور اس کے پیدا کردہ جذبات کو کیسے شکست دی تھی؟ اب ان جذبات پر قابو پا لینے کے بعد وہ بالکل سمجھ ہی نہیں سکتی کہ وہ شروع شروع میں اتنی پریشان کیوں تھی۔'' اگر آپ ایسا کر سکیں تو ان شاء اللہ آپ کے بچوں کے لیے یہ بہترین عملی سبق ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ایسا کرنے پر قادر ہیں۔ ان شاء اللہ

اُمّ عبدالحق

خط نمبر:9- پیاری عائشہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری بات اگرچہ آپ کو کچھ سخت لگے گی مگر آپ کو کچھ سنبھلنے کی کوشش خود کرنا ہوگی۔ آپ کی اولین کوشش یہ ہونی چاہیے کہ شیطان آپ کے حالات پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ میں سمجھتی ہوں کہ آپ جب بیدار ہوتی ہیں تو یہ خیال آپ کے دماغ میں گردش کر رہا ہوتا ہے اور جب سونے کے لیے بستر پر دراز ہوتی ہیں تو اس وقت بھی سر پر مسلط ہوتا ہے۔ آپ کو شیطان سے لڑنا ہے اور اس کے پیدا کردہ وسوسوں پر بھی قابو پانا ہے۔ آپ کے اپنے شوہر کے ساتھ جو تعلقات ہیں وہ منفرد قسم کے ہیں جو کسی اور کے ساتھ نہیں' انہیں وہ خود بھی محسوس کرتا ہے لہٰذا مجھے یقین ہے کہ وہ آپ سے محبت کرتا ہے' یہ بات آپ بھی خوب جانتی ہیں۔ آپ اس کے بچوں کی ماں ہیں۔ یہ بڑی گہری وابستگی ہے اور باہمی عہد و پیماں کا زندہ ثبوت ہے۔ شیطان لعین کو اس جنگ میں جیتنے کا موقع نہ دیجیے۔ میری بہن یقین جانیے کہ یہ واقعی ایک جنگ ہے۔

ہوسکتا ہے کہ اس صورت حال میں آپ خود کو غیر محفوظ سمجھتی ہوں۔ اس کی شادی سے جو صدمہ آپ کو پہنچا ہے اس سے آپ کلی طور پر نجات نہیں پا سکیں اور ہوسکتا ہے کہ آپ یہ سوچ رہی ہوں کہ یہ سب کچھ سازش سے ہوا ہے اور جن دنوں آپ حالات سے بے خبر تھیں ان دنوں یہ کھچڑی اندر اندر پک رہی تھی۔ آپ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس سے الجھ رہی ہوں گی۔ میں تصور کر سکتی ہوں کہ وہ باتیں کیا ہوں گی؟ کیا وہ بے بی کے لیے دودھ لانا بھول گیا تھا؟ کیا

ڈاکٹر سے ملاقات کرنا اس لیے بھول گیا کہ اپنی دوسری بیوی کے کسی کام میں مصروف تھا؟ یہ سب فرضی سوالات ہیں، لیکن اس وقت آپ جو کچھ محسوس کر رہی ہیں نئی بات نہیں ہے۔ آدم علیہ السلام کی جو بیٹیاں آپ سے پہلے گزری ہیں وہ بھی محسوس کرتی رہی ہیں اور آپ کے بعد آنے والی بیٹیاں بھی اسی طرح محسوس کریں گی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا شوہر بھی آپ ہی کی طرح بے چین ہو رہا ہوگا اور اس کے دل میں آپ کے لیے محبت کے بے پناہ جذبات موجزن ہیں جو اظہار کے لیے موقع کی تلاش میں ہیں۔ اللہ کی ذات پر بھروسا کیجیے۔ یہ سمجھیے کہ جو کچھ آپ کو پیش آیا ہے، اسے آ کر رہنا تھا۔ اپنے آپ کو یہ سوچ سوچ کر ہلکان مت کیجیے کہ آپ پہلے کچھ کر لیتیں تو اس حقیقت کو تبدیل کر سکتی تھیں۔ مقدر کا یہ فیصلہ تو تخلیق کائنات سے پچاس ہزار سال پہلے لکھا جا چکا تھا۔

آپ کے شوہر کی دوسری شادی کیے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہے۔ معاملہ ابھی تازہ تازہ ہے، آپ ہی کی طرح وہ بھی نئی صورت حال کے مطابق ڈھلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اب وہ بچوں کو اس طرح سیر و تفریح کے لیے نہ لے جا رہا ہو جیسے پہلے کیا کرتا تھا۔ ان شاء اللہ یہ عارضی بات ہے۔ مجھے ایک بات پوچھنے دیجیے کہ اگر وہ بچوں کو دوسرے گھر لے جائے اور سارا وقت انھیں وہیں رکھے تو کیا آپ اس پر خوش ہوں گی؟ مجھے پتہ ہے کہ میرے خاوند نے جب دوسری بیوی سے شادی کی تو میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ میرے بچوں کو وہاں لے جائے۔ اُس سال یہ میری انتہائی درجے کی کوتاہ نظری تھی، استغفر اللّٰہ۔ مجھے یقین ہے کہ جب آپ کے حالات معمول پر آ جائیں گے تو بچے پھر اسی طرح اس کے ساتھ رہیں گے۔ اِن شاء اللّٰہ۔

مجھ سے یہ سوال پوچھا جایا کرتا تھا ''ابو آج رات کہاں سوئیں گے؟'' میرے بچوں کی تربیت تعدّدِ ازواج والے ماحول میں ہوئی ہے، ما شاء اللّٰہ۔ وہ اب بھی اسی طرح کے سوالات پوچھتے ہیں۔ بعض اوقات مجھے بھی دکھ پہنچا کرتا تھا۔ ایک بات آپ کو بتاؤں بہن! بچے ہمیشہ ماں کی طرف دیکھتے ہیں۔ 10 میں سے 9 واقعات میں ان کا ردعمل ماں کے احساسات کے

مطابق ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے ماں کو روتے ہوئے دیکھا ہے' جب میں ''رونے'' کا لفظ استعمال کرتی ہوں تو میرا مطلب سچ مچ رونے سے ہوتا ہے' تو وہ اس سے لازماً متاثر ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ماں کو پریشان اور منہ بسورتے نہیں دیکھنا چاہتے۔ اگر ایسا پاتے ہیں تو وہ اتنے سمجھدار ہیں کہ فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ اس کا تعلق باپ کی دوسری شادی سے ہے۔ آپ کو اپنے اندر اتنی ہمت پیدا کرنی پڑے گی کہ اندر کی کیفیت کو باہر نہ آنے دیں۔ آپ کو بچوں کی خاطر مضبوط اور حوصلہ مند رہنا پڑے گا۔ آپ کو اللہ پر بھروسا کر کے جرأت مندانہ زندگی بسر کرنا پڑے گی۔ جب رونا آئے تو دل ہی دل میں اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ آپ کو صبر عطا فرمائے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ مسلمان دو کیفیتوں میں ہوتے ہیں: اگر ان پر اچھا وقت آئے تو وہ شکر ادا کر رہے ہوتے ہیں' اگر مصائب اور آزمائشوں میں سے گزر رہے ہیں تو انہیں صبر کرنا پڑتا ہے۔ تو بہن صاحبہ! یہ آپ کی آزمائش کا دور ہے' اللہ رحمان ورحیم پر بھروسا کیجیے اور صبر کی دعا مانگیے۔ اس کا ذکر کیجیے اور قرآن مجید کی تلاوت سنیے۔ بہنوں کے پاس اٹھیے بیٹھیے۔ کتابیں پڑھیے یا کوئی اور ایسا کام کیجیے جس سے آپ کی توجہ بٹی رہے۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کے لیے تلاوت سننے اور اللہ کا ذکر کرنے سے بہتر کوئی اور مداوا نہیں ہے۔ اب اس امر کا جائزہ لیجیے کہ آپ اپنے شوہر سے کیوں محبت کرتی ہیں۔ کیا واقعی اللہ کی خاطر ایسا کرتی ہیں یا دنیاوی وجوہ کی بنا پر کرتی ہیں؟ بہترین محبت تو وہی ہوتی ہے جو حق سبحانہ وتعالیٰ کے لیے کی جائے۔ براہ کرم بہن! میری کسی بات کا غلط مطلب نہ لینا۔ میں آپ پر نکتہ چینی کر رہی ہوں نہ آپ سے نفرت محسوس کر رہی ہوں۔ میں آپ کے لیے وہی کچھ چاہ رہی ہوں جو اپنے لیے چاہتی ہوں۔ ان شاء اللہ ہم آپ کے لیے دست بہ دعا رہیں گی۔ اللہ عزوجل آپ کا محافظ اور نگران رہے اور آپ کو صبر واستقامت عطا فرمائے۔ آمین

والسّلام علیکم

ام اسماء

خط نمبر:10- السلام علیکم ورحمة اللہ ' بہن اُمّ عائشہ!

اس صورت حال سے میں بھی آ گاہ ہوں اور شیطان کے اس جال سے بچنے کے راستے تلاش کر رہی ہوں' کیونکہ وہ صرف ہماری شادیوں کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ بہر حال ہم کسی نہ کسی طریقے سے چل ہی رہی ہیں۔ جب آپ کو غصہ آئے تو اس کے اظہار یعنی اس کے لیے الفاظ کے استعمال سے پہلے تھوڑا سا انتظار کر لیا کریں۔ پہلے دل میں دعا کریں' ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد ان الفاظ کو بولیں' پھر انہیں لکھیں' پھر بولیں' گھڑی کی طرف دیکھ کر دس منٹ ذکر الٰہی کرتی رہیں۔ بعد ازاں کوئی تحسین آمیز جملہ کہیں۔ زندگی کے بارے میں خوشگوار الفاظ کا اظہار کریں۔ کوئی آیت یا حدیث دوہرائیں۔ شوہر کا خوش دلی سے استقبال کریں۔ (خواہ یہ خوشی منٹ دو منٹ تک ہی کیوں نہ برقرار رہے) میں جانتی ہوں کہ یہ بات کہنا آسان ہے' کرنا مشکل ہے۔

یہ حالات بچوں پر بھی بری طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ ممکن ہے وہ اپنی تشویش کے اظہار پر قادر نہ ہوں مگر وہ ان کا بڑا گہرا تاثر لیتے ہیں۔ جس دن خاوند کی' دوسرے گھر میں باری ہو آپ کچھ وقت نکال کر بچوں کے ساتھ خوش طبعی میں وقت گزارنے کی کوشش کریں' چھوٹی موٹی کھیل کھیلیں' سیر کے لیے جائیں۔ ان کے لیے چٹ پٹی چیزیں منگوائیں' مثلاً چاٹ' دہی بھلے' پیزا' سموسے وغیرہ۔ انہیں سینے سے لگائیں' ان سے لطیفے سنیں' سکول کے کسی واقعہ یا کھیل کود کی باتیں کریں۔

بہن صاحبہ! اپنے دل کو مضبوط بنائیں' یاد رکھیں کہ زندگی کا اصل نصب العین اللہ کی خوشنودی اور جنت کا حصول ہونا چاہیے۔ شیطان کو موقع نہ دیں کہ وہ آپ کی رنجشوں سے فائدہ اٹھا کر آپ کے بنے بنائے گھر کو تباہ کر دے۔ اللہ آپ کو اس دنیا میں بھی خوش وخرم رکھے اور اگلے جہان کی نعمتیں بھی عطا فرمائے اور ایسے اعمال کی توفیق بخشے کہ آپ جنت کی مستحق ٹھہریں۔

مریم

خط نمبر: 11- السلام علیکم ورحمة الله ' امّ عائشہ!

ماشاء اللہ بہنوں نے آپ کو بہت اچھے مشورے دیے ہوں گے۔ میں صرف یہ مشورہ دے رہی ہوں کہ آپ حوصلہ رکھیں اور جتنا ممکن ہو سکے مضبوط کردار کا مظاہرہ کریں۔ تجربہ بتاتا ہے کہ پہلے مضبوط ہونے کی تھوڑی سی ایکٹنگ کر لی جائے تو جذبات خود بخود اس سے مطابقت اختیار کر لیتے ہیں۔ ماں کا مضبوط ہونا حیرت انگیز طور پر بیٹیوں کے کردار کو مضبوط بنا دیتا ہے۔

میں نے اگرچہ مسلمان گھرانے میں پرورش نہیں پائی' میری ماں (جو بعد میں مسلمان ہوگئی تھیں' الحمدللہ) نے میرے سامنے مضبوط کردار کی عملی مثال پیش کی تھی۔ میں تفصیل میں جائے بغیر صرف اتنا بتاؤں گی کہ اس کی شادی بڑے ناہموار ماحول میں ہوئی تھی۔ جن اوقات میں اسے بستر پر ہونا چاہیے تھا' وہ نہیں ہوتی تھی۔ میرا ایمان ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے توفیق دی کہ اس نے میرے مسلمان ہونے کے لیے ایک بنیاد رکھ دی۔ چھوٹی بچیاں نادانستہ طور پر ایسی عادات اپنا بیٹھتی ہیں جو مستقبل میں کسی دن انہیں نقصان پہنچانے کا سبب بن جاتی ہیں۔ ماشاء اللہ اسلامی طرزِ زندگی میں بچوں کو تہذیب سکھانے کا خاصا اہتمام کیا جاتا ہے۔

شیطان جب بہکائے تو اس کے جال سے نکلنا بہت اہمیت رکھتا ہے۔ وہ قسم قسم کی سرگوشیاں کرتا ہے اور نئی نئی راہیں دکھاتا۔ انسان ہمت کرے تو اللہ کی مدد سے اسے سیدھی راہ مل جاتی ہے۔ میرا باپ جب میری ماں پر برستا تو وہ اس کے چلے جانے کے بعد اسی طرح دوبارہ کام میں مصروف ہو جاتی گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ اگر وہ اپنے کردار میں اتنی پختگی اور مضبوطی کی مثال پیش نہ کرتی تو میری زندگی آج بالکل مختلف ہوتی۔ اس نے ہم بچوں کے لیے تکلیفیں سہیں اور گھریلو ذمہ داریوں کو اوّلیت دی۔

میں جانتی ہوں کہ آپ کے لیے یہ عرصہ کچھ مشکلات کا عرصہ ہے۔ کیوں نہ آپ اپنے کردار سے خاندان کے جملہ افراد کے سامنے ایک مسلمان عورت کی مستقل مزاجی کا ایک شاندار نمونہ پیش کریں۔ اس سے نہ صرف آپ کا گھر سدھرے گا بلکہ اردگرد کا ماحول بھی متاثر ہوگا۔

ماشاء اللہ آپ اس مقام پر ہیں کہ صحیح اسلامی طرز عمل کا مظاہرہ کر کے لوگوں کو سیدھی راہ دکھا کر جنت کما سکتی ہیں۔

مع السّلام

صفیّہ

میرا خط

السلام علیکم بہنو!

میں کہتی ہوں کہ سب مرد ''مطلب پرست'' ہیں۔ انہیں صرف ایک ہی ''غرض'' ہوتی ہے۔ خود غرضی ان کی سرشت کا حصہ ہے۔ کیا آپ مجھ سے اتفاق کرتی ہیں؟ بہر حال مجھے اس مطلبی کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ یہ صبح کے تین بجے کا وقت ہے اور میں بستر پر نہیں ہوں۔ اس کی بجائے ''نیٹ'' (net) پر ہوں۔ شوہر پر سخت غصہ آ رہا ہے۔ آپ جانتی ہیں کہ میں اپنے غصے پر قابو پانے کی کتنی کوشش کرتی ہوں۔ کسی بات پر ہماری ایک بار پھر جھڑپ ہو گئی تھی۔ میں اس سے اللہ کے لیے محبت کر کے بھی خود کو مشکل میں گرفتار سمجھتی ہوں۔ اب بتائیے کیا کروں؟ سخت ناخوش اور سخت بیزار ہوں۔

امّ عائشہ

جوابات

خط نمبر: 12- السلام علیکم ورحمۃ اللہ ' بہن اُمّ عائشہ!

میں آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کل رات آپ کا خط دیکھا اور آپ نیٹ پر اپنی ایذا رسانی کے متعلق بتانے میں مصروف تھیں۔ میں اس قسم کی لڑکیوں میں سے تھی جو تبدیلیوں کو آسانی سے قبول نہیں کرتیں۔ آپ نے کئی ایسی عورتیں دیکھی ہوں گی جو شوہر کی دوسری شادی پر مہینوں آنسو بہاتی ہیں' ایسا کرنا ٹھیک نہیں۔ آنسو تو اس سے زیادہ قیمتی ہیں' انہیں اتنا سستا نہیں سمجھنا چاہیے۔ مجھے پتہ ہے کہ اس وقت دل پر کیا بیتتی ہے۔ ❁ جب آپ کی نظر شوہر پر پڑے اور آپ پرواہ ہی نہ کریں کہ وہ کون ہے؟ ❁ جب آپ کو احساس ہو جائے کہ مجھے

دھوکہ دیا گیا ہے۔ ❁ جب آپ محسوس کریں کہ مجھ سے اسے کوئی محبت نہیں رہی۔ ❁ جب آپ کو محسوس ہو کہ اسے آپ کے احساسات کا کوئی احساس نہیں ہے' تو پھر آپ کو حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو جانا چاہیے۔ میرے لیے خط میں سب کچھ بتانا بہت مشکل ہے' لیکن جو کچھ بھی ہوگا میں آپ کو بتا دینا چاہتی ہوں۔ ہوگا یہ کہ آپ کو بہت تلخیوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور جب حقیقت حال سامنے آئے گی تو وہ پسندیدہ چیز نہیں ہوگی اور بہت دیر ہو چکی ہوگی۔

یقین جانیے کہ شیطان بڑا مکار ہے اور اپنے تمام داؤ آزمانے کے لیے تیار رہتا ہے۔ اگر آپ ایسا طرز عمل اختیار کریں گی کہ جیسے آپ اس (شوہر) کو نہیں چاہتیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کے اس انداز کو حقیقی رویّہ سمجھ بیٹھے جبکہ میں جانتی ہوں کہ آپ کے دل میں اس کی محبت موجود ہے' آپ کو صرف دھوکہ دیے جانے اور جذبات کے مجروح کیے جانے کا شکوہ ہے۔ بس اتنی سی بات ہے۔ براہ کرم کمزوری نہ دکھایئے اور مضبوط ہونے کی کوشش کیجیے۔ اللہ سے مایوس مت ہوں۔ جب میں نے آپ کا خط پڑھا تو یقین جانا بہن کہ میں رو پڑی تھی۔ میں جانتی ہوں کہ آپ کے احساسات کیا ہیں لیکن اپنے بچوں کی خاطر اور اپنی زندگی کے لیے خواہ وہ جیسی بھی ہے' اس صورت حال کا مقابلہ کریں۔ بس میں یہی کہنا چاہتی ہوں اور میں اللہ کی خاطر آپ سے محبت کرتی ہوں۔

ام اسماء

خط نمبر: 13- السلام علیکم ورحمۃ اللہ ' بہن اُمّ عائشہ!

میں جانتی ہوں کہ کوئی عورت اپنے شوہر کو کسی دوسری عورت کے ہمراہ خوشیاں مناتے نہیں دیکھ سکتی' جیسا کہ آپ بھی منایا کرتی تھیں یا ہو سکتا ہے کہ آپ چاہتی ہوں کہ کاش آپ اب بھی منا سکتیں۔

آپ سوچتی ہوں گی: ''میں جانتی ہوں کہ وہ صبح کتنے بجے اٹھتا ہے اور اس (عورت) کے گھر چلا جاتا ہے جبکہ میں بستر پر لیٹی روتی رہتی ہوں۔''

پھر...... ''میں اٹھ جاتی ہوں کیونکہ میرے بچوں کو میری ضرورت ہوتی ہے۔''

پھر...... مجھے معلوم ہے کہ تکمیل کے لیے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ مجھے اللہ نے پیدا کیا اور میں اس کی نظر میں ایک قابل قدر انسان ہوں۔ مجھے کسی ایسے شخص کی ضرورت نہیں جو میرے وجود کو سند جواز عطا کرنے کا مجاز ہو یا کہے کہ میں قابل قدر اور باوقار ہستی ہوں۔

پھر...... مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ روزِ قیامت میں صرف اللہ کے سامنے جوابدہ ہوں گی۔

پھر......میں اور میرے بچے جلدی جلدی اپنے اپنے کام نمٹا لیتے ہیں تا کہ ہم قرآن مجید کی تلاوت کے بعد اپنے دن کا آغاز کر سکیں۔

پھر زندگی اپنے معمولات میں ڈھل جاتی ہے۔

مجھے یاد آتا ہے کہ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ اسلام سلامتی کا دین ہے۔ مجھے یہ یاد کر کے خوشی ہوتی ہے کہ اسلام کا لفظ اطاعت اور امن و سلامتی سے مل کر بنا ہے۔ سلامتی اللہ کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں مضمر ہے۔

آپ کی مخلص

مریم

خط نمبر: 14- پیاری اُمّ عائشہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت ترس آتا ہے کہ آپ کو اتنی مشکلات کا سامنا ہے۔ جن تعلقات کے بارے میں آپ یہ محسوس کرنے لگی ہیں کہ آپ ان سے محروم ہو چکی ہیں اب ان کی کس حد تک بحالی چاہتی ہیں؟ کیا آپ مجھے یہ بتانے کی اجازت دیں گی کہ میری معلومات کی حد تک آپ کے محسوسات کیا کیا ہیں؟ میں یہ بات اپنے تجربے کی وجہ سے جانتی ہوں۔ جب میرے شوہر نے دوسری شادی کی تو مجھے محسوس ہوا کہ وہ بہت تبدیل ہو چکا ہے۔ ابھی یہ خیال میرے دماغ میں گھوم ہی رہا تھا کہ مجھے محسوس ہوا کہ اس سے کہیں زیادہ میں خود تبدیل ہو گئی ہوں۔ وہ جو کچھ کرتا یا کہتا'

میں سوچتی: ''میں شرط لگا سکتی ہوں کہ تم نے یہ حرکت یا بات اس (سوکن) سے کہی ہوگی'' وہ خواہ کچھ بھی کہتا' میں اس سے متاثر نہیں ہوتی تھی۔ میں اس کی تمام یقین دہانیوں کو مسترد کرتی رہی حتیٰ کہ وہ دن آ گیا کہ اس نے زچ ہو کر مجھے پرے دھکیل دیا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مرد ایک حد سے زیادہ ٹھکرایا جانا برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر آپ اس کے لیے اپنے جذبات کے دروازے بند کر دیں گی تو وہ دوسری طرح سوچنے لگے گا۔ وہ آپ کو یقین دہانیاں کرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے یا کرتا ہے اسے اپنے دل میں جگہ دیجیے۔ یہ سمجھ لیجیے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے' خلوص دل سے کہہ رہا ہے۔

الحمدللہ' یہ نکتہ بروقت میری سمجھ میں آ گیا کہ مجھے جتنا دکھ پہنچا ہے' اس محبت سے زیادہ نہیں ہے جو خاوند کے لیے میرے دل میں پائی جاتی ہے' چنانچہ میں نے پہلے اپنی اصلاح کی' پھر اس کی طرف دیکھا تو وہ میرے پیچھے پیچھے چلا آیا۔ مجھے اپنا خاوند مل گیا اور وہ تعلقات بھی ایک حد تک بحال ہو گئے۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ (الانشراح: 6/94) ''یقیناً دشواری کے ساتھ سہولت ہے'' ہم پر جو ''شر'' نازل ہوتا ہے اس میں کوئی نہ کوئی ''خیر'' پوشیدہ ہوتی ہے۔ اللہ پر بھروسا کیجیے وہ آپ کی خوشیاں لوٹا دینے پر پوری طرح قادر ہے۔ میں نے اس کے حضور جتنی دعائیں کیں' وہ قبول ہوئیں۔ مضبوطی اور حوصلہ مندی کا مظاہرہ کیجیے' ان شاء اللہ صبر کا اجر ضرور ملے گا۔ یقین اور اعتماد سے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیجیے' جواب ضرور ملے گا۔

فی اَمان اللّٰہ
امّ اسماء

میرا خط

السلام علیکم بہنو!

چلیے مان لیتی ہوں کہ آپ نے جو کہا یا لکھا ہے' بالکل بجا ہے۔ تعدد ازواج سے میرا ایک خوف یہ بھی ہے کہ شوہر جنسی فعل کے دوران میں اکثر دوسری بیوی کا نام لیتا رہتا ہے۔ کیا دیگر

خواتین کو بھی تعدد ازواج سے یہی خوف دامن گیر رہتا ہے؟ اگر ایسا ہو تو آپ کو کیا کرنا چاہیے؟

الحمدللہ میرے ساتھ ایسا معاملہ پیش نہیں آیا۔ مگر ایسا ہو جانے کی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟

برسبیل تذکرہ کیا کسی کو غیر مسلم رشتہ داروں سے واسطہ پڑا ہے؟ میں اپنے والدین یا سسرال کے علم میں یہ بات نہیں لانا چاہتی تھی مگر شوہر نے اپنے اور میرے والدین کو سب کچھ بتا دیا۔ اس سے مجھے بہت دکھ پہنچا ہے۔ میرے لیے رشتہ داروں کے علم میں یہ بات لانا آخری چارہ کار ہوسکتا ہے۔ اس وقت مجھ میں ہمت نہیں ہے کہ میں اس دین کے لیے اٹھ کھڑی ہوں جیسا کہ میرا شوہر اس پر اصرار کر رہا ہے۔ مجھے اس کی بہت زیادہ پریشانی ہے۔

امّ عائشہ

جوابات

خط نمبر :16- السلام علیکم ورحمة الله ' بہن اُمّ عائشہ!

بہن ذرا بتایئے کہ آپ کے کتنے بچے ہیں؟ میرے تو پانچ ہیں۔ بعض اوقات میں ایک بچے کو بلاتی ہوں تو منہ سے دوسرے بچے کا نام نکل جاتا ہے۔ جب میرے خاوند نے مجھے دوسری بیوی کے نام سے پکارا تو میں نے اس کی طرف گھور کر دیکھا۔ اس پر وہ بولا: معلوم نہیں ایسا کیوں ہوا؟ یہ کارِ شیطان ہے۔ میرے منہ سے بھی جب ایک بچے کو پکارتے ہوئے دوسرے کا نام نکل آتا ہے تو میں بھی یہی جملہ کہتی ہوں۔ کیا آپ میری بات سمجھ گئیں؟

جہاں تک غیر مسلم والدین کا تعلق ہے' جب میں نے شادی کی تو نہ میں نے اور نہ میرے شوہر نے میری ماں کو بتایا کہ میں اس کی دوسری بیوی ہوں۔ میں کسی طرح ملک چھوڑنا چاہتی تھی اور یہ بتانا کوئی بڑا مسئلہ بھی نہ تھا' تاہم جب میں واپس آ گئی تو یہ بات ماں سے چھپانا مشکل تھا' کیونکہ شوہر کچھ عرصے کے لیے ملک سے باہر رہ گیا تھا۔ امی کا خیال تھا کہ میں اس کی ایک ہی بیوی ہوں تو وہ میرے شوہر کو پسند کرتی رہی' لیکن جب اسے حقیقتِ حال معلوم ہوئی تو وہ اسے ناپسند کرنے لگی۔ انسان کا حقیقی مددگار تو اللہ ہی ہے۔ اب میری ساری فیملی کو پتہ چل چکا

ہے لیکن وہ اس کی زیادہ پروانہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میری فیملی کے بیشتر مرد زندگی بھر ''کافرانہ سٹائل'' کی کثرت ازواج کے طور طریقے استعمال کرتے رہے ہیں۔ وہ صرف مجھے خوش دیکھنا چاہتے ہیں۔ دوسری جانب میری نانی میرے شوہر کو بے حد پسند کرتی ہیں۔

فی امان اللّٰہ

امّ اسماء

امّ اسماء کو میرا جواب: وعلیکم السّلام امّ اسماء!

میری دو بیٹیاں ہیں' میں بھی ان کے ناموں کو ایک دوسرے سے گڈمڈ کر بیٹھتی ہوں لیکن میرے خیال میں خاوند کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ بچے اس چیز کی زیادہ پروانہیں کرتے لیکن عورتیں کرتی ہیں۔ ہاں آپ کا یہ کہنا درست ہے کہ یہ شیطان کی کارستانی ہوتی ہے۔ میں جانتی ہوں کہ وہ شادیوں کو تباہ کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے اور اس کے لیے نت نئی ترکیب لڑاتا ہے' میری دعا ہے کہ ایسا کبھی نہ ہو۔

امّ عائشہ

میرا خط

بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

میرا آج کا دن معمول کے دنوں کی بہ نسبت بہتر ہے۔ میرے آج کے احساسات کچھ یوں ہیں: ہمیں کیا پھٹکار پڑی ہوئی ہے کہ ہم ایسے شوہروں کی گرویدہ ہو جاتی ہیں جو دوسری عورتوں سے شادیاں رچاتے پھرتے ہیں؟ کیا ان سے ہماری وابستگی اتنی زیادہ ہونا درست ہے کہ ان کی ہر حرکت ہم پر اثر انداز ہوتی رہے؟ کیا ہماری اپنی الگ کوئی زندگی نہیں ہے؟

ہاں' میری اپنی زندگی تو ہے' مجھے بہت کچھ کرنا ہے' مجھے لوگوں سے میل جول رکھنا ہے' کئی جگہوں پر آنا جانا ہے' میں اپنے شوہر کا تتمہ نہیں ہوں۔ میں خود ایک شخصیت ہوں۔ روزِ قیامت تو میں اس کے ساتھ اس طرح بندھی ہوئی نہیں ہوں گی جیسا کہ یہاں تتمے کے طور پر میں ساتھ لگی

ہوئی ہوں۔ عورتیں ایسا رویہ کیوں رکھتی ہیں کہ ہم اس زندگی میں انہی کے ذریعے سے اپنی پہچان کرانے کی محتاج ہیں؟ اگر وہ نہ ہوں تو کیا ہم صفر ہو جائیں گی؟ میں تو ایسا بالکل نہیں کروں گی۔ اگر وہ اپنی زندگی اپنے طور پر گزارنا چاہتا ہے تو گزارے' مجھے بھی اپنی زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔ روزِ قیامت مجھے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔

ہمیں اپنی ضروریات کی کفالت خود کرنی ہے۔ اگر میری دوسری بہنیں بھی یہی سوچ اپنا لیں اور جذباتیت کا رویہ ترک کر دیں تو ہم زیادہ دیر تک مردوں کی دست نگر نہیں رہیں گی۔

فی أمان اللّٰہ

امّ عائشہ

جواب

خط نمبر:16- وعلیکم السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ اُمّ عائشہ صاحبہ!

مردوں کا تتمہ؟ یہ سوچ باعثِ حیرت ہے' مگر ایک حد تک یہ بات صحیح بھی ہے۔ ہمیں مردوں کی اس طرح تابع مہمل تو نہیں بننا چاہیے کہ اپنے بارے میں کچھ سوچ ہی نہ سکیں۔ اس معاملے میں ہماری اپنی ایک شناخت ہونی چاہیے نہ کہ انہیں کے حوالے سے پہچانی جائیں۔ روزِ حساب ہم اللہ کے سامنے اپنے معاملات کی خود جواب دہ ہوں گی۔ وہ بڑے خوف و دہشت کا دن ہوگا جیسا کہ سورۂ عبس میں آتا ہے:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ ٱلْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِۦ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَٰحِبَتِهِۦ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ ٱمْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾﴾ (عبس: ۸۰/ ۳۴-۳۷)

''اس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ اس دن ان میں سے ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی جو اسے دوسروں سے بے پرواہ کر دے گی۔''

بہن امّ عائشہ! اپنے موقف پر قائم رہیے' آپ یقیناً کامیاب رہیں گی۔

امِ عمر

میرا خط

عزیز بہنو! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں ایسے نقطے پر پہنچ چکی ہوں جس کے متعلق میں سمجھتی ہوں کہ یہیں سے راستہ نکلے گا۔ پھر سوچتی ہوں کہ کاش یہاں تک نوبت نہ آتی۔ اوہ' معلوم نہیں مجھے کیسے محسوس کرنا چاہیے؟ بعض اوقات ایسا لگتا ہے کہ میں اندر سے مر چکی ہوں۔ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔ میں اس شخص کو بہت رو چکی ہوں۔ اب بے حد بیزار ہوں۔ مجھے اپنے طور پر کچھ سوچنا اور کچھ کرنا ہے۔

آپ بہنوں نے میری کافی مدد کی ہے' میری ڈھارس بندھائی ہے اور ہر مشکل سے نکلنے کے لیے بیش قیمت مشورے دیے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر دے۔ تعددِ ازواج کے بارے میں میری رائے میں کافی تبدیلی آ چکی ہے۔

جزاکمُ اللہ خیراً

امّ عائشہ

خط نمبر: 17- السلام علیکم و رحمۃ اللہ ' اُمّ عائشہ!

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ کے جذبات گڈمڈ ہو چکے ہیں۔ انہیں الگ الگ کر کے ان پر غور و فکر کیجیے۔ ذرا سکون و اطمینان کے ساتھ سوچیے اور اللہ سے دعا کیجیے کہ آپ کی عائلی زندگی از سر نو بہتر ہو جائے۔ امید ہے کہ آپ جلد ایک دوسرے کے قریب آ جائیں گے۔ ایسا لگتا ہے کہ مزید سوچنے کی ضرورت پڑے گی پھر معاملہ سیدھا ہو جائے گا۔ بس خاندان کا مجموعی مفاد پیش نظر رکھیے۔

فاطمہ

خط نمبر: 18- السلام علیکم و رحمۃ اللہ ' اُمّ عائشہ!

آپ کو غالبًا یہ بات معلوم ہوگی کہ لوگوں کے مابین محبت کے جو جذبات پائے جاتے

ہیں' چند سال بعد ان میں تبدیلیاں رونما ہونے لگتی ہیں اور بعض اوقات مکمل طور پر تغیر آ جاتا ہے۔ لیکن اگر ہم کوشش کریں تو سال ہا سال پہلے کے لمحات کی لذت دوبارہ محسوس ہو سکتی ہے' مگر یہ کوشش آسان نہیں ہوتی۔ زوجین میں سے کوئی ایسی حرکت کر بیٹھتا یا بیٹھتی ہے کہ یہ جذبات دوبارہ موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں۔ پھر انہیں زندہ نہیں کیا جا سکتا۔ مگر یہ زندگی ہے' جو تغیرات سے عبارت ہے۔

کوئی فرد بشر کامل اور بے عیب ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ہر کوئی زندگی بھر سیکھتا رہتا ہے۔ ان شاء اللہ ہم بھی اپنی غلطیوں سے سبق لیتی رہیں گی۔ آپ کے خط سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کا دل شوہر کی محبت سے بالکل خالی نہیں ہوا بلکہ آپ اس کو واضح طور پر محسوس کر رہی ہیں۔ اسے گراں قدر چیز سمجھیے۔ شمع محبت کی لو کو تیز تر کیجیے اور خود پسندی کو جانے دیجیے۔ شوہر کے لیے اچھے اچھے ڈنر پکائیے یا اکٹھے باہر جا کر ڈنر کیجیے۔ چھوٹی موٹی پکنک کا اہتمام کرتی رہیے۔ اسے ایک محبت بھرا خط لکھیے۔ ایسے پروگرام بھی بنائیے جس میں صرف آپ دو ہوا کریں۔ میں جانتی ہوں کہ آپ اس سے محبت کرتی ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتی تو آپ اتنے مشورے کیوں لیتیں اور اتنے ڈھیر سارے خطوط لکھنے اور پڑھنے کی زحمت کیوں کرتیں؟

تعلقات کے قیام اور استحکام کے لیے محنت درکار ہوتی ہے۔ خواہ محض دوستی ہی کیوں نہ ہو' اس کے لیے بھی محنت کرنی پڑتی ہے۔ ازدواجی تعلق کو سدھارنا اور اس کو مضبوط بنانا محنت کا متقاضی ہے۔ اس پر فوراً توجہ دیجیے۔ اس سے بات کیجیے اور اسے سہانے وقت یاد دلائیے۔ شادی کو کامیاب بنانے کے لیے ٹھوس بنیادیں تلاش کیجیے تاکہ آپ کی خوشیاں دوبارہ واپس آ سکیں۔ دعا کا ہتھیار جو مومن کا سب سے بڑا اسلحہ ہے' اسے بھرپور طریقے سے استعمال کیجیے۔ اللہ سے صبر اور ہمت کے لیے دعا کیجیے۔ میں خود بھی یہی کچھ کر رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے متوقع نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ

آپ کی اسلامی بہن

امّ ابراہیم

میرا خط

السلام علیکم بہنو!

میری ناخوشگوار یادیں کبھی کبھی واپس آ جاتی ہیں اور مجھے بہت پریشان کرتی ہیں۔ میں بار بار [اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم] پڑھتی رہتی ہوں جس کی وجہ سے وہ واپس چلی جاتی ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ میری شادی میں آیا ہوا بگاڑ ابھی برقرار ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میری خوشیاں مجھ سے روٹھ چکی ہیں۔ دل محبت' بھروسے اور ہمدردی سے محروم ہو چکا ہے۔ کچھ بھی باقی نہیں بچا۔ آج کا دن بھی خوشگوار نہیں تھا۔ مجھے اس آدمی کا خیال اپنے ذہن سے نکالنے دو۔ لگتا ہے کہ میں بہت جلد مرکھپ جاؤں گی' پھر کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔

امّ عائشہ

جوابات

خط نمبر:19- السلام علیکم ورحمة اللّٰه ' اُمّ عائشہ!

مجھے آپ کی کیفیات پر بہت افسوس ہو رہا ہے' لیکن ان شاء اللہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے لیے آسانیاں پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔ خود کو مصروف رکھیے۔ مشوروں کی ضرورت محسوس ہو تو اچھی سہیلیوں سے گفتگو کیجیے اور ان کے تجربات سے فائدہ اٹھائیے۔ دعاؤں میں زیادہ وقت گزاریئے اور اللہ تعالیٰ سے نُصرت مانگتی رہیے۔

امِّ ابراہیم

خط نمبر:20- السلام علیکم ورحمة اللّٰه ' بہن اُمّ عائشہ!

ہر صدمہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کم ہوتا جاتا ہے۔ ممکن ہے آپ کو احساس نہ ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ کا دل ٹوٹ چکا ہے۔ شاید آپ کو یہ بھی پتہ نہیں کہ آپ اب تک یہی محسوس کرتی ہیں' گویا خاوند نے آپ کو دھوکا دیا اور بے وفائی کی ہے۔ آپ غالباً یہ بھی محسوس کر رہی ہیں کہ آپ کے پاس پہلے کی طرح کے جذباتِ محبت باقی رہے ہیں نہ آپ کے پاس اظہار محبت

کے لیے کوئی راستہ رہا ہے۔ اگر محبت کرنے کی کوشش کریں گی تو زخم پھر ہرے ہو جائیں گے۔ ہے نا یہی بات! اس کے بارے میں آپ کے تمام احساسات ابھی تک منفی قسم کے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ مثبت جذبات چھپے ہوئے ہوں لیکن کبھی کبھی وہ سطح پر نمودار ہو کر اپنا کام دکھا جاتے ہیں۔

ایک اور بات یہ ہے کہ آپ کو چند مزید حقائق کا سامنا کرنا ہے۔ آپ کو نہ صرف اس سادہ سے فیصلے کو منظور کرنا ہے بلکہ اسے دل و جان سے قبول کرنا ہے۔ فی الحال آپ ابتدائی مرحلے میں ہیں لیکن ابھی آپ نے بہت بڑا فاصلہ طے کرنا ہے' جس کے لیے کافی وقت درکار ہے۔ آپ جتنی جلدی صورتحال کو دلی طور پر قبول کریں گی' اتنی ہی جلدی یہ آپ کی زندگی کی عملی حقیقت بن جائے گی۔ آپ شوہر میں کوئی تبدیلی نہیں لاسکتیں لیکن جتنی جلدی اس پر دباؤ کم کریں گی اتنا ہی اچھا ہوگا۔ فی الحال آپ کی ضد کفار جیسی ہے' یہ رویہ ترک کرنے ہی میں آپ دونوں کی عافیت ہے۔ آپ اور آپ کا شوہر شادی کے رشتے میں منسلک ہیں۔ اسے برقرار رکھنے کے لیے ہمت درکار ہے' مگر ایسا دکھائی دے رہا ہے کہ آپ اندر سے ٹوٹ چکی ہیں۔ شادی میں پڑے ہوئے رخنوں کو دور کرنے اور مکمل صحت یابی کیلئے وقت درکار رہتا ہے۔ آپ اصلاحِ احوال کے لیے قدم تو اٹھائیے' اس میں برکت دینا اور اسے مؤثر بنانا اللہ کا کام ہے۔

موجودہ مرحلے میں خصوصی تعلقات بحال کرنے اور گرمجوشی دکھانے سے کام نہیں بنے گا' یہ سطحی باتیں ہیں۔ اصل چیز نئی مفاہمت پیدا کرنا' احساسات ابھارنا' روابط استوار کرنا اور نیا احترام سیکھنا ہے۔ اصل میں آپ کام کی ابتدا ایک طوفان سے کر رہی ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ طوفان کو تھم لینے دیجیے' پھر ''ہر چیز'' کو از سر نو تعمیر کیجیے۔

طلاق اس مسئلے کا صحیح حل نہیں ہے' یہ تو راہ فرار ہے۔ آپ کو سب سے زیادہ ضرورت رجوع الی اللہ کی ہے جو ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔ آپ کے لیے تہجد بمنزلہ ''نفسیاتی علاج کی نشست'' ہے۔ اس وقت نوافل ادا کرتے ہوئے اللہ کے سامنے روئیے' گڑگڑائیے اور اس سے باتیں کر کے اپنا دل ہلکا کیجیے۔ دعا کیجیے کہ اللہ آپ میں زیادہ مفاہمت' ہمت اور طاقت پیدا

کرے۔ آپ کی باہمی محبت کو افزوں کرے' آپ کے شکستہ دل کو جوڑے اور آپ میں مزید قوتِ ایمانی پیدا کرے۔

یہ شروع سے آخر تک ایک جدو جہد ہوگی۔ آپ کے صبر اور حوصلے کے لیے ایک بھرپور آزمائش ہوگی۔ ثابت قدمی اور صحیح سمت کے بغیر کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوسکتی۔ یاد رکھیے کہ آپ اپنی شادی کو نئے سرے سے استوار کر رہی ہیں۔ یہ محنت طلب کام ہے' اس کے لیے خلوص اور حوصلے کی ضرورت ہوگی۔ میں آپ سے اللہ کی خاطر محبت کرتی ہوں' اس لیے جھوٹ نہیں بول رہی کہ اس کے لیے وقت درکار ہے۔

ان شاء اللہ آپ پروردگار عالم کی مدد سے اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گی۔

محبت واحترام کے ساتھ

سمیعہ

میرا آخری خط

مجھے احساس ہوگیا ہے کہ لوگوں کو زندگی میں جتنی بڑی آزمائشوں اور مصیبتوں سے گزرنا پڑتا ہے' تعدّدِ ازواج ان سے زیادہ مشکل نہیں ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ بچے سے محروم ہو جانے یا ایک جنگ زدہ ملک میں زندگی گزارنے کی بہ نسبت سوکن برداشت کرنا زیادہ مشکل نہیں ہے۔ سبحان اللہ' مجھے احساس ہونے لگا ہے کہ میں کتنی خوش قسمت ہوں کہ مجھے ایسا شوہر میّسر ہے جو میرا بہت خیال کرتا ہے (اگرچہ میری اس خوش قسمتی میں کوئی اور بھی شریک ہے) ہمیں بہت سی نعمتیں میّسر ہیں جنہیں ہم محض اپنا ایک حق سمجھ کر استعمال کر رہی ہیں مثلاً آبِ رواں' سروں پر چھت کا سایہ اور میز پر رکھے ہوئے کھانے وغیرہ' جبکہ دنیا کے بے شمار انسان ان سے محروم ہیں اور دوسری طرف میں ہوں جو شوہر کے دوسری شادی کر لینے پر واویلا کرتی رہی ہوں۔ میں بھی کتنی فضول ہوں۔

الحمدللہ' اس آزمائش نے مجھے زندگی کا ایک سلیقہ سکھا دیا ہے۔ اب مجھے جملہ نعمتوں پر اپنے رب کا شکر ادا کرنا اور اسے راضی کرنا ہے۔ میں ان نعمتوں کو ہرگز فراموش نہیں کروں

گی۔ مجھے ایک بہن نے بالکل صحیح بات یاددلائی ہے: ''ہمارا حقیقی نصب العین جنت حاصل کرنا ہے۔'' آپ سب بہنوں نے میرے ساتھ انتہائی اخلاص سے اظہار ہمدردی کیا ہے' میں آپ سب کی شکرگزار ہوں۔

امّ عائشہ

✿ **اختتامیہ:** میرے شوہر کی دوسری شادی ہوئے تین سال بیت چکے ہیں۔ اس عرصے میں' میں اپنے اس تجربے کی بدولت کافی بالغ نظر ہو چکی ہوں' میرے اندر حیرت انگیز تبدیلیاں آئی ہیں۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ مجھے اس تجربے سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ ہم بعض اوقات زندگی کی مشکلات سے گزرتے ہوئے ان کے اندر ہی پھنس کر رہ جاتے ہیں اور اللہ کی حکمتوں کو سمجھ ہی نہیں پاتے کہ اس نے ہمیں اس صورتحال سے کیوں دوچار کیا ہے۔ بعض لوگوں پر حقیقت حال جلد واضح ہو جاتی ہے اور بعض پر دیر سے' یعنی سالہا سال بعد واضح ہوتی ہے کہ جس چیز کو ابتلا سمجھتے رہے وہ دراصل ہمارے لیے ایک نعمت عظمیٰ تھی۔

تعدد ازواج میرے لیے ایسا ہی معاملہ تھا۔ میں نے اس سے بہت بڑا سبق سیکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مشکلات خواہ کتنی بھی ہوں' ہمیں اللہ پر بھروسا کرنا سیکھنا چاہیے اور یقین کرنا چاہیے کہ اس نے یہ سب کچھ ہمارے ہی فائدے کیلئے کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم اکثر بے خبر رہتے ہیں کہ ان ظاہری مشکلات کے اندر ہمارے لیے کیا کیا فوائد اور بھلائیاں مضمر ہیں۔ ہمارے محدود ذہن سامنے کی چیز کے پیچھے کارفرما حکمتوں کو نہیں سمجھ پاتے۔ اللہ ہمیں آزمائشوں میں ڈال کر بالآخر وہاں پہنچا دیتا ہے جہاں ہمیں پہنچنا چاہیے۔ میں نے جب اپنے تمام معاملات اس پر چھوڑ دیے اور اس پر بھروسا کرنا سیکھ لیا تو اس نے میرے دل کو سکون وطمانیت کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ خواہ یہ تعدد ازواج ہو یا کچھ اور' جو کچھ بھی اس نے ہمارے لیے رکھا ہوا ہے' مجھے یقین ہے کہ ہمارے لیے وہی بہترین چیز ہے۔ میں نے اس ذاتِ بے ہمتا پر بھروسا کر کے بہت کچھ پالیا ہے۔

میں تعدّدِ ازواج کے بارے میں اس نتیجے پر پہنچ چکی ہوں اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اس بات پر یقین رکھتی ہوں کہ جس چیز کو اللہ نے جائز اور حلال قرار دیا ہے وہ فی الواقع ہماری

بھلائی کے لیے ہے' اور بطور عورت ہماری فطرت میں وہ چیز موجود ہے جو ہمیں تعدّدِ ازواج کو قبول کرنے پر آمادہ کرتی رہتی ہے۔

الحمدللہ! اب میں ان باتوں سے بالکل پریشان نہیں ہوتی جن پر پہلے میں سیخ پا ہو جایا کرتی تھی۔ اب ان سے ایک گونا فرحت ملتی ہے۔ اب میری عائلی زندگی ماضی کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ بہتر ہے۔ میں اپنے شوہر سے محبت کرتی ہوں لیکن اس امر سے پوری طرح آگاہ ہوں کہ میں اس محبت کو اللہ کے احکامات سے روگردانی کیلئے جواز نہیں بنا سکتی۔ یہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ سے محبت' ہر چیز سے بڑھ کر ہونی چاہیے۔ اس محبت کو اتنا مضبوط ہونا چاہیے کہ کہ وہ ہمیں گناہوں کے گڑھے میں گرنے سے بچا سکے۔ مشکلات خواہ کتنی بھی زیادہ ہوں' اللہ اہل ایمان کی دستگیری فرماتا رہتا ہے کیونکہ وہ ان کی بھلائی چاہتا ہے۔ یہ اس کی اپنی حکمتیں اور منصوبے ہیں۔

ذاتی تاثرات

تعددازواج تمام مسلمان خواتین کی زندگی پر کسی نہ کسی طرح اثر انداز ہوتا رہتا ہے۔ یہ مسئلہ ہمیشہ موجود رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس سے ہر کسی کو طوعاً وکرہاً عہدہ برآ ہونا پڑتا ہے۔ اس سے نمٹنے کے کئی طریقے ہیں۔ ہر خاتون مسئلے کو اپنے اپنے طریقے سے حل کرتی ہے۔ کوئی اسے بالکل مسترد کر دیتی ہے' کوئی اس سے پہلو کرتی ہے اور کوئی اسے قبول کر لیتی ہے۔ جو خواتین تعدّدِ ازواج کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کر چکی ہیں' انہیں اپنے اندر ایک خاص قوت پیدا کرنا پڑی ہے جس نے انہیں اس اجازت کی قدر کرنا سکھایا اور وہ اب اس کی بدولت مطمئن اور خوش وخرم زندگی گزار رہی ہیں۔ ذیل میں ہم اس کے بارے میں دنیا بھر کی عورتوں کے جذبات وتاثرات اور ان کے ذاتی سفر کی جھلکیاں پیش کر رہے ہیں۔

✿ **گلستانِ امن:** جب میں مشرف بہ اسلام ہوئی تو مجھے کامل یقین تھا کہ میں اپنے شوہر کو دوسری بیوی کبھی نہیں لانے دوں گی' لیکن کون جانتا تھا کہ مجھے چند سال بعد ہی اس مسئلے سے نبرد آزما ہونا پڑ جائے گا؟ میں اب یقیناً یک زوجی (Monogamy) کی مخالف نہیں۔ میں

تقریباً پانچ سال تک اپنے شوہر کی واحد بیوی ہونے کی خوشیاں مناتی رہی ہوں۔ مجھے جس چیز نے سب سے پہلے اس پر آمادہ کیا' وہ اللہ تعالیٰ کا خوف تھا۔ اللہ کی ناراضی کا خوف اور اس ''محبت کا خوف'' تھا جو مجھے اپنے شوہر سے ہے اور حیرت انگیز طور پر اسے مجھ سے ہے۔ ''محبت کے خوف'' کی ترکیب شاید آپ کو عجیب وغریب لگی ہو' اسے میں ایک ذاتی مثال سے واضح کروں گی کہ یہ کیا ہے؟

میں حال ہی میں بیمار ہوئی' تشخیص سے پتہ چلا کہ میں ایک قسم کے بَلڈ کینسر میں مبتلا ہوں۔ اس صدمے کے اثرات کم ہونے کے چند دن بعد مجھے ''رات کے پچھلے پہر کے درد کا حملہ'' (Late Night Panic Attack) ہوا تو میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے' یہ سوچ کر کہ شاید ہمارے ہاں کوئی اولاد نہ ہو' یا میں کسی وقت ''کوما'' (طویل بے ہوشی جس سے واپسی ناممکن اور محال ہوتی ہے) میں جا سکتی ہوں یا کسی قسم کے فالج میں مبتلا ہو سکتی ہوں یا کسی بھی لمحے اچانک موت واقع ہو سکتی ہے۔ میری حالت دیکھ کر چھ فٹ اونچے قد اور دو سو پونڈ وزن کا میرا مالک' پیارا خاوند زار و قطار رونے لگا۔ میں نے اس کی یہ کیفیت پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس نے روتے روتے مجھے بانہوں میں بھینچ لیا اور ایک ایسا جملہ کہا کہ میں اپنا صدمہ ہی بھول گئی۔ اس نے کہا: ''میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہنا چاہتا۔''

میرا خیال ہے کہ ایسا جملہ سن کر بہت سی عورتیں پھولے نہ سماتیں کہ ان کے خوابوں کا شہزادہ اتنی گہری محبت کا اعتراف کر رہا ہے لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے' میں اللہ کی عبادت کو اولین ترجیح دینے والی عورت کی حیثیت سے' یہ جملہ سن کر کانپ گئی کیونکہ ہماری زندگی کا مقصد اول بیویاں' شوہر' مائیں' باپ' بیٹیاں اور بیٹے' بہنیں اور بھائی بننا نہیں' بلکہ اللہ کے بندے اور بندیاں بن کر جینا اور مرنا ہماری اولین ترجیح ہوتی ہے۔

ہمارے باہمی تعلقات یقیناً اہم ہوتے ہیں لیکن یہ ہمارا مدار زندگی نہیں ہوتے۔ ہم عظیم مسلمان مائیں اور قابل قدر مسلمان بیویاں ہو سکتی ہیں۔ کیا ہم بیوائیں اور یتیم بن جانے کے

بعد مسلمان ہونے کی حیثیت کھو دیتی ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں! میں اپنے خاوند کو یاد دلانا چاہتی ہوں اور خود بھی یاد رکھتی ہوں کہ میں اس کی زندگی میں اور وہ میری زندگی میں ''قرض'' کے طور پر شامل ہوئے ہیں اور ہمیں بالآخر لوٹ کر اصل مالک کے پاس جانا ہے۔ اس وقت تک ہمیں اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہنا ہے اور سفرِ زندگی کو اس کے احکامات کے مطابق طے کرنا ہے۔ ان احکامات و ہدایات کو پوری سنجیدگی سے حرزِ جاں بنانا ہے تاکہ دورانِ سفر میں کسی حادثے کا شکار نہ ہو جائیں یا گاڑی کی گیس ہی جواب نہ دے جائے۔

ہم خواتین دین کے معاملے میں ایک ہی سطح پر ہوتی ہیں۔ میں ''ایک سطح'' کا لفظ استعمال کرنے سے گریز بھی کرنا چاہتی ہوں کیونکہ اس کا مطلب ایک کا دوسری سے ذرا اوپر یا نیچے ہونا لیا جاسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی بہن اپنے لیے یا اپنے خاندان میں سے کسی کیلئے تعددِ ازواج کو پسند نہ کرتی ہو۔ اگر میں ایسا کرتی ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اس سے ''اوپر والی سطح'' پر چلی گئی ہوں۔ اگر وہ پسند نہیں کرتی تو اس کے معنی یہ بھی نہیں کہ وہ مجھ سے ''نچلی سطح'' پر چلی گئی ہے۔

میں سمجھتی ہوں کہ میرا اسلام، میرا دین' ایک گلستان ہے۔ مجھے اختیار ہے کہ میں اس گلستان میں کونسے پودے کا بیج ڈالوں یا قلم لگاؤں (حجاب اوڑھنے لگوں، عربی سیکھنے لگوں، قرآن حفظ کروں یا دینی علوم کا پرچار کروں۔) پھر اللہ کی مدد سے اس گلستان کی آبیاری کروں اور اس کے گرد چاردیواری بناؤں یا باڑ لگاؤں۔ کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ ایک چھوٹا پرندہ وہاں کسی ایسے پودے کا بیج ڈال دے جو میرے منصوبۂ باغبانی میں شامل نہ ہو (مثال کے طور پر تعدد ازواج یا برقع پہننا یا جہاد فلسطین کے لیے کوشش کرنا) پھر وہ بیج اچانک پھوٹ کر لہلہاتا ہوا پودا بن جائے۔ میرے پاس پھر بھی اختیار ہے کہ اس پودے کو ناپسندیدہ سمجھ کر اکھاڑ پھینکوں یا اس کی پرورش شروع کر دوں اور دیکھوں کہ اس کے ساتھ کیسا پھل لگتا ہے۔

ہم میں سے ہر کوئی ایک باغ رکھتی ہے، کسی کا بڑا ہے اور کسی کا چھوٹا، بعض باغوں میں بوئے جانے والے بیج کمزور ہوتے ہیں لیکن ان کے پودے بڑے مضبوط ہوتے ہیں۔ بعض

پودوں کے پھل میٹھے اور بعض کے کڑوے ہوتے ہیں۔ بعض قطعات زمین کے کچھ حصے خشک ہوتے ہیں اور انہیں سینچنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ان میں لگنے والے پودے صحت مند اور اچھے ثمر آور ہوں لیکن ہر باغ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان کا مظہر ہوتا ہے۔

اس باغ میں بھی ایک خفیہ ''مقام'' ہے جسے ہم بیخ یا جھاڑیوں سے ڈھانپ دیتے ہیں اور اس میں ہماری انتہائی داخلی خودی (Innermost Self) اُگتی ہے۔ میں اپنے اس ''مقام'' میں ایک عورت اگانے کی کوشش کر رہی ہوں جو دنیا پر کوئی بھروسا نہیں رکھتی' جو اپنے شوہر کے سوا کسی مرد کو خوش نہیں کرنا چاہتی اور جو اپنی دوسری بہن کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتی ہو' اس کے لیے خواہ اسے اپنی جان ہی کیوں نہ دینی پڑ جائے۔ اور بعض اوقات میرے جسم کا ایک حصہ ایسا کرنے کے لیے واقعی مر جاتا ہے' جسے خود غرضانہ یا مطلبی حصہ کہا جاتا ہے۔ یہ وہ حصہ ہے جسے صرف اپنی ضرورتوں اور خواہشوں کے بارے میں سوچنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ میں اپنی ''میں'' کے مکروہ پودے کو اکھاڑ کر باہر پھینک دینا چاہتی ہوں' کیونکہ یہ میرے خوبصورت گلستان کو زیب نہیں دیتا۔ یہ باغ نیکیوں اور خوشیوں کا باغ ہے جہاں صرف خوبصورت اور سرسبز و شاداب گھاس' پودے اور پھل نشوونما پا سکتے ہیں۔ یہ گلستانِ امن و سلامتی ہے جہاں ملکوتی خاموشی کا دور دورہ ہے۔ یہاں مجھے صرف اپنے ربّ کا بلاوا سنائی دیتا ہے۔ میری پیاری بہنو! آؤ' ہم صرف اس بلاوے پر لبیک کہیں۔

آپ باغ کو کیسے پانی دیں گی اور ناپسندیدہ جڑی بوٹیوں کو کیسے اکھاڑیں گی؟ میں آپ کو ''ایمرجنسی کے بیجوں'' پر مشتمل ایک چھوٹا سا پیکٹ بھیج رہی ہوں۔ یہ مجھ سمیت ان سب کے لیے کارآمد ہے جو محسوس کرتی ہیں کہ ان کے باغ کی مٹی ذرا کمزور ہے۔ اس کے لیے ہدایات بہت سادہ سی ہیں۔ پودے کو گہرا کر کے لگائیے۔ عاجزانہ دعائیں مانگیے۔ اسے اللہ کے کرم کا پانی دیجیے۔ اس کے مردہ حصوں کو کاٹ دیجیے تاکہ زندہ حصوں کو روشنی تک پہنچنے کے لیے زیادہ زور نہ لگانا پڑے۔ پھر ان چھوٹے چھوٹے پودوں سے باتیں کیجیے۔ انہیں اچھی اچھی چیزیں

بتایئے: ''اے انصاف کے ننھے بیج تم سیدھے اور سچے ہو کر اُگ سکتے ہو۔ اے صبر کے ننھے بیج' تم آندھیوں کے مقابلے میں بھی کھڑے رہ سکتے ہو۔ اے خیرات وصدقات کے ننھے بیج' تم مزید پھل لا سکتے ہو۔ اے ایمان کے غیر متزلزل بیج' تم میرے پسندیدہ ترین بیج ہو۔ اے شرم و حیا کے ننھے بیج' تم اپنے گرد و پیش کی گنجان اور پتھریلی زمین میں بھی پنپنے کی صلاحیت رکھتے ہو۔ اے رحمدلی اور شفقت کے ننھے بیج' تم بلند ترین درخت بنو گے۔ اے اللہ تعالیٰ کی محبت کے ننھے بیج' میں تمھیں بچانے کے لیے دلجمعی سے کوشش کروں گی۔ میں اپنے جی جان سے تمھاری پرورش کروں گی تاکہ تم اس کی اجازت اور توفیق سے خوب بڑھو اور پھلو پھولو۔''

تعدّدِ ازواج کا چھوٹا سا بیج میرے شوہر کے باغ میں پرندے کے ذریعے سے کبھی نہ کرے' لیکن اگر یہ میرے شوہر کے باغ میں نشوونما پانے لگا ہے تو پھر ٹھیک ہے' میرے لیے بالکل قابل قبول ہے۔

❁ **راست روی کا زعم اور خود رحمی:** رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا، وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا»

''جو آدمی غلط موقف کا احساس ہونے پر جھگڑا ختم کر دیتا ہے تو جنت کے ایک کنارے میں اس کے لیے ایک مکان تعمیر کر دیا جائے گا' لیکن اگر کوئی آدمی صحیح موقف پر ہونے کے باوجود بھی جھگڑا ترک کر دیتا ہے تو اس کے لیے جنت کے درمیان مکان تعمیر کر دیا جائے گا اور جس نے اپنا اخلاق اچھا بنا لیا تو اس کے لیے جنت کے اعلیٰ حصے میں گھر بنایا جائے گا۔''[1]

---

[1] جامع الترمذی' البر والصلة' باب ماجاء فی المراء' حدیث:1993 (یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ضعیف ہے لیکن اس کا معنی صحیح ہے جیسا کہ دیگر بعض روایات میں اس کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: سلسلة الأحادیث الصحیحة' حدیث:273)

مجھے اس حدیث کا چند سال پہلے پتہ چلا تھا۔ میں اس وقت اپنے دکھوں کے احساسات کے مداوے کی متلاشی تھی۔ میرے جذبات کسی کی باتوں کی وجہ سے مجروح ہو گئے تھے۔ میں اپنے ایک پسندیدہ ''میگزین'' کا مطالعہ کر رہی تھی کہ اس میں سے مجھے مندرجہ بالا حدیث مل گئی۔ جب میں نے یہ غور سے پڑھی تو مجھے فوراً یاد آ گیا کہ اس شخص نے مجھ سے کیا کہا تھا؟ مجھے خیال آیا کہ مجھے اسے معاف کر دینا چاہیے' بات دل میں ہرگز نہیں رکھنی چاہیے۔ معاف کر دینے کے بعد مجھے بے پناہ خوشی ہوئی اور دکھ کا احساس جاتا رہا۔ زخم اس وقت مندمل ہوتا ہے جب ہم دل سے غصہ نکال دیں۔ معاف کر دینا غصے کے اخراج کی چابی ہے۔ ارشاد نبوی کے الفاظ میرے دل کی کیفیات کے لیے رحمت ثابت ہوئے۔ اس معافی کا ان شاء اللہ مجھے بڑا اجر ملے گا۔ مسلمان ہونا' ہمارے لیے اللہ کا کتنا بڑا کرم اور احسان ہے کہ ہر معاملے میں ہمیں نبیٔ کریم ﷺ کی رہنمائی میسر آ جاتی ہے۔

اس حدیث کو پڑھنے کے چند سال بعد میرا شوہر دوسری بیوی لے آیا۔ میں اسے محض ایک پارک میں چلے جانے کی طرح کا معاملہ تو نہیں سمجھ سکتی تھی۔ مجھے شروع میں زندگی میں آنے والی اس تبدیلی کو قبول کرنا کافی مشکل لگا' تاہم کسی طرح میں نے گزارا کر لیا' پھر ہوتے ہوتے دکھ کا احساس ختم ہو گیا اور ہم خوش وخرم زندگی گزارنے لگے۔

جب ہمارے حالات سدھر گئے تو اس حدیث کے الفاظ پھر میرے کانوں میں گونجنے لگے۔ مجھے محسوس ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے دراصل ہمیں راست روی کے زعم میں مبتلا ہونے سے متنبہ کیا ہے۔ یہ زعم انسان کو بہت نیچے گرا دیتا ہے۔ اسی کے ساتھ خود رحمی (Selfpity) کا جذبہ آ موجود ہوتا ہے۔ مجھے معاً خیال آیا کہ میں جن دنوں تعدّدِ ازواج کے مسئلے سے نمٹنے کی جدو جہد کر رہی تھی' یہ حدیث اس وقت بھی میری رہنمائی کا باعث بنی تھی۔ دراصل میں زعمِ راست روی اور خود رحمی دونوں میں مبتلا تھی۔

معلوم نہیں میرے سر میں یہ خیال کیسے سما گیا کہ میرے شوہر نے دوسری بیوی لا کر مجھ پر

زیادتی کر ڈالی ہے۔ میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گی۔ یہ زعم راست روی (Self righte Ousness) کا شاخسانہ تھا۔ لیکن دیکھیے نبیؐ کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اگر میں نے جھگڑا ختم کر دیا تو مجھے جنت میں ایک کنارے مکان مل جائے گا اور اگر مجھ پر زیادتی ہوئی تھی اور میں نے جھگڑا ختم کر دیا تو مجھے جنت کے درمیان مکان مل جائے گا۔ اس ارشاد کی روشنی میں میرے زعمِ راست روی کا کیا بنے گا؟ یہ راست روی تو ہرگز نہ تھی' مزید برآں یہ کہ میرے ساتھ تو کوئی زیادتی ہوئی تھی نہ یہ میری حق تلفی تھی۔

معاف کر دینے پر بڑے اجر کا وعدہ کیا گیا ہے۔ نبیؐ کریم ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے قریش کے بہت سے لوگوں کو' جنہوں نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دی تھیں' حتی کہ قتل کرنے کی بھی کوشش کی تھی' معاف کر دیا۔ کیا اس سے زیادہ معافی اور درگزر کرنے کا کوئی تصور کیا جا سکتا ہے کہ بیس سال کے دوران میں آپ جن لوگوں کے مظالم سہتے رہے' ان کے لیے آپ نے عام معافی کا اعلان کر دیا اور یہاں ایک میں تھی جو اپنے شوہر پر اس لیے غصہ جھاڑ رہی تھی کہ وہ دوسری بیوی لے آیا۔ اس نے مجھے کوئی ایذا دی نہ مجھے قتل کرنے کی کوشش کی بلکہ مجھے عزت واحترام سے رکھا' میری ضروریات پوری کیں اور نہایت شفقت ومحبت کا سلوک کرتا رہا۔ ادھر میں خود کو مظلوم سمجھتی رہی۔ دیکھو جی مجھ پر سوکن لے آیا ہے' میری ایک دوست نے ''ہائے بے چاری'' کہہ کر میرے احساسِ مظلومیت کو اور بھیشہ دے دی اور میں خود پر مزید ترس کھانے لگی۔

کیا ہم نہیں جانتے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک سوکن تھیں؟ ان کے شوہر نے ان پر ایک اور شادی کر لی اور پھر کئی شادیاں کیں' کیا ہمیں ان پر ترس کھانا چاہیے؟ میں کہتی ہوں جو ان پر ترس کھاتا ہے وہ اپنے دین کی خیر منائے' اس میں ضرور کوئی نقص ہوگا۔ وہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے تھیں' اللہ نے ان سے اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا تھا۔ وہ ایک سکالر تھیں اور امت کے بہترین افراد میں سے تھیں۔ ہم انہیں کیسے قابل رحم اور بے چاری کہہ سکتے ہیں؟ ان کے

مقابلے میں ہماری کیا حیثیت ہے؟ ہم بہت پیچھے ہیں' بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ ہم کسی شمار وقطار ہی میں نہیں ہیں۔ تو میں خود پر کیسے ترس کھاؤں؟ کیا میں اس وقت اس قدر ''زعم راستی'' میں مبتلا تھی کہ خود کو مظلوم اور قابل رحم سمجھ رہی تھی؟ جبکہ اس کا کوئی جواز نہ تھا۔ میں اس وقت اچھی بھلی زندگی بسر کر رہی تھی اور میرا خاوند بھی اچھا بھلا تھا۔ کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ تعدد ازواج نے میرے اندر خواہ مخواہ کا زعمِ راستی اور خود رحمی کا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ مجھے رو بہ صحت ہونے کے لیے ان جذبوں سے جان چھڑانی تھی اور انہیں رفع کر کے دم لینا تھا۔ زعمِ راستی' عفوو درگزر کے جذبے کی راہ روک لیتا ہے۔ یہ جذبہ اسی وقت جنم لیتا ہے جب زعم راستی سے جان چھڑوائی جا چکی ہو۔ معاف اور درگزر کرنے والے کے لیے اللہ نے بڑا اجر رکھا ہوا ہے۔

تعدد ازواج پر ایک مکالمہ

یہ ایک منظر ہے' اگر آپ اس کو اپنے تصور میں لائیں تو ایسا محسوس ہوگا کہ آپ خود بھی اس کا ایک حصہ ہیں۔ مجھے یہ مکالمہ اچھی طرح یاد ہے اور دائرۂ اسلام میں نئی نئی داخل ہونے والیوں کو یہ بہت پسند آتا ہے۔ دو مسلمان عورتیں ایک پارک میں بیٹھی تعدد ازواج پر بحث کر رہی تھیں:

''اوہ اوہ' میں اس کیلئے ہرگز تیار نہیں ہوں' میں ابھی یہاں تک نہیں جا سکتی (ہنستے ہوئے۔'')

''میرا سوال یہ ہے' کیا یہ فحاشی نہیں ہے؟ آپ اسی گھر میں کیسے رہ سکتی ہیں جہاں آپ کا شوہر ایک دوسری عورت کے ساتھ شب بسری کر رہا ہو؟ کیا اس کے بعد آپ ایسے شوہر کے ساتھ زندگی گزار سکتی ہیں؟''

''میں جانتی ہوں (ہنستے ہوئے۔'')

''یہ کیسے ممکن ہے کہ میرا شوہر مجھے دھوکا دے رہا ہو اور مجھے اس کا پتہ تک نہ ہو۔''

''اچھا' کیا واقعی؟ مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ میں اپنے شوہر کے بارے میں بہت جذباتی ہوں۔ میرا دل اس سے بھرا ہوا ہے' تمہیں تو پتہ ہی ہے۔''

اچھا' تو پھر ہم میں سے کسی ایک کی باری آ رہی ہے (اپنی دوست کے ساتھ ہنستے ہوئے۔")

نہیں نہیں' ایسا نہیں ہوگا۔"

اس گفتگو کے بارے میں میرا کم سے کم ردعمل بھی یہ تھا کہ مجھے یہ سن کر شدید دھچکا لگا تھا۔ میں اسے کبھی نہیں بھول سکتی۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ عام غیر مسلم عورتیں ہیں اور ان میں کوئی فرق نہ تھا۔ انہیں بالکل معلوم نہیں تھا کہ اس سلسلے میں قرآن وسنت کی تعلیمات کیا کہتی ہیں؟ (یہاں میں بتاتی چلوں کہ اسلام قبول کرنے سے تھوڑا عرصہ پہلے ہی میں نے اس موضوع کو اچھی طرح پڑھ اور سمجھ لیا تھا جس کی بنا پر میں جانتی تھی کہ یہ ایک طے شدہ اور غیر متنازعہ مسئلہ ہے) یہ مسلمان عورتیں بہت سی دوسری عورتوں کی طرح اسے تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھیں۔ اس پر ہنس رہی تھیں اور اسے "فحاشی" کہہ رہی تھیں اور ہوسکتا تھا کہ اپنے جذبات کی خاطر شوہروں کو بھی گناہ کی دلدل میں دھکیل دیتیں۔

ہوسکتا ہے کہ آپ سوچ رہی ہوں کہ میں گھریلو قسم کی سادہ لوح عورت ہوں اور مذہبی جنون کی وجہ سے تعدّدِ ازواج پر قانع اور شوہر کی چار بیویوں میں سے ایک ہوں' لیکن اصل صورت حال اس سے بالکل مختلف ہے۔ میرے ماتھے کے وسط میں کوئی تیسری آنکھ ہے نہ سر پر سینگ ہیں۔ تعدّدِ ازواج اسلام میں ایک حیثیت رکھتا ہے' اس حقیقت کو ہر مسلمان عورت کو تسلیم کرنا ہوگا (خواہ وہ سوکن ہے یا نہیں۔)

اب آپ اس جسارت پر کیسے چپ رہیں گی جب ازواجِ نبی ﷺ کے اس اقدام پر کسی جانب سے اظہار نفرت کیا جا رہا ہو؟ کیا انہیں معلوم نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کی دوسری بیوی تھیں۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن خود کو نمبر وار شمار نہیں کرتی تھیں کہ میں تیسری ہوں یا وہ پانچویں نمبر پر ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ ایسی باتوں میں پڑنے والی نہیں تھیں۔ ان کا مقام ان باتوں سے بلند تر تھا۔ ان کے دلوں میں اپنے شوہر سے محبت کا جذبہ ہمارے

مقابلے میں کہیں زیادہ تھا اور ہمارے دلوں میں اپنے شوہروں سے محبت' ان ہستیوں کی محبت کے حوالے سے نہ ہونے کے برابر ہے۔ پھر بھی ہم تعددِ ازواج کو ''فحاشی'' کہنے کی جسارت کر رہی ہیں' استغفرُ اللہ۔ ہمیں تو خود اپنی نفس پرستی اور خود غرضی پر مبنی محبت پر نادم ہونا چاہیے اور ان پاکیزہ نفوس کے معاملے کو خود پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ کیا ہم یہ چاہتی ہیں کہ یہ نفس پرستی ہمیں دوزخ کی آگ تک پہنچا کر دم لے؟ کیا ہم اپنی خاندانی زندگی کو تباہ کرنا چاہتی ہیں؟ اور کیا ہم اس شخص سے محروم ہونا چاہتی ہیں جس سے ہم بے پناہ محبت کرتی ہیں اور وہ بھی محض اس لیے کہ وہ دوسری شادی کر رہا ہے جو کہ سنت کے عین مطابق ہے۔؟

ہم اپنے شوہروں سے وقت کم ملنے اور محبت اور توجہ میں کمی آنے کی وجہ سے شاکی ہیں۔ اگر اتنی سی بات ہے تو یہ کوئی حقیقی مشکل تو نہیں ہے۔ ہم اپنے شوہروں سے جس چیز (جائز حدود کے اندر) کی توقع کر رہی ہیں' اُس کے بارے میں اُن سے تبادلۂ خیال کرنا ہر قسم کے حالات میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ خواہ ہمیں کوئی بھی مجبوری ہو' ان سے رابطہ ضرور ہونا چاہیے۔

اگلا مسئلہ نفس پرستی یا خود توقیری (Self Esteem) کا ہے جو ہمارے سامنے ایک ہوا بن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور ہمیں اس وہم میں مبتلا کر دیتا ہے کہ دوسری شادی کر لینے کے بعد وہ مجھ سے پہلے کی سی محبت نہیں کرے گا' نئی بیوی سے زیادہ کرے گا۔ مقامِ افسوس ہے کہ بہت سی عورتیں اسی وہم کا شکار ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم میں خود اعتمادی ہونی چاہیے' اگر نہیں ہے یا کم ہے تو اسے حاصل کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ ہمیں اپنے شوہروں کی محبت پر بھروسا کرنا چاہیے' یہ بھروسا اس کی محبت میں مزید اضافے کا باعث بن سکتا ہے۔

ہم سب اپنے شوہروں کے لیے ''حاسد'' (Jealous) ہیں۔ یہ حسد باہمی محبت کا نتیجہ ہے مگر اس محبت کو شوہروں کے دین کی راہ پر چلنے میں رکاوٹ نہیں بننے دینا چاہیے۔ رکاوٹ تو کیا ہمیں ہر ممکن حد تک اس میں معاون بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہوسکتا ہے کہ میں ذاتی طور پر اس معاملے میں بہت حاسد ہوں' جیسا کہ میں ہونا بھی چاہتی ہوں' مگر میں اس سے متعلق وہ

باتیں سننے کی ہرگز روادار نہیں ہوں جو ہماری بہنیں آج کل کہتی پھرتی ہیں۔ تعدد ازواج کو دل کا مرض یا کمزوری کا مسئلہ نہ بنائیے۔ صرف دعا کیجیے اللہ آپ کو اطمینان اور سکون کی دولت سے مالا مال کر دے۔ اپنی پریشانیاں اس کے سامنے رکھیے' اس سے بڑھ کر حامی و ناصر کون ہو سکتا ہے؟

تعدد ازواج کا ٹیسٹ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ ﴾ (البقرة: ٢/ ١٥٥-١٥٧)

''اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر' فاقہ کشی' جان و مال کے نقصانات اور پھلوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے۔ وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم اللہ کے لیے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے'' یہی لوگ ہیں جن کے لیے ان کے ربّ کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی' اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست رو ہیں۔''

اللہ تعالیٰ انتہائی منصف اور عادل ہے' اس نے ہمیں وہ سب کچھ بتا دیا ہے جس کی ہمیں اپنے مذہب سے توقع اور ضرورت تھی۔ وہ تمام حالات سے واقف اور باخبر ہے' پھر بھی وہ ہمیں آزمائش میں ڈالتا ہے۔ ایسے حالات یقیناً پیدا ہو جاتے ہیں جو ہمارے لیے امتحان بن جاتے ہیں۔ ان سے پتہ چل جاتا ہے کہ ہمارے اعمال اور افکار میں کیا تبدیلیاں ہونے والی ہیں اور کیا کیا احساسات سامنے آنے والے ہیں۔ اگر ہمارے شوہر اچانک دوسری شادی کر لیں تو اسے ایک ''ہنگامی امتحان'' سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ اگر ہم نے بطور تھیوری مطالعہ کر رکھا ہے

اور خود کو ذہنی طور پر اس امکان کے لیے تیار کیا ہوا ہے تو پھر ان شاء اللہ ہم اپنا ٹیسٹ پاس کر لیں گے۔ اللہ نے ہماری تخلیق ہی ایسی کی ہے کہ ہم ایک شادی کے لیے بھی موزوں ہیں اور تعدّد ازواج سے پیدا شدہ حالات سے بھی عہدہ برآ ہو سکتی ہیں۔ اگر ہم اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہیں تو ان میں سے کوئی بھی صورت ہمارے بس سے باہر نہیں۔

جو خواتین تعدد ازواج کی زندگی کو اپنے لیے پُر سکون بنانا چاہتی تھیں مگر اس میں کامیاب نہیں ہوئیں، وہ سمجھ لیں کہ بس یہی ان کے لیے وہ آزمائش ہے جس کا اوپر کی آیت میں ذکر آ چکا ہے۔ وہ ان مشکلات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان سمجھیں۔ اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ وہ مدد کے لیے اس کی طرف کیسے رجوع کرتی ہیں؟ اور اپنی غلط سوچوں پر کیسے توبہ کرتی ہیں؟ کیا وہ آزمائشوں سے گھبرا کر اسلام سے پھر تو نہیں جائیں گی؟ اللہ اہلِ ایمان کو ہمت اور توفیق دے کہ وہ ان آزمائشوں سے سرخرو ہو کر نکلیں اور انہیں علم، عقل اور بصیرت عطا فرمائے۔

ہمارے لیے یہ بات بہت ضروری ہو گئی ہے کہ ہم خوب سوچ سمجھ کر شادی کی دنیا میں قدم رکھیں کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ ہمیں اپنے شوہر کی چار بیویوں میں سے ایک بن جانا پڑے۔ ہمیں خود کو شوہر کا یہ اعلان سننے کے لیے تیار کر لینا چاہیے کہ میں ایک اور شادی کر چکا ہوں۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ ہم کسی اور انسان کو نہیں اپنا سکتیں، یعنی کسی دوسرے انسان پر ہمارا بس نہیں چلتا۔ صرف ہمارے اعمال ہمارے بس میں ہیں، لہٰذا انسانوں کے لیے ہمارے دل میں پائی جانے والی حد سے بڑھی ہوئی محبت کو نیک اعمال بجا لانے کے لیے وقف کر دینا چاہیے۔

تعدّدِ ازواج کے خلاف منفی ردعمل کے اظہار کے بجائے ہمارے لیے بہتر یہ ہو گا کہ ہم اللہ کی طرف سے فریضہ خیال کرتے ہوئے اپنے جذبات کا یوں اظہار کریں جو تعدد ازواج کو قبول کرتے ہوئے ازدواجی رشتے کو مستحکم بنانے کے لیے بہت ضروری ہے:

- اطاعت
- قبولیت
- دردمندی
- محبت
- بھروسا
- صبر
- طاقت
- ایمان

❀ امن وسلامتی ❀ رحمدلی ❀ نماز ❀ اللہ تعالیٰ کا خوف
❀ عجز وانکسار ❀ استغفار ❀ تقویٰ ❀ صدقات
❀ وفاشعاری

اس امتحان میں کامیابی کی ضمانت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہمارا ورد زبان بن جائیں۔ میں ان میں سے چند نام یاد دلانا چاہتی ہوں۔(اَلنَّافِعُ) ''جو ہر کسی کو صحیح رخ پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔'' (اَلْبَرُّ) ''جو تمام نیکیوں اور بھلائیوں کا ماخذ ہے۔(اَلْمُعِزُّ) ''عزت عطا کرنے والا۔'' (اَلسَّلَامُ) ''امن کا ماخذ۔'' (اَلْوَلِیُّ) ''محافظ وپشت پناہ اور دوست۔'' اور (اَلْمُجِیْبُ) ''دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشنے والا۔''

حقیقی آزادی' اللہ کی حکمت اور دانائی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے میں مضمر ہے اور تعدد ازواج ایک بڑا حکیمانہ فیصلہ ہے۔ میرا پختہ یقین ہے کہ تعددِ ازواج کو دل کی گہرائیوں سے قبول کرنا ہم مسلمان عورتوں کی دینی ذمہ داری ہے۔ ہمیں جنت کے حسین نظاروں کی مستحق بنانے کے لیے اللہ نے ایسی ہی آزمائشوں کا انتخاب کیا ہے۔ اے اللہ! تو مومنات کو قوتِ کردار عطا فرما تاکہ وہ دیگر آزمائشوں کی طرح تعدّدِ ازواج کی آزمائش پر بھی پوری اتر سکیں اور تیری جنت کی مستحق بن کر تیرے دربار میں حاضر ہوں۔

بس بس! بہت ہو چکی

اِن شاء اللہ یہ کتاب آپ کو کامل ایمان اور عمدہ صحت کی حالت میں پائے گی۔ میں نے تہیہ کیا ہے کہ میں خود سے اور اس امت کی دیگر خواتین سے ایک سخت قسم کا سوال کروں گی۔ ہوسکتا ہے کہ میرا موقف بالکل ہی غلط ہو مگر میں آپ کے سامنے اسے ایک سوال کی شکل میں پیش کر کے اپنے کندھوں کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتی ہوں۔ کیا اسے آپ میرے ساتھ بانٹیں گی؟

میں محسوس کرنے لگی ہوں کہ ہم بطور مسلمان عورت اپنی تحقیر کر رہی ہیں اور پیچھے کی طرف

دھکیلے جانے میں خاصا کام دکھا رہی ہیں۔ ایسا کیوں ہے کہ ہم وہی کچھ بننا چاہتی ہیں جو وہ بنا رہے ہیں یا کہہ رہے ہیں؟ انہیں ایسا کرنے اور کہنے کا حق کس نے دیا ہے؟ ہم مسلمان عورتوں کی حیثیت سے کب کہیں گی...... بس بس جناب، بہت ہو چکی ہے اب رک جائیے؟ میں ذاتی طور پر استقبالیہ چٹائی (Welcome Mat) بننے کے لیے تیار ہوں نہ کسی کی ہیجانی کیفیات کا دباؤ ہلکا کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہوں۔ میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گی کہ اس کے آگے بڑھنے کا انتظار کروں اور جب وہ پیش قدمی کرنے لگے تو چیخنا چلانا شروع کر دوں۔ ہم اپنے حقوق کے لیے کب کھڑی ہوں گی اور کب یہ کہنے کے قابل ہوں گی: کیا تم نہیں جانتے کہ میں، میں ہوں؟ میں ایک الگ شخصیت ہوں، میں صرف چیخنے چلانے اور شور کرنے کے لیے دنیا میں نہیں آئی۔'' ہم اپنے حقوق کی خاطر اپنے قدموں پر کب کھڑی ہوں گی اور ان کے حقوق ان کو دیں گی؟ کیا ہم انہیں من مانی کرتے ہوئے پا کر صرف نکتہ چینی کرتی اور شور مچاتی رہ جائیں گی؟ کہاں ہے ہماری طاقت؟ کہاں ہے ہماری انفرادیت؟ کدھر گئی ہے ہماری خوش رہنے کی صلاحیت؟ کیا ہم اپنے جذبات کو کنٹرول نہیں کرتیں؟ کیا ہم اتنی بندھی اور جکڑی ہوئی ہیں کہ ہمیں اپنی ناک کے آگے کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا؟ کیا ہمیں خود سوچنے سمجھنے اور کسی چیز کے انتخاب کا حق حاصل نہیں ہے؟ کہاں ہے ہماری طاقت؟

میں اس صورت حال سے بیزار ہوں۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں اپنے شوہر سے محبت کرتی ہوں اور خلوصِ دل سے اس کی تعظیم کرتی ہوں۔ میں ہمیشہ سے ثمر آور اور با مقصد شادی کی متمنی رہی ہوں لیکن جب میں کہتی ہوں: ''جناب بس!'' تو میرا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں مزید پسپائی قبول نہیں کر سکتی۔ میں حواس باختہ اور تابع مہمل قسم کی عورت کا کردار مزید ادا نہیں کروں گی، آخری حد آ پہنچی ہے۔ میں آزاد مرضی کی مالک ہوں اور اس مرضی کو اپنے دائرے کے اندر رہ کر ایک مکمل شخصیت بننے کے لیے استعمال کرنے کا حق رکھتی ہوں۔ میں اپنی قدر و قیمت کے تعین کے لیے شوہر کے سرٹیفکیٹ کی محتاج نہیں ہوں۔ میں ایک مسلمان ہوں، اللہ نے مجھے مسلمان

بننے کی توفیق دی ہے۔ کیا میرے لیے صرف اسی کی محبت اور اسی کی بندگی کافی نہیں ہے؟ میں اس وقت کیوں نہیں روتی جب مجھ سے گناہ سرزد ہو جاتا ہے اور جب وہ دوسری بیوی لانے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے تو اس وقت کیوں رونے لگتی ہوں؟ کیا اس کا نام پسماندگی نہیں ہے؟ میں اپنے قول اور فعل سے اسلام اور اس کے احکامات سے مطابقت کیوں اختیار نہیں کرتی؟ میں حلال کاموں پر چیں بہ جبیں کیوں ہوتی ہوں؟ میں نیکی اور تقویٰ کے راستے میں رکاوٹ کیوں بنتی ہوں؟ کیا میں اتنی کمزور ہوں؟

میں چاہتی ہوں کہ وہ مجھ سے محبت کرے، مجھے اچھی اچھی باتیں کہے، میں اس سے بچے چاہتی ہوں، اس کی توجہ، ہمدردی اور جذبۂ مفاہمت کی طلب گار ہوں۔ مگر ٹھہریے، میری وہ طاقت کہاں گئی کہ جس کے بل بوتے پر میں کھڑی ہو کر کہہ سکوں: ''میں اپنی شادی آپ کے اور اپنے درمیان سمجھتی ہوں، نہ کہ آپ کے، میرے اور اس (سوکن) کے درمیان۔'' کہاں گئی، میری وہ طاقت؟ کیا میرا شوہر اتنا کامل ہے کہ میں اپنا وقار، اپنی جنت کا ٹکٹ اور اپنی انفرادیت اس پر قربان کر دوں؟

میں ان شاء اللہ ایسا کر سکتی ہوں اور بہت اچھی طرح کر سکتی ہوں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ کیوں؟ اس لیے کہ میں اپنے رَب پر بھروسا کرتی ہوں۔ وہ کوئی ایسی بات نہیں ہونے دے گا جو میرے لیے نقصان کا باعث ہو۔ وہ کچھ ایسے فوائد بھی مجھے پہنچا سکتا ہے جن سے میں بالکل بے خبر اور لاعلم ہوں۔ یہ بھی سوچتی ہوں کہ ممکن ہے اللہ میرا چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لیے رونے دھونے پر اس لیے ناراض ہو جائے کہ میں نے اپنے گناہوں پر اس سے نصف آنسو بھی نہیں بہائے۔

معلوم نہیں کہ میں اس دنیا کے اندھیروں سے کب نکل سکوں گی، جو ہوس اور گناہوں کی دلدل اور بے کار چیزوں کی دنیا ہے؟ اصل حقیقت تو آخرت کی ہے۔ اللہ عزوجل کی خوشنودی، ہر مومن مرد اور عورت کا حقیقی سرمایہ ہے۔ تعدّدِ ازواج میرے مذہب کا ایک لازمی حصہ ہے، میں اس سے کیسے روگردانی کر سکتی ہوں؟ چنانچہ میرے پاس تین راستے ہیں: اپنی خواہشات کے

تقاضوں پر ڈٹی رہوں اور مصائب بھرے دن گزاروں، خود کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دوں یا جو حقیقت ہے اس پر اپنی گرفت مضبوط کر لوں اور دین پر اس طرح عمل پیرا ہو جاؤں جیسے کہ ماضی کے مسلمان ہوتے رہے۔ میں ازواجِ نبی ﷺ سے (نعوذ باللہ) بہتر نہیں ہوں، وہ سوکنوں کے طور پر زندگی گزار چکیں تو میں کیوں نہیں گزار سکتی؟ مجھے اپنی انا کے گھوڑے سے اتر جانا چاہیے۔ میرا شوہر مجھ سے کوئی برائی کر رہا ہے نہ وہ مجھے تنگ کرنے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے۔ دوسری شادی اس لیے کر رہا ہے کہ اللہ نے اسے ان تقاضوں سمیت پیدا کیا ہے۔ کیا میں اللہ کے سامنے دلیل بازی کروں؟ مجھے ایسی سوچ تک نہیں آنی چاہیے کیونکہ یہ اس کی شان میں گستاخی ہے۔ اس بات پر میں اپنے شوہر سے بھی کیوں الجھوں؟ اللہ نے اس کی ساخت ہی ایسی بنائی ہے۔ اگر میں ایسی باتوں پر مغز ماری کرتی رہوں تو یہ اوقات کا ضیاع ہوگا۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حالات کے مطابق ڈھلنا، میری اپنی ذمہ داری ہے۔ ایسا ہی کروں گی، ان شاء اللہ۔ میں لوگوں کے ذہنوں پر تعدّدِ ازواج سے متعلق برے تاثرات نقش نہیں کرنا چاہتی۔ میں ایسی چیزوں سے جو بری مثال بن سکتی ہوں، دس قدم کے فاصلے پر رہوں گی۔ میں مغموم اور افسردہ ہو کر زندگی نہیں گزارنا چاہتی، مبادا کہ اپنے وقت سے پہلے ہی بوڑھی عورت بن جاؤں۔ اگر میں ایسا نہیں چاہتی تو مجھے اپنے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لیے سرگرم اور فعال کردار ادا کرنا ہوگا۔ 90 فیصد جذباتی مسائل محض سوچوں اور احساسات کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ میں تمام منفی احساسات پر قابو پا چکی ہوں۔ بس یہی کافی ہے۔

باب چہارم

ضروری نصیحتیں اور تدابیر

ضروری نصیحتیں اور تدابیر

پیاری بہن!

میں شروع کرتی ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور بے حد رحم کرنے والا ہے اور اس کے حضور میں بہ صد عجز و نیاز دعا کرتی ہوں کہ وہ ہمیں ان شرور سے بچائے جو ہم نے اپنے ہاتھوں خود پر مسلط کیے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں اچھی مسلمان اور اچھی بیویاں بننے کی کوششوں میں کامیابی عطا فرما' ہمیں دینی فہم وبصیرت حاصل کرنے کی توفیق دے اور ہمارے اندر تقویٰ' ایمان اور صبر پیدا فرما۔

تعدّدِ ازواج کی زندگی میں پیدا شدہ مسائل اور جھمیلے چند عوامل کا نتیجہ ہوتے ہیں (مثلاً: آیات کا غلط مطلب لینا' معاشرتی گمراہیاں اور دباؤ' منفی جذبات واحساسات' سوالوں کے غیر تسلی بخش جوابات' مسلمان مرد کی دوسری شادی کے محرکات کو نہ سمجھنا اور حسد پر قابو نہ پاسکنا وغیرہ) جو ہمیں اس نظام پر سنجیدگی سے غور کرنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔ تاہم خواتین کو یہ بات لازماً سمجھ لینی چاہیے کہ ہر مشکل کے بعد آسانیاں پیدا ہوتی ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر ان کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہمیں یہ بھی جان لینا چاہیے کہ یہ دین ایک اجنبی مذہب کے طور پر آیا اور بالآخر' اسی حالت پر چلا جائے گا[1] جہاں تک ہماری زندگی میں آنے والی

---

[1] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بَدَأَ الإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا، فَطُوبٰى لِلْغُرَبَاءِ»

''اسلام ایک اجنبی مذہب کے طور پر شروع ہوا اور بالآخر اسی اجنبی حالت میں واپس چلا جائے گا جس پر اس کی ابتدا ہوئی' چنانچہ ان اجنبی لوگوں کے لیے خوشخبری ہے۔'' (صحیح مسلم : الإیمان' باب بیان أن الإسلام بدأ غریباً...... الخ' حدیث:145)

مشکلات اور آزمائشوں کا تعلق ہے تو رسول اللہ نے ان کے کئی حل، کئی تدابیر اور علاج تجویز فرمائے ہیں، جن کے ذریعے سے اہل ایمان کو ایک دوسرے کے مددگار اور محافظ بنایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں چند بہترین دوست عطا کیے ہیں جن کی ہمیں کبھی خواہش ہوسکتی تھی۔ ان کے علمِ دین میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ ہم اللہ کی راہ میں ہمیشہ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو شیطان مردود کی کارستانیوں سے بچاتے ہیں اور حتی الوسع بچانے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ تاہم ہوسکتا ہے کہ آپ کا کوئی ایسا دوست نہ ہو جو دین کا اچھا علم رکھنے کے ساتھ ساتھ تعددِ ازواج میں پیش آنے والے مسائل میں مدد و رہنمائی کرنے کی قابلیت بھی رکھتا (رکھتی) ہو۔ اگر آپ سے ہماری جان پہچان ہوتی اور آپ ہم سے کوئی نصیحت یا مشورہ مانگتیں تو ہم آپ سے یہ کہتے:

آپ کے انتہائی داخلی (Innermost) منفی احساسات پر قابو پانے کے لیے پہلا اور اہم ترین قدم یہ ہے کہ آپ اپنی عبادت، اپنے علم اور بعد ازاں اپنے ایمان میں اضافہ کریں۔[1]

علم ایک دریا کے مانند ہے جو یا تو زیادہ گہرا ہوتا ہے یا کم گہرا۔ اگر گہرا ہو تو وہ صاف بھی ہوتا ہے اور اس میں آپ تیزی سے سفر کر کے جلدی منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں۔ اگر کم گہرا ہو تو وہ دھندلا ہوتا ہے جس کی وجہ سے آپ صاف نہیں دیکھ پاتے، رفتار بھی تیز نہیں رکھ سکتے اور ہر دم خطرہ بھی محسوس کرتے رہتے ہیں۔ علم کے بغیر آپ ایمان کی اعلیٰ سطح پر نہیں پہنچ سکتے۔ صحیح علم

---

[1] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ ﴾ (الأنفال: ۸/ ۲)

''اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔'' علاوہ ازیں حضرت جندب بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر راویوں کا فرمان ہے: ''ہم نے ایمان اور قرآن سیکھا، تو ہمارے ایمان میں اضافہ ہوگیا۔'' (شرح قصیدہ، ابن قیم: 141/2)

زندگی کی مشکلات اور آزمائشوں میں سے کامیابی سے گزرنے کے لیے بہت مددگار ہوتا ہے۔
تعدد ازواج بھی انہی مسائل میں سے ہے۔ نمازیں پڑھنا' اسلامی کتب کا مطالعہ کرنا' (دیکھیے ضمیمہ الف) قرآن مجید اور احادیث پڑھنا' انبیاء علیہم السلام اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ابتلاؤں اور آزمائشوں کے واقعات پڑھنا منزل کو آسان بنا دیتے ہیں۔ دنیا کی زندگی عارضی اور لمحاتی ہے' اس لیے آپ کو اگلے جہان کی طویل ترین اور پائیدار زندگی کی خوشیوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے جو کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے سے میسر آ سکتی ہیں۔ علم حاصل کرنے سے آپ کو اللہ کی قربت ملے گی۔ یہ قربت نہ ہوئی تو آپ اپنے خیالات اور پریشانیوں میں گھری رہیں گی۔ آپ علم دین کو اپنا ہتھیار بنائیں' اگر یہ ہتھیار کمزور ہوا تو آپ شیطان سے نہیں لڑ سکیں گی اور اپنی خواہشوں اور جذبات سے مغلوب رہیں گی۔ اگر یہ مضبوط ہوا تو نہ صرف شیطان پر کاری ضربیں لگا سکیں گی بلکہ جذبات کے فتنے سے بھی محفوظ رہیں گی۔ سر دست اگرچہ آپ اتنا گہرا مطالعہ نہیں کر سکیں گی' تاہم کوئی بھی دینی کتاب اٹھالیں' اس میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات ملیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ملے گی۔ یہ چیزیں ان شاء اللہ آپ کی مدد کریں گی۔ دن میں جب بھی فرصت کے لمحات میسر آئیں قرآن مجید کی تلاوت سنا کریں۔ اگر اس کا ہر ہر لفظ نہ بھی سمجھ میں آئے تب بھی مقصدِ زندگی یاد آتا رہے گا۔ دیگر دینی موضوعات پر بھی ریکارڈنگ دستیاب ہیں' انہیں سننا اپنا مشغلہ بنا لیجیے تاکہ فاسد خیالات آپ کو پریشان نہ کر سکیں۔

تعدد ازواج کے مسائل اور آزمائشوں سے نمٹنے کا آزمودہ نسخہ وہی ہے جس کا پیچھے ذکر آ چکا ہے۔ اگر آپ کا ایمان مضبوط ہے تو آپ تکلیف دہ جذبات پر جلدی اور آسانی سے قابو پا لیں گی' آپ کی عائلی زندگی اور آپ کی ذات کو کم سے کم نقصان پہنچے گا' لہٰذا ہم آپ کو دینی کتب پڑھنے' تلاوت کی ریکارڈنگ سننے' فرض اور مسنون نمازوں کے ساتھ ساتھ تہجد اور دیگر نوافل کی عادت ڈالنے کی بھی نصیحت کرتے ہیں' ان سے آپ کی دنیا اور عاقبت دونوں سنوریں گی۔ اللہ کے سامنے خشوع و خضوع سے دستِ دعا اٹھائیے۔ اس سے بھلائیاں مانگیے' تکالیف

دور کرنے اور شیطان سے اپنے تحفظ کے لیے درخواست کیجیے۔ اللہ عزوجل کے سامنے اٹھایا ہوا ہاتھ کبھی خالی نہیں رہتا۔ اس نے آپ کو پیدا کیا ہے اور وہی آپ کی پریشانیوں کو خوب جانتا ہے۔ وہ آپ کی پریشانیوں کو خوشیوں میں' آپ کے خوف کو امید میں' آپ کے غصے کو صبر میں' آپ کی افسردگی کو اطمینان میں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کی نادانیوں کو دانائیوں میں بدل دے گا۔

خود کو شیطان کے وسوسوں سے بچانے کیلئے تعوذ (أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ) کی طاقت کو استعمال میں لائیے۔ بدقسمتی سے خواتین اس حیرت انگیز ہتھیار کو مناسب طور پر استعمال نہیں کرتیں۔ ہم آپ کو پورے وثوق سے بتاتی ہیں کہ ہمارے پریشان کن خیالات کا پچاس فیصد سے زائد حصہ' اس خبیث مخلوق' شیطان کے وسوسوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جب بھی منفی خیالات دماغ میں آئیں' کسی چیز کی پریشانی یا خوف پیدا ہونے لگے حتیٰ کہ خوشی بھی ملے تو (أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ) پڑھیے۔ اسے بار بار دوہرائیے' اونچی آواز میں بھی کہیے' یقین کیجیے کہ یہ ہمارا مجرب اور مؤثر ترین نسخہ ہے۔ اسے آزما کر دیکھیے' ان شاء اللہ اس کے اثر سے کبھی مایوسی نہیں ہوگی۔

✿ **نسوانی جذبات:** اس کے بعد مسائل کا وہ مرکزی نکتہ رہ جاتا ہے جس سے نمٹنا اور کنٹرول کرنا ایک عورت کے لیے اہم ترین بات ہے۔ اس میں بھی آپ کو اللہ کی مدد درکار ہوگی۔ اس مدد کے واحد ذریعے سے اللہ کو بکثرت یاد کرنا اور رسول اللہ ﷺ' صحابہ رضی اللہ عنہم' تابعین' صلحائے امت اور علمائے کرام کی زندگیوں سے سبق لینا ہوگا۔ یہ ذکر اذکار اور ذوقِ مطالعہ آپ کو داخلی کشمکش پر قابو پانے میں بڑی مدد دے گا۔ اپنے آپ کو سمجھائیے اور اس حقیقت سے آگاہی پائیے کہ زندگی کے اور بھی کئی مسئلے ہیں جو آپ کے داخلیت کے احساسات سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ اپنی فطرت ونسوانیت اور اسلام میں اپنے مقام وحیثیت کا شعور حاصل کیجیے۔ نخوت اور گھمنڈ کو راہ میں حائل نہ ہونے دیجیے۔ اپنے اندر کی کیفیات کا سامنا کرتے ہوئے

خوف اور غصے کے پیچھے پناہ نہ لیجیے۔ آپ کے ذہن یا جذبات کو کوئی دوسرا شخص کنٹرول نہیں کر رہا ہے۔ ممکن ہے آپ کو یہ تربیت ملی ہو اور آپ کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی گئی ہو کہ عورت کے جذبات ''ناقابل کنٹرول'' ہوتے ہیں۔ یہ بہت بڑا جھوٹ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کو یقین دلا دیا گیا ہو کہ عورت کے غصے اور غضب کو اخراج کی راہ ضرور ملنی چاہیے۔ خواہ راستے میں حائل ہونے والی ہر چیز تباہ کیوں نہ ہو جائے' یہ بھی جھوٹ ہے۔ ممکن ہے آپ کو یہ تربیت بھی ملی ہو کہ آپ کو مرد سے ٹوٹ کر محبت کرنی چاہیے' خواہ آپ کی معقولیت اور سمجھ داری خطرے میں کیوں نہ پڑ جائے' یہ بھی اسی طرح کا جھوٹ ہے۔ ایسی ذہنی اور نفسیاتی رکاوٹوں کی بنا پر آپ کو اللہ کی مدد کی اشد ضرورت ہے کہ وہ آپ کو اصل حقائق تک رسائی عطا فرمائے۔ مصلے پر بیٹھ جائیے' نوافل' سنتیں اور تہجد ادا کر کے دستِ دعا بلند کیجیے۔ جان لیجیے کہ اللہ جو سمیع وبصیر ہے' وہ آپ کے آنسوؤں کے ہر قطرے کو گرتے دیکھ رہا ہے۔ رجوع الیٰ اللہ کی طاقت کے بارے میں کوئی شبہ نہ کیجیے۔ اس کا وعدہ ہے کہ وہ ہر دعا کو جو ہو' شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔ اس وعدے پر اعتبار کر کے اس سے مانگیے۔

✿ **اصل مسئلہ کیا ہے؟:** جب آپ کو رجوع الیٰ اللہ کی قوت حاصل ہونے لگے تو فوری طور پر اگلا قدم اٹھا لیجیے۔ وہ یہ کہ آپ جو کچھ کرنا چاہتی تھیں اس کے بارے میں یہ تصور کیجیے کہ اس میں آپ کامیاب ہو چکی ہیں۔ یہ تصور ذہن میں لانا اگرچہ کچھ مشکل ہوتا ہے لیکن جب یہ منزل آ گئی تو آپ پر یک گونہ اطمینان کی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ اب آپ یہ سوچنا شروع کر دیں کہ اصل مسئلہ یہ نہیں کہ آپ کا شوہر دوسری شادی کرنا چاہتا ہے' بلکہ یہ ہے کہ آپ شوہر کی ذات میں کوئی تقسیم نہیں چاہتیں' اس میں کسی کے ساتھ شرکت پسند نہیں کرتیں۔ اگر وہ روئے زمین پر چلنے پھرنے والوں میں سے بدترین شخص بھی ہوتا' آپ پھر بھی ایسا نہ کرتیں۔ اب آپ خود سے پوچھیں کہ ایسا کیوں ہے؟ آپ کے پاس اس کی کئی وجوہ بھی ہوں پھر بھی آپ یہ سمجھیں یہ محض آپ کے احساسات و جذبات ہیں جن پر آپ کنٹرول کر چکی ہیں۔ اس نکتے پر

پہنچنے کے بعد آپ اپنے جذبات کو لبیک کہہ کر جواب دے رہی ہیں۔ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ آپ کے جذبات آپ کو جواب دیتے اور آپ ان پر کنٹرول کرتیں؟ کیا آپ جانتی ہیں کہ اس کیفیت کو کیا کہا جاتا ہے؟ اسے ''ارادہ'' (Will) کہتے ہیں۔ زندہ رہنے اور لمبی عمر پانے کا ارادہ' سانس لینے کا ارادہ' محبت میں سرشار رہنے کا ارادہ' جدو جہد کرنے کا ارادہ' کچھ حاصل کرنے کا ارادہ اور تبدیلیاں لانے کا ارادہ۔ یہ آپ کا ارادہ ہے کہ حالات کا کنٹرول آپ کے ہاتھ میں ہو۔ یہ یقینی بات ہے کہ ان جذبات واحساسات کو ابھارنے میں آپ کا کچھ نہ کچھ دخل تھا' آپ اس الزام سے بچ تو نہیں سکتیں۔ احساسات عارضی اور ناپائیدار چیز ہوتے ہیں۔ جیسے ہم تبدیل ہوتے ہیں' ویسے وہ تبدیل ہوتے ہیں۔ جیسے ہم جھکتے ہیں' ویسے وہ بھی جھکتے ہیں۔ جذبات اور احساسات از خود فیصلہ نہیں کرتے کہ انہیں کیسا محسوس کیا جائے گا۔ یہ فیصلہ آپ کرتی ہیں کہ آپ کیا محسوس کرتی ہیں؟ جیسا کہ ہم پیچھے کہہ آئے ہیں کہ عورت کے جذبات کو ناقابل کنٹرول قرار دینا محض تربیت اور حصول ٹریننگ کا نتیجہ ہے۔ حقیقت میں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ آپ کے لیے اس حقیقت کو سمجھنے کا وقت آچکا ہے کہ کسی مسئلے کے بارے میں اپنے جذبات واحساسات میں تبدیلی صرف آپ لاسکتی ہیں۔

❁ **جذبات کی اصلاح:** جذبات میں تبدیلی ایک تکلیف دہ عمل ہوتا ہے' کیونکہ اس کے دوران میں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کسی کو جسمانی طور پر چیرا پھاڑا جا رہا ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس وقت آپ اپنے دل و دماغ کو فرسودہ اور بے کار تصورات وافکار سے پاک کرکے صحت مند احساسات کے لیے جگہ بنانے کی کوشش کریں گی تو آپ بھی اس تکلیف دہ عمل سے گزریں گی۔ آپ قرآن وسنت کے مطابق زندگی اختیار کیجیے۔ یہ فیصلہ مت کیجیے کہ قرآن وسنت کا کون سا حصہ آپ کے لیے قابل قبول ہے اور کون سا نہیں ہے۔ اور یہ سوچنے کی حماقت بھی نہ کیجیے کہ یہ منفی جذبات حقیقی اور فطری ہیں۔ اپنے من کی دنیا میں گہرا غوطہ لگایئے اور اپنے ارادے (Will) کو کھینچ کر باہر لایئے۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ آپ کا ارادہ کتنا طاقتور ہے؟ اپنی زندگی کو تباہ کرنے

یا تعمیر کرنے کا فیصلہ صرف اور صرف آپ کے ارادے پر منحصر ہے۔ اپنے آپ کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دور سے الگ نہ کیجیے' یہ مت کہیے کہ وہ زمانہ اور تھا اور یہ زمانہ اور ہے' اور تعدد ازواج آپ کے لیے موزوں نہیں ہے۔ وہ آپ کی مائیں تھیں' آپ کی بہنیں' آپ کی دوست اور آپ کی رہنما تھیں۔ اپنے آپ کو اس روشنی سے محروم نہ کیجیے جس میں انہوں نے اپنی زندگیاں گزاریں اور آپ کے لیے قابل عمل مثالیں قائم کیں۔ یہ کیسی مضحکہ خیز بات ہوگی کہ آسان کاموں کو تو ہم اسلام کا حصہ تسلیم کریں اور جن کاموں میں کچھ مشکل پیش آئے' انہیں قصہ ماضی قرار دے کر ان سے پہلو تہی کرنے لگیں۔ جن ہستیوں نے ہمارے لیے عملی مثالیں چھوڑیں انہوں نے اس مذہب کے لیے جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور اس کے لیے فاقے قبول کیے۔ اپنے بیٹے' بیٹیاں' خاوند دوست اور والدین قربان کیے۔ انہوں نے اپنے کردار اور عمل سے جو ثابت کر دیا' اس کی توہین یا انکار مت کریں۔ اگر وہ خواتین اسلام کے لیے مسلسل اذیتیں برداشت کر سکتی تھیں تو آپ بھی اپنے اندر تبدیلیاں لانے پر قدرت رکھتی ہیں۔ اگر وہ اسلام سے محبت کی خاطر شہادت قبول کر سکتی تھیں تو آپ اپنے احساسات کو تبدیل کرنے پر بھی قادر ہیں۔ آپ کے لیے ''میں ایسا نہیں کر سکتی'' کے الفاظ کہنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

❁ **بلوغت کے تقاضے:** اس قسم کے خیالات پانی کی طرح کٹاؤ کرنے اور تباہ کن گڑھے پیدا کرنے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں اور پگڈنڈیاں (Ruts) بھی بنا دیتے ہیں۔ ان گڑھوں اور پگڈنڈیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی طاقت اور مضبوطی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہتی ہے۔ اسی طرح خیالات بھی ذہن پر طویل عرصہ مسلط رہنے کی وجہ سے جامد اور سخت ہو جاتے ہیں' چنانچہ خواتین یوں سوچنے لگتی ہیں: ① ''میں جانتی ہوں کہ تعدد ازواج اسلام کا حصہ ہے' مگر یہ ہمارے لیے نہیں ہے۔'' ② ''نہیں نہیں مجھ سے یہ نہیں ہو سکے گا۔'' تاہم اگر آپ خیال میں تبدیلی لائیں تو آپ کے احساس میں بھی تبدیلی کا آغاز ہو سکتا ہے۔ یہ بات بھی آپ کو معلوم ہونی چاہیے کہ اگر آپ میں نشوونما نہ ہو رہی ہو تو آپ جمود و تعطل کا شکار

ہو جائیں گی۔نشو ونما کے عمل کے دوران میں تکلیف اور مشکل محسوس ہونا لازمی امر ہے۔ترقی اور نشو ونما محض آسانی ہی کا نام نہیں۔ جوں جوں آپ ترقی کی منازل طے کریں گی اپنے اندر قوت بھی محسوس کرنے لگیں گی۔آپ کی فکری اور نظریاتی قوت بڑھنے سے شیطان بھی خائف ہو جاتا ہے۔اس کے چیلے چانٹے جو جنوں کی صورت میں بھی ہیں اور انسانوں کی شکل میں بھی' آپ کا گھیراؤ کرنے کی کوشش کرتے ہیں' ان کا سب سے بڑا ہتھیار ''وسوسے ڈالنا'' ہوتا ہے۔ آپ بطور بندۂ حق شیطان اور اس کی ذریت کا مقابلہ کریں گی تو اللہ کی طرف سے آپ کی تائید ونصرت بڑھتی چلی جائے گی۔خیالات وتصورات کی دنیا میں نشو ونما کی مثال گاڑی کے ''گیس ٹینک'' کی طرح سمجھ لیں۔آپ اپنے سفر کا آغاز بھرے ہوئے گیس ٹینک سے کرتی ہیں۔جوں جوں فاصلہ طے ہوتا رہے گا' گیس کے ذخیرے میں کمی واقع ہوتی رہے گی حتیٰ کہ ایک جگہ جا کر سارا ٹینک خالی ہو جائے گا۔اگر ساتھ ساتھ ٹینک بھرانے (یعنی طاقت حاصل کرنے) کا سلسلہ بھی جاری رہے تو گاڑی کے اچانک رک جانے کا کوئی خطرہ پیدا نہ ہوگا۔ہمیں اپنی اخلاقی اور روحانی قوت کی ترقی کا اہتمام بھی کرتے رہنا چاہیے تاکہ باطل اور فرسودہ خیالات ہمارے وجود میں فساد پیدا نہ کرسکیں۔ یہ بات ذہن نشین رکھیے کہ آپ کا اصل سفر جنت کی جانب ہے' اس منزل تک رسائی کے لیے اگر دنیا میں کچھ تکلیفیں برداشت کرنا پڑ جائیں تو یہ خسارے کا سودا نہ ہوگا۔ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے' ہماری عمر کے ماہ وسال بڑی تیزی سے گزر رہے ہیں۔ذرا سوچیں تو سہی کہ کیا یہ بات کل کی طرح نہیں لگتی کہ آپ پانچ سال کی ہوتی تھیں اور بغیر بچوں کے تھیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کتنی بڑی ہوگئیں؟ اب کیا پتہ کہ کل آپ اللہ کے حضور میں دست بستہ کھڑی ہوں اور دل میں دعا کر رہی ہوں کہ میرے گناہ دھل جائیں۔

❁ **شیطانی وسوسے:** شیطان انسان کو بے وقوف بنا رہا ہے۔وہی تو ہمیں بہکاتا ہے کہ تم اپنی خواہشات کے مطابق اللہ کے احکامات کے ایک حصے کا انکار کرسکتی ہو۔اس انکار سے تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا' سب ٹھیک ہو جائے گا۔قرآن اللہ کا کلام ہے جس میں ہمارے لیے واضح

احکامات اور ہدایات موجود ہیں۔ اسی اللہ نے آپ کو اور آپ کے شوہر کو تخلیق کیا۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ اس نے مرد اور عورت کو جس طرح پیدا کیا ہے اس میں اس کی حکمت اور دانائی کارفرما تھی؟ آپ کا جواب یقیناً ہاں میں ہے۔ اس اقرار کے بعد آپ کو آگاہ رہنا چاہیے کہ جب اللہ اپنے اس بندے کے لیے کسی عمل کو جائز اور درست ٹھہراتا ہے تو آپ کے لیے بھی اس کے منافی طرز عمل اختیار کرنا درست نہیں۔

کیا اللہ نے اپنے رسول سے پوچھا نہیں تھا کہ آپ نے اپنی بیویوں کے کہنے میں آ کر اپنے لیے اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام کیوں قرار دیا۔ [1] اللہ ہماری فطرت کو بھی جانتا ہے اور مرد کی فطرت کو بھی۔ اپنے اسی علم اور حکمت کی بنا پر اس نے مرد کو ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دے رکھی ہے۔ اگر آپ تعددِ ازواج سے راہ فرار اختیار کرتی ہیں تو آپ اللہ کے فرمان سے گریز کر رہی ہیں۔ سوچیے کہ کیا آپ کا یہ طرز عمل درست ہے؟ کیا اس طرح آپ اللہ کو غصہ نہیں دلا رہی ہیں؟ اسلام نے مسلمان عورت پر بھی تو بڑے احسانات کیے ہیں، مثلاً: وہ مرد کی ملکیت (پراپرٹی) ہوا کرتی تھی جسے وہ فروخت کر دیا کرتا تھا۔ اسے بطور وراثت پا لیتا اور اس کی کوئی شناخت بھی نہیں ہوا کرتی تھی۔ اگر اتنے حقوق مل جانے کے بعد آپ خاوند کو اللہ کے دیے ہوئے حق سے محروم رکھنا چاہتی ہیں یا ایک آیت کے انکار کا سبب بننا چاہتی ہیں تو آپ کوئی انصاف نہیں کر رہیں۔ خاوند آپ کے زیر قبضہ ہے نہ آپ اس کی مقبوضہ جائیداد ہیں۔ خالق حقیقی نے آپ دونوں کو محبت اور رحم کے جذبات عطا کر کے یکجا کر دیا ہے تاکہ آپ اپنے خالق کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کر کے جنت کے حقدار بن سکیں۔ ہمیں یہ بات تو ہمیشہ یاد رہتی ہے کہ ہمارے خاوندوں کو ہم سے محبت کرنی چاہیے مگر ہم اس بات کو ہمیشہ بھول جاتی ہیں کہ خاوند ہماری صحیح سمت میں رہنمائی کر رہے ہیں۔ دنیا میں ہمارے اکٹھے کر دیے جانے کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ ہم "نیکی و تقویٰ" کے لیے ایک دوسرے کے معاون بنیں۔ اس کا یہ مقصد

---

[1] وہ چیز شہد تھی، تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: زیر عنوان "روشن مثالیں۔"

نہیں کہ کون کس سے زیادہ پُر جوش محبت کرتا (کرتی) ہے۔

آپ دونوں کے درمیان جو محبت رکھی گئی ہے‘ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آپ کی محبت پر غالب نہیں آنی چاہیے۔ میاں بیوی کے درمیان محبت ”آقا اور غلام“ کے باہمی تعلق جیسا معاملہ نہیں کہ وہ اگر چاہے تو آپ اس کے اشارۂ ابرو پر گناہ پر گناہ کرتی چلی جائیں اور اس بات کو خاطر ہی میں نہ لائیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے لیے کیا حدود مقرر کر رکھی ہیں۔ یہ تو کوئی محبت نہ ہوئی‘ یہ تو غلامی ہوئی جو ہرگز پسندیدہ اور مطلوب زندگی نہیں ہے۔ اللہ نے مرد کو جس فطرت پر پیدا کیا ہے‘ اسے اس کے مطابق زندگی بسر کرنے کا حق ہے۔ اگر ہم اللہ کی محبت کو شوہر سے محبت پر مقدم رکھتی ہیں تو تعددِ ازواج سے متعلقہ قواعد پر عمل بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حصہ ہے۔

✿ **براہ راست جوابدہی:** اسلام نے آپ کو ایک مکمل شخصیت عطا کی ہے‘ آپ کا جنت میں داخلہ مرد کی طرف سے اجازت نامہ ملنے سے مشروط نہیں ہے بلکہ آپ براہ راست اللہ کے سامنے جواب دہ ہیں۔ آپ اس کی مرضی سے مطابقت اختیار کریں اور نبی ﷺ و ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے طریقوں کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں۔ اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات ”متقی لوگوں“ کی زندگی کا حصہ ہیں۔ اگر آپ کو اس دنیا کی راحت و آرام ہی مطلوب ہے تو یہ مل سکتی ہے مگر اس کی قیمت بہت زیادہ ادا کرنا پڑے گی‘ یعنی جنت کے حق سے محروم ہو جانا پڑے گا۔ کیا اتنی زیادہ قیمت ادا کرنا معقول بات ہے؟ شوہر کی محبت کو اللہ کی محبت پر مقدم رکھنا یا اس سے زیادہ اہم سمجھنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ اگر آپ ان خطوط پر سوچنا شروع کر دیں تو ان شاء اللہ قرآن وسنت کی تعلیمات آسانی سے آپ کی سمجھ میں آنے لگیں گی۔

✿ **مخلص دوستوں کی شناخت:** آیئے ذرا آپ کے دوستوں کے بارے میں بھی بات کر لیں۔ بدقسمتی سے بہت سے مسلمان‘ قرآن وسنت کے مقرر کردہ معیار کے مطابق اپنے دوستوں کا انتخاب

نہیں کرتے۔[1] دوست آپ کیلئے فتنے کا بہت بڑا سبب بن سکتے ہیں۔ کردار اور رویے کے لحاظ سے دو قسم کے دوست ہو سکتے ہیں۔ ایک قسم کے وہ دوست جو آپ کو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کی طرف لے جاتے ہیں اور راہ حق میں آپ کے معاون و مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

دوسری قسم کے دوست ''خواہش پرستوں'' میں سے ہوتے ہیں جو صرف اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ معاملہ صرف تعدّدِ ازواج کا نہیں ہے بلکہ زندگی کے دیگر شعبوں میں بھی دوستوں کا انتخاب بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ جو دوست دین کے معاملے میں مضبوط اور مستقل مزاج ہوتے ہیں' وہ ہمارے لیے اللہ کا بہت بڑا انعام ہوتے ہیں۔ کمزور کردار کے لوگ جو گمراہیوں میں پڑے رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی ادھر کی ترغیب دیتے ہیں' وہ محض فتنہ ہوتے ہیں' ان سے دور رہنے ہی میں عافیت ہوتی ہے۔ ان کی ایک واضح پہچان یہ ہوگی کہ جونہی آپ ان کے سامنے خاوند کی دوسری شادی کے ارادے کا تذکرہ کریں گی' ان سے فوراً طلاق لینے کا مشورہ مل جائے گا۔ اگر ایسا ہو تو اس دوست سے کنارہ کشی کریں اور اس قسم کے دوستوں کو رہنما بنائیں جو دین کا فہم بھی رکھتی ہوں اور پر خلوص بھی ہوں۔ ان سے اگر آپ مشورہ کریں گی تو آپ کو ان کی طرف سے خلع کے حق کے استعمال کا مشورہ آخری چارۂ کار کے طور پر ملے گا اور وہ بھی معقولیت اور قابل قبول وجوہ سے مشروط ہوگا۔[2] اچھا اور سچا دوست

---

[1] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلرَّجُلُ عَلٰى دِينِ خَلِيلِه فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ»

''ہر آدمی اپنے دوست کے مذہب کی پیروی کرتا ہے چنانچہ اسے اچھی طرح سوچ لینا چاہیے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔'' (سنن أبي داود' الأدب' باب من يؤمر ان يجالس' حديث: 4833' جامع الترمذي' حديث:2378 و مسند احمد:303/2)

[2] حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ، فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ»

''جو عورت معقول سبب کے بغیر شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے گی اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔''

(مسند احمد' 277/5)

ہمیشہ آپ کی بہتری اور آپ کے جنت کے راستے کو ملحوظ رکھے گا۔ وہ ہر قیمت پر سچ بولے گا خواہ آپ کو کتنا بھی اس سے دکھ پہنچتا ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کو اس کی غیر جانبداری بھی' جانبداری محسوس ہوتی ہو لیکن دلوں کا حال تو اللہ کو معلوم ہے جو خبیر و بصیر ہے۔ یہ بھی اچھی طرح جان لیجیے کہ ہر آدمی اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے اور کچھ دوست جہنم کی راہ بھی دکھاتے ہیں۔ شیطان آپ کے دوستوں ہی کو آپ کی گمراہی کا ذریعہ بنائے گا۔ اسے سرگوشیاں کرنا آتا ہے اور اسے یہ کام قیامت تک کرنا ہے۔ آپ اللہ کو اپنا دوست بنائیے۔ اگر آپ اس کو اپنا ولی اور دوست بنائیں گی تو آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچے گی' اور اگر آپ نے اللہ کو دوست نہ بنایا تو آپ گوشت کا وہ ٹکڑا بن جائیں گی جس پر بھیڑیے جھپٹ رہے ہوتے ہیں۔

جب آپ سیدھے راستے پر چل پڑیں تو اللہ سے مدد مانگتے ہوئے مستقل مزاجی سے سفر جاری رکھیں۔ اس راستے میں آپ کو چار قسم کی ضرر رساں چیزوں سے واسطہ پڑ سکتا ہے جو یہ ہیں: ① شکوک وشبہات ② مفروضے ③ سرگوشیاں اور ④ وسوسے۔ اگر آپ ان سے اپنا دامن بچاتی رہیں گی تو کرب کی راتوں' بے خوابیوں' غم و غصے اور اداسیوں سے محفوظ رہیں گی۔ ذیل میں ہم ان پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گی۔

① **شکوک وشبہات:** شک آپ کا دشمن ہے کیونکہ یہ آپ کو بے وقوف بناتا ہے۔ یہ آپ کے جذبات کو اتھل پتھل کر کے آپ پر دیوانگی طاری کر دیتا ہے۔ یہ زہر کے اس قطرے کی طرح ہے جو پانی کے گلاس میں شامل ہو کر آپ کے حلق سے نیچے اتر جاتا ہے۔ پھر آپ کے خون میں گردش کرنے لگتا ہے' اس کی وجہ سے آپ کی نظر' آپ کی سوچ اور آپ کے احساسات سمیت ہر چیز اور ہر صلاحیت متاثر ہو جاتی ہے۔ آپ صحیح دیکھنے اور صحیح سوچنے کے قابل رہتی ہیں نہ اپنے احساسات کا صحیح اندازہ کر سکتی ہیں۔ شک میں پڑنا بہت آسان ہوتا ہے کیونکہ شیطان اپنے وسوسوں کے ذریعے سے از خود آپ کو اس میں مبتلا کرتا رہتا ہے۔ اگر آپ اس پر غلبہ پا لیں تو یہ آپ کی عظیم ترین فتح ہوگی۔ اپنے آپ کو مضبوط بنائیے اور شیطان کی مکاریوں سے بچنے کے

لیے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتی رہیے۔[1]

② مفروضے: یہ بھی شکوک وشبہات جیسے ہوتے ہیں، کیونکہ یہ باہمی تعلقات کو دیمک کی طرح چاٹ جاتے ہیں۔ ان کی راہ میں جو چیز بھی آئے اسے کھوکھلا کر ڈالتے ہیں۔ مفروضے خیالات کو بے قابو کر کے آپ کو بے وقعت کر دیتے ہیں۔ جو چیز روز روشن کی طرح دکھائی دے رہی ہو، اس پر دور از کار قسم کے مفروضوں کے حوالے سے نظر نہ ڈالیے، یہ واضح کو غیر واضح اور مشکوک بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ کسی چیز کو اس وقت تک جاننے کا دعویٰ نہ کیا کرو جب تک وہ تمھیں واضح اور براہ راست طریقے سے نہ بتائی جائے۔[2]

③ سرگوشیاں: انتہائی تباہ کن اثرات رکھتی ہیں، کیونکہ سرگوشیوں سے آپ کو جو کچھ سنائی دیتا ہے وہ درحقیقت سنا ہوا نہیں ہوتا۔ آپ کو دکھائی دیتا ہے لیکن وہ درحقیقت دیکھا ہوا نہیں ہوتا۔ سرگوشیاں، شعبدہ بازی کی مانند ہوتی ہیں جو آپ کو یہ تاثر دیتی ہیں کہ آپ دیکھ اور سن چکے ہیں، لیکن آپ نے صحیح چیز دیکھی ہے نہ سنی ہے، یا جس طرح آپ نے دیکھا اور سنا ہے، ایسا نہیں ہے۔ اپنے آپ کو اس کیفیت سے بچائیے اور کسی صورت میں بھی سرگوشیوں سے کام نہ لیجیے۔[3]

---

① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ»

''گمان سے بچو کیونکہ یقیناً گمان سب سے جھوٹی بات ہوتی ہے۔'' (صحيح البخاري، الفرائض، باب تعليم الفرائض، حديث: 6724)

② اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱجْتَنِبُواْ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ ﴾ (الحجرات: ٤٩/ ١٢)

''اے لوگوں جو ایمان لائے ہو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔''

③ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ»

''سرگوشیاں کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (صحيح البخاري، الأدب، باب مايكره من النميمة، حديث: 6056)

④ وسوسے: چوتھا گناہ وسوسے ہیں' مثلاً: اس سوچ میں پڑ جانا کہ آپ کا شوہر دوسری شادی کے سلسلے میں کیا کر رہا ہوگا؟ وسوسے دل پر خنجر کی طرح چرکے لگاتے رہتے ہیں۔ ان خنجروں سے بچنا آسان نہیں ہوتا۔ صرف اس چیز سے سروکار رکھیے جو براہ راست آپ پر اثر انداز ہوتی ہو' یا ہو سکتی ہو' مثال کے طور پر یہ جاننا کہ وہ ایک شامی عورت سے شادی کر چکا ہے۔ (یہ ایک 24 سالہ خاتون ہے جو اسلامک سٹڈیز میں گریجویٹ ہے اور اب نقاب اوڑھنے کا ارادہ رکھتی ہے۔) یہ بالکل غیر ضروری باتیں ہیں۔ آپ کو صحیح معلومات قدرتی طریقے سے مل جائیں گی' آپ کو ان کی ٹوہ میں رہنے کی کوئی ضرورت نہیں' کیونکہ ایسی سراغ رسانی متجسس آدمی کو فتنے میں ڈال دینے کا سبب بن جاتی ہے۔ خاوند اپنے روزمرہ کے کاموں کے لیے آج کہاں کہاں جائے گا' کب واپس آئے گا' اس کے ساتھ کون ہوگا (ہوگی) وہ وہاں کیوں جا رہا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ آپ ان باتوں سے جتنی دور رہیں گی اتنی ہی مطمئن رہیں گی۔ وسوسوں میں مبتلا ہونا عورتوں کے مزاج کا خاصہ ہے' وہ شوہر کے مزاج میں ذرا سی بھی تبدیلی پا کر شبہات اور مفروضوں میں پڑ جاتی ہیں اور ان کی بنا پر ٹوہ لگانا شروع کر دیتی ہیں اور ایسی ایسی جزئیات کے پیچھے پڑ جاتی ہیں جن کا ان سے دور کا تعلق بھی نہیں ہوتا۔ شیطان اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں وسوسوں کے چکر میں ڈال دیتا ہے۔ (یا اللہ ہمیں' ہمارے نفس کے شرور سے بچا) آپ صرف اپنے کام سے کام رکھیں۔ ایک ایک بات سے ہزاروں چھوٹے چھوٹے سوال مت اٹھائیں' شک سے گریز کریں' مفروضوں سے بچیں' سرگوشیوں سے باز رہیں اور ٹوہ ہرگز نہ لگائیں۔[1]

---

[1] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
«مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ»
''کسی شخص کے اسلام میں کامل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ غیر متعلقہ باتوں سے دور رہے۔''
(جامع الترمذي' الزهد' باب حديث: من حسن إسلام المرء تركه مالا يعنيه' حديث:2318 و ابن ماجه' حديث:3976)

دین مکمل ہو چکا ہے' آپ کو صرف اس کے علم اور طریق کار سے آگاہی حاصل کرنی ہے۔ خود کو دین کے تقاضوں کے مطابق ڈھالیے اور ایمان میں ترقی کیجیے۔ ازواج مطہرات اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی زندگیوں کو اپنے لیے نمونۂ عمل بنائیے۔ اگر دل پر غموں کا بوجھ ہو تو آنسو بہا کر جی ہلکا کر لیجیے اور پھر اپنے معمولاتِ زندگی میں جت جائیے۔ دین کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننے کی کوشش کیجیے۔ روحانی بالیدگی حاصل کیجیے اور شیطان لعین کو ناکام اور مایوس کر دیجیے۔ عبادت میں دلچسپی لیجیے تاکہ آپ کا ایمان ترقی پاتا رہے۔ حصولِ جنت کو اپنا حقیقی نصب العین بنائیے۔ اللہ سے دوستی اور قرب بڑھائیے' صراطِ مستقیم پر گامزن رہیے اور آخری نصیحت یہ ہے کہ اللہ کے کلام اور احکام کو حرفِ آخر سمجھیے۔ اگر ان باتوں کو پلے باندھ لیں تو اِن شاءاللہ خود کو بہت قوی اور نئی پائیں گی۔

ہماری مساعی اور فکرِ آخرت

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مسلمان عورت کی بنیادیں بہت مضبوط ہونی چاہییں تاکہ وہ تعددِ ازواج کی صورت میں جذباتی مشکلات پر آسانی سے قابو پا سکے اور خاندانی زندگی کو بھی پرسکون اور قابلِ رشک بنا سکے۔ دین کی صحیح سمجھ کے بغیر کوئی مسلمان' خواہ وہ مرد ہو یا عورت' دنیا اور آخرت میں توازن قائم کر سکتا ہے نہ خاندانی زندگی کے تقاضوں پر پورا اتر سکتا ہے۔ جب یہ بات ذہن نشین ہو جائے کہ ہماری زندگی کا بڑا مقصد اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنا ہے تو مسلمان عورت کے لیے تعددِ ازواج کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا آسان ہو جاتا ہے۔ زندگی کے اصل مقصد کو سمجھ لیا جائے تو پھر ہمارے جذبات و احساسات' ہمارے دل اور ہمارے اعمال تعدد ازواج کے مسائل کے تابع نہیں بلکہ دین اسلام کے تقاضوں کے تابع ہو جائیں گے۔ ہم اگر صرف اللہ کی خوشنودی اور اخروی اجر و ثواب کے طلب گار ہو جائیں تو دنیا کی ہر مشکل ہمارے لیے آسان ہو جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلتَّـٰٓئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ

ٱلسَّٰجِدُونَ ٱلْأَٰمِرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَٱلنَّاهُونَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَٱلْحَٰفِظُونَ لِحُدُودِ ٱللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ (التوبۃ: ۹/ ۱۱۲)

''وہ (اہل ایمان) توبہ کرنے والے' عبادت کرنے والے' حمد کرنے والے' روزہ رکھنے والے اللہ کے آگے رکوع اور سجدے کرنے والے' نیکی کا حکم دینے والے' بدی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں اور (اے نبی!) ان مومنوں کو خوشخبری دے دو۔''

یہ ہے ہماری مساعی و جہد کا اصل مدار۔ ہمیں اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ایسی زندگی اختیار کرنی چاہیے کہ ہم حقیقی طور پر ایمان لانے والے گروہ میں شمار کر لیے جائیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَٱبْتَغُوٓا۟ إِلَيْهِ ٱلْوَسِيلَةَ وَجَٰهِدُوا۟ فِى سَبِيلِهِۦ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣٥﴾ (المائدۃ: ۵/ ۳۵)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو' تاکہ تمہیں کامیابی نصیب ہو جائے۔''

مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اصل مالک و آقا کی خوشنودی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہیں اور اپنے دل و جان سے اور روح کی گہرائیوں سے اس کی عبادت کریں' کیونکہ دین و دنیا کی کامیابیاں حاصل کرنے کا یہ واحد راستہ ہے۔ اگر ہماری مساعی کا مدار اُسی کی رضا طلبی ہو تو ہمارے لیے زندگی کی تمام آزمائشیں آسان ہو جاتی ہیں' جن میں تعددِ ازواج کا امتحان بھی شامل ہے' چنانچہ ہم نے اس کتاب کو مکمل کرنے سے پہلے اس میں یہ بات شامل کرنا ضروری خیال کیا ہے کہ عورتوں کو تعددِ ازواج کے مسائل سے کیسے عہدہ برآ ہونا ہے۔ اس کا بنیادی حل یہ ہے کہ ہم اللہ کے خوشنودی کے حصول کو سرفہرست رکھیں۔ جب ہم ایسا کر لیں گی تو ہمارے لیے کوئی مسئلہ' مسئلہ نہیں رہے گا اور کوئی مشکل' مشکل نہ رہے گی۔ اس سے ہمیں

ایک کامل خوشی کا احساس ہوگا کیونکہ ہماری مرضی' اللہ کی مرضی کے تابع ہو جائے گی اور ہماری خواہشات بھی اس کی خوشنودی کے تابع ہو جائیں گی۔ ذیل میں ہم ایک مضمون پیش کر رہے ہیں جو ہماری زندگی کے اہم پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اسے پڑھ کر مسلمان عورتوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی رضا جوئی کے لیے جدو جہد کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اسے اپنے جذبات اور دنیاوی خواہشات کے مقابلے میں اہم تر سمجھنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ إِنَّ ٱلْمُسْلِمِينَ وَٱلْمُسْلِمَٰتِ وَٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ وَٱلْقَٰنِتِينَ وَٱلْقَٰنِتَٰتِ وَٱلصَّٰدِقِينَ وَٱلصَّٰدِقَٰتِ وَٱلصَّٰبِرِينَ وَٱلصَّٰبِرَٰتِ وَٱلْخَٰشِعِينَ وَٱلْخَٰشِعَٰتِ وَٱلْمُتَصَدِّقِينَ وَٱلْمُتَصَدِّقَٰتِ وَٱلصَّٰٓئِمِينَ وَٱلصَّٰٓئِمَٰتِ وَٱلْحَٰفِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَٱلْحَٰفِظَٰتِ وَٱلذَّٰكِرِينَ ٱللَّهَ كَثِيرًا وَٱلذَّٰكِرَٰتِ أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣٥﴾ ﴾ (الأحزاب: ۳۳/ ۳۵)

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں' مومن مرد اور مومن عورتیں' فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں' سچے مرد اور سچی عورتیں' صابر مرد اور صابر عورتیں' عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں' صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں' روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں' اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں' ان سب کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔''

بے شک تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ ہم اس کے عاجز بندے ہیں' اس سے مدد کے طلب گار ہیں اور اسی سے اپنے گناہوں کے لیے مغفرت چاہتے ہیں۔ اللہ یقیناً نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اسی نے بنی نوع انسان کو پیدا کیا اور اس پر اپنی نعمتوں کی بارش کی' چنانچہ اب (یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم میں سے) کون اس کے شکر گزار بندے بنتے ہیں؟

اور وہی بزرگ و برتر اللہ ہے جس نے حضرت محمد ﷺ کو پیغمبر بنایا' انہیں ہدایات دے کر

بھیجا اور ان پر قرآن نازل کیا' چنانچہ اب کون ہوں گے جو اس کی ہدایت کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں گے؟

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے والوں کے لیے جنت کا وعدہ کر رکھا ہے۔ چنانچہ کون ہوں گے جو اپنے رب کو یاد کرنے والوں میں سے ہوں گے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۰۲)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے' اور مرتے دم تک مسلمان رہنا۔'' مزید ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً ﴾ (النساء: ٤/ ١)

''لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیے۔'' مزید فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَقُولُوا۟ قَوْلًا سَدِيدًا ﴾ (الأحزاب: ۳۳/ ۷۰)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک ٹھیک بات کیا کرو۔''

یقیناً اللہ تعالیٰ نے بنی نوعِ انسان کو اس لیے تخلیق کیا ہے تا کہ وہ اس کی عبادت کریں۔[1] جو عبادت کریں گے ان کے لیے اس نے دائمی اجر و انعامات کا وعدہ کیا ہے' اور جو ایسا نہیں کریں گے ان کے لیے اس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عذاب کا اعلان کر رکھا ہے۔ آخرت کی زندگی واقعی بہت بڑی حقیقت ہوگی۔ ہم اپنی دنیا کے مشاغل اور یہاں کی عارضی سہولتوں اور

---

[1] ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿ وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ (الذاريات: ٥١/ ٥٦)
''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کیلئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔''

سامانِ تعیش کو سمیٹنے میں اس طرح مصروف رہتے ہیں کہ اخروی زندگی کی حقیقتوں کو فراموش کر دیتے ہیں جبکہ آخرت کی زندگی میں جو کچھ بنی نوع انسان کو پیش آنے والا ہے اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے سورۃ الزلزال میں یوں توجہ دلائی ہے:

﴿ إِذَا زُلْزِلَتِ ٱلْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝١ وَأَخْرَجَتِ ٱلْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۝٢ وَقَالَ ٱلْإِنسَٰنُ مَا لَهَا ۝٣ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝٤ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝٥ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ ٱلنَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا۟ أَعْمَٰلَهُمْ ۝٦ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُۥ ۝٧ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُۥ ۝٨ ﴾ (الزلزال: ۹۹/ ۱-۸)

''جب زمین پوری شدت سے ہلا ڈالی جائے گی اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ باہر ڈال دے گی' اور انسان کہے گا کہ یہ اس کو کیا ہو گیا ہے؟ اس روز وہ اپنے (اوپر گزرے ہوئے) حالات بیان کرے گی کیونکہ تیرے رب نے اسے (ایسا کرنے کا) حکم دیا ہو گا۔ اس روز لوگ متفرق حالت میں پلٹیں گے تاکہ ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں۔ پھر جس نے ذرا برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرا برابر بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔''

ہم نے دنیا میں جو کچھ کیا ہو گا اس کا نتیجہ ہمارے سامنے آ جائے گا۔ ہم نے اپنے اعمال جس طریقے اور جس انداز سے انجام دیے ہوں گے اس کی بھی بڑی اہمیت ہو گی۔ اللہ ہماری نیتوں اور ارادوں کی خوب خبر رکھتا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ ہم نے جو عبادت کی ہے' وہ دکھاوے کے لیے کی ہے یا خالصتاً اس کی خوشنودی کے لیے؟ جب ہم ہاتھ باندھ کر اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو کیا ہمارے دل صحیح معنوں میں اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں؟ کیا ہم دل سے اللہ کی تعریف کرتے اور اس کی عظمت کا اقرار کرتے ہیں یا محض زبان سے؟ جب ہم قرآن مجید کی خوف دلانے والی آیات سن رہے ہوتے ہیں تو کیا ہمیں رونا آ جاتا ہے؟ کیا ہم قیامت کے مناظر کا تصور کر کے کانپ اٹھتے ہیں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِذَا جَآءَتِ ٱلصَّآخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ ٱلْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِۦ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَٰحِبَتِهِۦ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ ٱمْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ ﴾ (عبس: ۸۰/ ۳۳-۳۷)

''جب وہ کان بہرے کر دینے والی قیامت آجائے گی' اس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا' اس دن ان میں سے ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔''

ہم اس روز اپنے پیارے بھائیوں سے بھاگ رہے ہوں گے' اس وقت وہ ہمارے لیے کوئی اہمیت نہ رکھتے ہوں گے۔ ہر ماں جو اپنے بچے کو ایک عرصے تک پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے' جو ہمیں جنم دیتی ہے' قسم قسم کی تکالیف برداشت کرتی ہے' پھر ہمیں دودھ پلا کر اور پال پوس کر بڑا کرتی ہے' وہ بھی ہمارے لیے غیر اہم ہو جائے گی۔ اسی طرح وہ باپ بھی اپنی اہمیت کھو بیٹھے گا جس کی نگرانی میں ہم نے آنکھیں کھولیں اور اس کی سرپرستی اور سائے تلے پل کر جوان ہوئیں۔ ہمارا اپنا خاندان بھی غیر اہم ہو جائے گا۔ اس روز ہمیں صرف اپنی ذات سے سروکار ہوگا۔ وہ کیسا عجیب و دردناک دن ہوگا کہ ہم خود غرضی کی آخری انتہا تک پہنچ چکے ہوں گے لیکن آج یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم آخرت کو بالکل ہی بھلا بیٹھے ہیں اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ لِرَبِّهِۦ لَكَنُودٌ ﴿٦﴾ وَإِنَّهُۥ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ ﴿٧﴾ وَإِنَّهُۥ لِحُبِّ ٱلْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ﴿٨﴾ ۞ أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِى ٱلْقُبُورِ ﴿٩﴾ وَحُصِّلَ مَا فِى ٱلصُّدُورِ ﴿١٠﴾ إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌۢ ﴿١١﴾ ﴾ (العادیات: ۱۰۰/ ۶-۱۱)

''حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے اور وہ خود اس پر گواہ ہے اور وہ مال و دولت کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے۔ کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ (مدفون) ہے اسے نکالا جائے گا۔ اور سینوں میں جو کچھ (مخفی) ہے' اسے ظاہر کر دیا جائے گا۔ یقیناً ان کا رب اس روز ان سے خوب باخبر ہوگا۔''

ہم اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز نہیں چھپا سکتیں' وہ جانتا ہے کہ ہمارے دلوں میں کیا ہے؟ اور یہ بھی جانتا ہے کہ ظاہر میں کیا ہے اور باطن میں کیا چھپا رکھا ہے۔ ہمارے دلوں میں جو کچھ بھی

چھپا ہوا ہے اس دن ظاہر ہو جائیگا۔ہم پھر بھی اگلے جہاں کی زندگی کو نظر انداز کر کے دنیاوی زندگی کی تعیّشات کے پیچھے دوڑ رہی ہیں۔ ہمارے دلوں کو کیا ہو گیا ہے؟ یہ دل ہی تو ہے جو اعضاء و جوارح کی رہنمائی کرتا ہے۔ ہم جو کچھ بھی کرتی ہیں وہ ہمارے دلوں سے برآمد ہوتا ہے، جیسا کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

«أَلاَ وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلاَ وَهِيَ الْقَلْبُ»

''آگاہ رہو کہ جسم میں گوشت کا ایک ایسا ٹکڑا ہے اگر وہ صحیح حالت میں ہو تو پورا بدن صحیح حالت میں ہوتا ہے، اگر اس میں بگاڑ آجائے تو پورا بدن بگڑ جاتا ہے آگاہ رہو وہ دل ہے۔''[1]

ہمیں اپنے دلوں کی صحت کا خیال رکھنا چاہیے۔ اگر ان کی حالت اچھی ہے تو ہم سے اعمالِ صالحہ صادر ہوں گے، اگر وہ مرض زدہ ہیں تو ہمارے افعال بھی ناقص ہوں گے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾ ﴾ (البقرة: ٢/ ١٠)

''ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے جسے اللہ نے اور زیادہ بڑھا دیا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' پھر مزید فرمایا:

﴿ كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ ﴾ (المطففين: ٨٣/ ١٤)

''ہرگز نہیں بلکہ دراصل ان کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔''

برے اعمال کے زنگ کے سلسلے میں ایک حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللهُ: ﴿ كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾

[1] صحیح البخاری، الإیمان، باب فضل من استبرألدینه، حدیث:52 و صحیح مسلم، البیوع، باب أخذ الحلال و ترك الشبهات: حدیث:1599

"جب کوئی بندہ ایک گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے۔ اگر وہ بداعمالی چھوڑ دے' اللہ سے معافی طلب کرے اور توبہ کر لے تو اس کا دل (اس دھبے سے) صاف ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ بار بار گناہ کرتا رہے تو اس میں اضافہ کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کے دل پر غالب آ جاتا ہے اور یہی وہ "ران" "(زنگ) ہے جس کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے: "ہرگز نہیں ان کے دل پر مسلسل بداعمالیوں کا زنگ چڑھ چکا ہے۔"[1]

دل کو "ران" سے صاف کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ ہمیں جن اہم ترین سوالوں کے جواب دینے ہیں' وہ دل ہی نے دینے ہیں۔ جب قبر میں فرشتے ہم سے "تمہارا رب کون ہے' تمہارا دین کیا ہے اور تمہارے نبی کون ہیں کے سوال پوچھیں گے تو ان سوالوں کا جواب زبان ہی کو نہیں دینے ہوں گے' ان کا جواب دینے کی بار بار پریکٹس کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یہ جواب دل کو دینا ہو گا۔ اگر دل کو صاف نہ رکھا گیا اور اسے گناہ آلود ہونے سے نہ بچایا گیا تو اس سے جواب نہیں بن پائے گا۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے دل کی صفائی کے لیے تین چیزوں کا ذکر کیا ہے کہ یہ اس کام کے لیے بہت فائدہ مند ہوں گی۔ ❁ آیات قرآنی پر غور و فکر کرتے رہنا۔ ❁ عجز و انکسار اور خشیت الٰہی پیدا کرنا۔ ❁ گناہوں کو ترک کر دینا۔

انہوں نے دل کی صفائی کو بے حد سنجیدہ معاملہ قرار دیا ہے اور اسے آلودہ ہونے سے بچانے کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

✷ کسی بندے کے لیے اس سے زیادہ سخت کوئی سزا نہیں ہو سکتی کہ اس کا دل سخت ہو جائے اور اس کی اللہ سے دوری بڑھتی چلی جائے کیونکہ آگ اسی لیے پیدا کی گئی ہے کہ وہ سخت شدہ دل کو پگھلائے۔ اللہ سے وہی دل دور ہوتا ہے جو سخت ہو چکا ہو۔ جب دل سخت ہو جاتا

---

[1] جامع الترمذي، تفسير القرآن، باب و سورة ويل للمطففين، حديث: 3334 والمستدرك للحاكم، الإيمان: 6/1

ہے تو آنکھیں خشک ہو جاتی ہیں۔

* اگر چار چیزیں مقدار سے بڑھ جائیں یعنی ضرورت سے تجاوز کر جائیں تو دل سخت ہو جاتا ہے: ① خوراک ② نیند ③ گفتگو ④ جنسی فعل۔ جو جسم امراض کی زد میں آ جائے وہ خوراک اور پانی سے غذائیت حاصل نہیں کر پاتا۔ اسی طرح ہوا وہوس کی بیماری میں مبتلا ہو جانے والا دل نصیحت اور تنبیہ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جو کوئی بھی اپنے دل کی صفائی کا خواہش مند ہے اسے چاہیے کہ وہ اللہ کے احکامات کو اپنی خواہشات پر ترجیح دے۔
* جو دل خواہشاتِ نفسانی میں پھنسا رہتا ہے' اس کا اللہ سے حجاب بڑھتا رہتا ہے یعنی وہ گناہوں میں لپٹتا رہتا ہے۔ خواہشات میں جتنا اضافہ ہوتا ہے' اس پر اتنی ہی تہیں چڑھتی جاتی ہیں۔ بندوں کے دل' اللہ کی زمین پر اس کے ظروف اور پیمانے ہیں۔ اسے ان میں سے عزیز ترین وہ دل ہیں جن میں شفقت' اخلاص اور گناہوں کے خلاف قوتِ مزاحمت موجود ہے۔
* طالبانِ دنیا' جن کے دل حرصِ مال و دولت اور جاہ وحشمت سے بھرے ہوئے ہیں' ان کے اندر اللہ سے محبت کے لیے جگہ ہی باقی رہتی نہ فکرِ آخرت کے لیے ان میں کوئی گنجائش ہوتی ہے۔ اگر وہ اللہ کی آیات پر غور وفکر کریں' عارضی اور وقتی خواہشات کو ترک کر کے دلوں میں حُبِ الٰہی اور فکرِ آخرت کے لیے گنجائش پیدا کر لیں' تو ان کی بگڑی حالت سنور سکتی ہے۔
* جس طرح جسم بیمار پڑ جاتے ہیں' اسی طرح دل بھی بیمار ہو جاتے ہیں۔ ان کا واحد علاج توبہ کرنا اور زیادتیاں کرنے سے فوراً باز آ جانا ہے۔ دلوں کو اسی طرح زنگ لگتا ہے جس طرح شیشہ زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ اس زنگ کو دور کرنے کے لیے رجوع الی اللہ اور ذکر و فکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ دل اسی طرح ننگا ہو جاتا ہے جس طرح بدن کپڑے اتر جانے پر عریاں ہو جاتا ہے۔ اس کا ازالہ کرنے کے لیے تقوے (خشیت الٰہی) کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ اسی طرح بھوکا اور پیاسا ہو جاتا ہے جس طرح جسم کو بھوک اور پیاس لگتی ہے۔ اس کو غذا اور پانی' توبہ' علم دین' اللہ پر توکل اور عجز سے میسر آ سکتے ہیں ورنہ بھوک اور پیاس

اسے کمزور سے کمزور تر کر دیتی ہیں۔"[1]

لہٰذا ضروری ہے کہ ہم خواہشاتِ دنیا سے نجات پائیں اور اللہ کی یاد میں محو ہو جائیں۔ یہ نجات تبھی ملے گی جب ہم اصحابِ رسول کی زندگیوں کا مطالعہ کریں کہ وہ کفر و شرک کی زندگیاں ترک کر کے دین اسلام سے کیسے فیض یاب ہوئے؟ اس کیلئے انہوں نے کتنے مصائب اور اذیتیں برداشت کیں۔ بالآخر انہوں نے اپنی دینی قوت اور ایمان کی مضبوطی کے بل بوتے پر پہاڑوں کو ہلا دیا اور دنیا کی تاریخ کا رخ تبدیل کر دیا۔ ان کا سب سے بڑا اسلحہ تقویٰ اور نصرتِ الٰہی تھا۔

ان کے ایمان کی اصل کلید کلامِ الٰہی تھا۔ انہوں نے اپنی پریشانیوں اور دل کی بیماریوں سے نجات کے لیے قرآن کو دوا بنایا تھا۔ جب ان کے کانوں میں قرآن کی آیات پڑتیں تو وہ رو پڑتے تھے۔ انہیں جب منکرینِ حق کو دیے جانے والے عذاب کی تفصیلات سنائی جاتیں تو وہ زار و قطار رونے لگتے تھے۔ وہ خشیتِ الٰہی سے کانپ اٹھتے اور رو رو کر نڈھال ہو جاتے تھے۔ قرآن نے جس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں تبدیل کر دیں، اسی طرح وہ ہم میں بھی تبدیلیاں لا سکتا ہے بشرطیکہ ہم اس کی طرف رجوع کریں اور اس کے الفاظ کے معانی و مطالب کو اپنے دلوں میں اتاریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلْقُرْءَانَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَآ ۝٢٤ ﴾ (محمد: ٤٧/ ٢٤)

"کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں؟"

غور و فکر محض لفظوں کو زبانی ادا کرنا نہیں۔ الفاظ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے باہر نکال دینا نہیں، بلکہ یہ ہے کہ الفاظ کو اپنے دل میں اتارا جائے اور ان کے معانی و مطالب کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ اس کے بغیر دلوں کی صفائی ممکن نہیں ہے۔ ہمارے دل طلبِ دنیا اور حرصِ مال و زر کی وجہ سے داغدار اور آلودہ ہو چکے ہیں۔ صفائی کا عمل خواہشات پر قابو پانے

[1] ابن قیم الجوزیہ: "الفوائد" ص: 111، 112 بحوالہ شیخ محمد بن صالح العثیمین، شرح ریاض الصالحین۔ بہ اہتمام قرآن وسنہ سوسائٹی: 1998، ص: 34 تا 36

سے شروع ہوتا ہے اور شیطان سرگوشیاں کر کے ہمیں صفائی کی ضرورت سے غافل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح ہمارے اندر نیکی اور بدی کے مابین ایک کشمکش برپا ہو جاتی ہے۔ ہمیں خود احتسابی کرنی چاہیے کہ ہم نے ان میں سے کس کو غالب ہونے دینا ہے اور کس کو مغلوب؟ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ ہم دوسو صفحے کا ناول مستعدی سے پڑھ ڈالتے ہیں اور اس کے مقابلے میں قرآن کے چند صفحات پڑھنا مشکل معلوم ہوتے ہیں۔ رات گئے تک ٹی وی کے سامنے ڈٹے رہنا کتنا آسان لگتا ہے لیکن قیامُ اللّیل کرنا اور تہجد پڑھنا دشوار ترین کام محسوس ہوتا ہے؟ کیا ایسا ہی نہیں؟ یہ امر واقع ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کی آخری تہائی میں آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اس وقت عالم تنہائی میں مصروف نماز شخص کی عاجزانہ دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا:

«يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَىٰ سَمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَىٰ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟»

''ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا پر اس وقت نزول فرماتا ہے جب رات کا ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ وہ پکارتا ہے: کون ہے۔ جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اسے قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اسے عطا کروں' کون ہے جو مغفرت طلب کرے اور میں اس کی بخشش کردوں؟'' [1]

اس وقت اللہ کی قربت حاصل کرنے کا نادر موقع ہوتا ہے اور گناہ معاف کرانے کا بھی مناسب ترین موقع ہوتا ہے لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو ایسا کرتے ہیں؟ ہم میں سے کتنے افراد رات کی آخری تہائی میں اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے ہیں اور کتنے سوئے رہنے کو ترجیح دیتے ہیں؟ یہ قیامُ اللّیل کو اپنے معمولاتِ زندگی کا حصہ بنانے اور دلوں کی صفائی

[1] صحيح البخاري' التهجد' باب الدعاء و الصلاة في آخر الليل' حديث:1145 و صحيح مسلم' صلاة المسافرين' باب الترغيب في الدعاء والذكر...... الخ' حديث:758

کرنے کے لیے مناسب ترین لمحات ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے رات کے اس اہم حصے کو نماز میں صرف کرنے کا کامل ترین نمونہ پیش کیا ہے باوجودیکہ آپ کو ماضی مستقبل کی ہر ممکنہ خطا سے معافی مل چکی تھی مگر آپ رات کے پچھلے پہر نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ اتنا لمبا قیام کرتے تھے کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں؟ جبکہ آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا:

«أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا»

''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''[1]

کیا ہم شکر گزار بندے بن رہے ہیں؟ یا ہم نے صرف فرض کر رکھا ہے کہ اللہ ہمیں معاف کر دے گا اور جیسی بھی ٹوٹی پھوٹی نمازیں ادا کریں گے وہ قبول کر لے گا؟ ہم نمازوں میں غفلت' سستی اور تساہل پسندی کا مظاہرہ کرنے کے بعد بھی خود کو محفوظ و مامون کیوں سمجھنے لگے ہیں؟ بدقسمتی سے ہم میں سے بہت سے لوگ اس خام خیالی میں مبتلا ہیں کہ ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں' ہماری بخشش کیلئے کافی ہے۔ کیا ہمارے دل خشیتِ الٰہی سے خالی ہو چکے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿تَبَٰرَكَ ٱلَّذِى بِيَدِهِ ٱلْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ۝١ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلْمَوْتَ وَٱلْحَيَوٰةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملك: ٦٧/ ١-٢)

''نہایت بزرگ و برتر ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں (کائنات کی) سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو اس لیے پیدا کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔''

اللہ کے دربار میں قبولیت ان اعمال کو ملتی ہے جو بہترین طریقے سے ادا کیے گئے ہوں۔ اس لیے ہمیں اپنے اعمال اور ان کی ادائیگی کے طریقِ کار پر غور کرنا چاہیے اور خود سے یہ سوال کرنا

[1] صحيح البخاري' الرقاق' باب الصبر عن محارم الله 'حديث:6471

چاہیے کہ کیا ہم نے قابلِ قبول طریقہ اختیار کیا ہے؟ کیا ہم نے یہ سب کچھ سنتِ رسول ﷺ کے عین مطابق کیا ہے؟ اور خالصتاً اللہ کی رضا کیلئے کیا گیا ہے؟ اس کے ہاں مقدار (Quantity) کے مقابلے میں معیار (Quality) کو زیادہ قبولیت ملتی ہے۔ امام ابن کثیر نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ نقل کیا ہے: ''مجھے یقین ہو جائے کہ اللہ نے میری ایک نماز قبول فرمالی ہے تو یہ میرے لیے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے' اس سے کہیں زیادہ محبوب چیز ہوگی۔''[1] ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿٢٧﴾ ﴾ (المائدۃ: ۵/ ۲۷)

''اللہ صرف ان لوگوں کے اعمال قبول کرتا ہے جو اس سے ڈرتے ہیں۔''

حضرت ابوالدّرداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے اصحاب میں سے تھے' اور بڑے خشوع وخضوع سے عبادت کرنے اور مادی دنیا سے دوری اختیار کرنے کی بنا پر شہرت رکھتے تھے۔[2]

جب وہ اپنی عبادات کے بارے میں یہ رائے رکھتے تھے تو ہماری عبادتوں کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے؟ ہم ان بدنصیبوں میں شامل ہونے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

﴿ وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ

---

① Referenced from : Zarabozo, Jamaal-al-din, The Friday Prayer. Part 2: Khutbahs (1) (ANN Arbor: Islamic Assembly of North America, 1999, P-135)

② حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ایک اور صحابی حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑی سرسبز وادی ہے جس میں بہت سے سایہ دار درخت ہیں۔ وادی کے وسط میں ایک قبہ نما خیمہ ہے جو چمڑے کا بنا ہوا ہے۔ خیمے کے گرد بہت سی بھیڑیں ہیں' ان جیسی خوبصورت بھیڑیں اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ اس نے پوچھا: یہ سب کچھ کس کا ہے؟ کسی نے جواب دیا کہ یہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اچانک حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے خیمے کے باہر جھانکا اور کہا: ''یہ وہ کچھ ہے جس کا اللہ نے ہم سے قرآن میں وعدہ کیا ہے۔ اگر تم اس راستے سے ذرا اوپر جاؤ تو تم ایسا کچھ دیکھو گے اور سنو گے کہ تم نے اس کا کبھی تصور تک نہ کیا ہوگا۔ ابن مالک رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''ابومحمد! وہ مکان کس کا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''اللہ نے وہ ابودرداء رضی اللہ عنہ کے لیے تیار کیا ہے کیونکہ وہ مادی دنیا کو خود سے پرے دھکیلنے کے لیے اپنی پوری قوت صرف کر دیتے تھے۔'' بحوالہ: عبدالرحمان پاشا ''اصحاب رسول کی زندگیاں'' فیئر فیکس: انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اینڈ عریبک سائنسز ان امریکہ' 1994ء' 49/2

وَبِرَسُولِهِۦ وَلَا يَأْتُونَ ٱلصَّلَوٰةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَـٰرِهُونَ ﴿٥٤﴾ (التوبة: ٩/ ٥٤)

''اوران کے دیے ہوئے مال قبول نہ ہونے کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا ہے۔ نماز کے لیے بڑی کاہلی سے آتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو بادلِ ناخواستہ خرچ کرتے ہیں۔''

یہ یقینی بات ہے کہ جب ہمارا دنیا سے رخصتی کا وقت آئے گا تو ہمارا نیکیاں کرنے کا وقت بھی ختم ہو جائے گا' اس وقت پیچھے مڑ کر دیکھنے اور یہ کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا: ''کاش مجھے کچھ اور مہلت مل سکتی۔'' ہمیں جو کچھ کرنا ہے' ابھی کرنا ہے۔ قبل اس سے کوچ کا وقت سر پر آ پہنچے۔ ہمیں اپنی موت کے لیے تیار رہنا چاہیے اور جلد از جلد نیک اعمال کر لینے چاہییں کیونکہ راستہ بڑا طویل ہے اور زادِ راہ جتنا زیادہ ہوگا' اتنا ہی اچھا ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ ۖ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ ٱلنَّارِ وَأُدْخِلَ ٱلْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَآ إِلَّا مَتَـٰعُ ٱلْغُرُورِ ﴿١٨٥﴾ (آل عمران: ٣/ ١٨٥)

''ہر شخص کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور قیامت کے روز تمہیں تمہارے پورے پورے اجر دیے جائیں گے۔ کامیاب دراصل وہ ہے جو آتشِ دوزخ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے' اور یہ دنیا تو محض دھوکے کا سامان ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مرنے کے وقت پیش آنے والی کیفیات بھی بتا دی ہیں۔ آپ نے کافر کے آخری لمحات کا منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

«وَإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِّنَ الْآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُودُ الْوُجُوهِ، مَعَهُمُ الْمُسُوحُ، فَيَجْلِسُونَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُولُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ، اخْرُجِي إِلَى سَخَطٍ مِّنَ اللهِ وَغَضَبٍ، قَالَ: فَتَفَرَّقُ فِي جَسَدِهِ فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا

يُـنْـتَـزَعُ السَّفُّودُ مِنَ الصُّوفِ الْمَبْلُولِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمُسُوحِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ وُجِدَتْ عَلَىٰ وَجْهِ الْأَرْضِ»

''جب ایک کافر دنیا سے رخصت ہونے اور اگلے جہان کی طرف روانہ ہونے والا ہوتا ہے تو سیاہ چہروں والے فرشتے' جن کے پاس بالوں کے بنے ہوئے کپڑے (ٹاٹ) ہوتے ہیں' اس کے پاس آتے ہیں اور اسے وہ اتنے دور تک بیٹھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جتنی حد نظر ہوتی ہے۔ پھر موت کا فرشتہ آ کر اس کے سر کے پاس آ بیٹھتا ہے اور یوں مخاطب ہوتا ہے: ''اے خبیث روح' آ! اللہ کے غضب اور ناراضی کی طرف باہر نکلو۔'' تو روح جسم میں پھیل جاتی ہے' پھر وہ اس کے جسم سے روح کو اس طرح کھینچ کر باہر نکالتا ہے جس طرح سلاخ کو گیلی اون میں سے باہر کھینچا جاتا ہے۔ پھر وہ اسے قبضے میں لے لیتا ہے' جب وہ اسے پکڑ لیتا ہے تو وہ اسے ایک لمحے کے لیے بھی اس کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے بلکہ وہ بالوں سے بنے ہوئے تھیلے میں ڈال لیتے ہیں اور اس میں سے ایسی ناگوار بو آ رہی ہوتی ہے جیسے زمین پر پڑی ہوئی مسخ شدہ لاش سے نکلنے والی سڑاند ہو۔''[1]

ان واقعات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں افسوسناک انجام سے بچنے کے لیے ہر ممکن ذریعہ اختیار کرنا چاہیے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں دنیا کی زندگی کی ناپائیداری اور آخرت کے حقائق سے خبردار کر دیا ہے۔ ہمیں بتا دیا گیا ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور گناہوں اور نافرمانیوں سے ہر قیمت پر بچیں۔ دمِ مرگ کفار کو جو کچھ پیش آتا ہے' اہل ایمان اس سے نہ صرف محفوظ رہتے ہیں بلکہ موت ان کے لیے ایک خوبصورت تجربہ ہوتی ہے۔

آپ ﷺ نے ایک مومن کے آخری لمحات کا منظر بھی پیش کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

«إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِّنَ الْآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ بِيضُ الْوُجُوهِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الشَّمْسُ، مَعَهُمْ كَفَنٌ مِّنْ أَكْفَانِ الْجَنَّةِ، وَحَنُوطٌ مِّنْ حَنُوطِ الْجَنَّةِ، حَتَّى يَجْلِسُوا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ

[1] مسند احمد: 4/287-288

الْمَوْتِ ـ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُولُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ، اخْرُجِي إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانٍ، قَالَ: فَتَخْرُجُ تَسِيلُ كَمَا تَسِيلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِي السِّقَاءِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَأْخُذُوهَا، فَيَجْعَلُوهَا فِي ذٰلِكَ الْكَفَنِ، وَفِي ذٰلِكَ الْحَنُوطِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَطْيَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ»

’’جب ایک مومن کا دنیا کو چھوڑ کر آخرت کی منزل کی طرف روانگی کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس ایسے سفید چہروں والے فرشتے آتے ہیں، گویا ان کے چہرے سورج ہوں۔ وہ آسمان سے اپنے ساتھ جنت کا کفن اور خوشبو لائے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ اس سے اتنے فاصلے تک بیٹھے ہوتے ہیں جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے۔ پھر موت کا فرشتہ آ کر اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: ’’اے نیک روح، آ جاؤ اللہ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’پھر وہ پانی کے اس قطرے کی طرح نکل آتی ہے جو مشکیزے کے منہ سے باہر آتا ہے اور فرشتہ اسے پکڑ لیتا ہے۔ جب وہ اسے پکڑتا ہے تو فرشتے اسے ایک لمحے کے لیے بھی اس کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے اور اسے کفن میں ڈال لیتے ہیں اور اس میں سے روئے زمین پر پائے جانے والے مشک کی سب سے بہترین خوشبو کی مانند اس سے خوشبو نکلتی ہے۔‘‘[1]

یہ منظر اتنا حسین و خوشگوار ہے کہ ہم سب اس کے متمنی ہیں اور اسے آئندہ کی زندگی کے حسین اور دن میں دیکھے جانے والے خوابوں کی طرح پسند کرتے ہیں۔ اس سے ہمارے ذہن میں جنت اور اس کی خوشیوں کے مناظر جنم لیتے ہیں اور ہم تمنا کرتے ہیں کہ ہمیں انہیں دیکھنے کا جلد موقع ملے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ

[1] مسند احمد: 287/4

أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾

(حم السجدة: ٤١/ ٣٠-٣٢)

"جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھی تھے اور آخرت میں بھی ہوں گے۔ وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہوگی۔ یہ ہے سامان ضیافت اس ہستی کی طرف سے جو غفور ورحیم ہے۔"

لیکن دن کے خواب اچھے نہیں ہوتے کیونکہ یہ کہیں پہنچاتے ہیں نہ یہ آگ کی ناقابل برداشت سزا سے ہمیں بچا سکیں گے۔ نتائج اعمال کی بنا پر مرتب ہوتے ہیں۔ بہشت کے باغوں میں پہنچنے کے لیے ایمان باللہ اور اعمال صالح کی ضرورت ہوتی ہے۔

اے مسلمانو: دین کی طرف رجوع کرو، کتاب اللہ اور سنتِ رسول سے رہنمائی حاصل کرو، اللہ کی اطاعت کو اپنا شعار بناؤ کیونکہ اطاعت الٰہی باعثِ نجات ہوتی ہے اور سرکشی تباہی و بربادی کے گڑھے میں جا گراتی ہے۔

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور گناہوں سے ہوشیار رہو، کیونکہ گناہ نیکیوں کو کھا جاتے ہیں۔ اللہ نے ہم پر بڑی عنایات کی ہیں اور اس دنیا کی بہت سی ایسی نعمتوں سے ہمیں سرفراز کیا ہے جو بہت کم امتوں کو نصیب ہوئی تھیں، ان نعمتوں کی قدر کیجیے اور شکر بجا لائیے۔ ان نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کیجیے۔ بے شک اللہ بڑا مہربان اور بے حد رحم کرنے والا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم یہاں ایسے اعمال کریں کہ اگلے جہان میں ان سے بھی زیادہ نعمتوں اور انعامات کے مستحق بن سکیں۔

اے مسلمانو! وقت آ گیا ہے کہ ہم بطور امت مسلمہ اپنے فرائض محنت اور جانفشانی کے ساتھ ادا کریں۔ دینِ اسلام کو نہایت سنجیدگی سے لیں۔ آگ کا عذاب کوئی مذاق نہیں ہے۔ خلیفۂ راشد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اس نصیحت کو پلے باندھ لیجیے کہ ''اس زندگی کو پیچھے چھوڑتے ہوئے چلو اور اگلے جہان کی زندگی کو اپنی اگلی منزل سمجھو' ہر زندگی کے بچے ہوتے ہیں' اس لیے اگلی زندگی کے بچے بنو' اس دنیا کے بچے مت بنو۔ آج اعمال کا کوئی حساب کتاب نہیں' جتنے چاہو اعمال کرو لیکن کل کے دن عمل نہیں ہو سکیں گے' صرف حساب کتاب ہوگا۔'' (1)

آخر میں ہم اللہ سے دعا کرتی ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو پاکیزگی بخشے' ہمارے دلوں کو زنگ' نفاق' کفر اور شرک سے پاک کرے' ہمیں گناہوں کی دلدل میں گرنے سے بچائے' اپنی آیات پر غور کرنے کی توفیق عطا کرے اور قیامُ اللّیل کی ہمت دے۔ ہمیں سنت نبوی ﷺ کو مضبوطی سے تھامنے کا عزم عطا فرمائے اور قرآن کو ہمارے لیے روشنی بنائے۔ ہم یہ بھی دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو معاف کرے' اور ہمیں ''طائفۂ منصورہ'' (فاتح گروپ) بنائے۔ ہمیں اهلُ السُّنة والجماعة اور ناجی فرقہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے' اسی کی جود و سخا کی سب امید رکھ سکتے ہیں۔

وصلى الله على محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين يا أرحم الراحمين

(1) Referenced from : Zarabozo, Jamaal Al-Din, The Friday Prayer Part:3 - Khutbahs (2) , (Ann Arbor: Islamic Assembly of North America, 1999 P:61

عمومی دعائیں

«اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِي مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، وَكَلِمَةَ الإِخْلَاصِ فِي الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ، وَأَسْأَلُكَ نَعِيمًا لاَّ يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لاَ تَنْقَطِعُ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بِالْقَضَاءِ، وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلَى لِقَائِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَّفِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ، اللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الإِيمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِينَ»

اے اللہ! اپنے علم غیب جاننے اور مخلوق پر قدرت رکھنے کے باعث مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک تیرے علم کے مطابق میرا زندہ رہنا بہتر ہے اور جب تیرے علم کے مطابق میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے فوت کر دینا۔ اے اللہ! میں ظاہر اور پوشیدہ حالت میں تجھ سے تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں۔ اور رضا مندی کی حالت میں تجھ سے کلمۂ حق کہنے کا سوال کرتا ہوں اور میں غربت اور غنا میں میانہ روی اختیار کرنے کا مطالبہ کرتا ہوں' میں تجھ سے کبھی نہ ختم ہونے والی نعمتوں اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں' میں تجھ سے تیرے فیصلے پر تسلیم و رضا اور موت کے بعد پرلطف زندگی اور تیرے چہرے کے دیدار کی لذت اور تیری ایسی ملاقات کا شوق مانگتا ہوں۔ میں آپ سے ایذا دینے والی مصیبت اور گمراہ کرنے والے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں' اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے آراستہ فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ رہنما بنا دے۔''[1]

«لَا إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ

[1] سنن النسائی' الصلاۃ' باب نوع آخر' حدیث:1307

الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ»

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے، اور بہت زیادہ تعریف اللہ ہی کے واسطے ہے، اور اللہ پاک ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو نہایت غالب، خوب حکمت والا ہے۔''[1]

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي»

''اے اللہ! مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت نصیب فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔''[2]

---

[1] صحیح مسلم، الذکر و الدعاء، باب فضل التهليل و التسبيح و الدعاء، حدیث:2696

[2] صحیح مسلم، الذکر و الدعاء، باب فضل التهليل و التسبيح و الدعاء، حدیث:2696

ضمیمہ (الف)

ہر موقع کے لیے دعائیں

جیسا کہ پہلے ذکر آ چکا ہے جو خواتین تعدد ازواج کے نتیجے میں پیدا ہونے والے منفی جذبات پر قابو پانا چاہتی ہیں' ان کے لیے دعائیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں' اس لیے ہم نے چند دعاؤں کا انتخاب کیا ہے۔ ان میں کچھ قرآنی دعائیں ہیں اور کچھ مسنون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے خود کہا ہے کہ وہ اس سے اپنی حاجات کے بارے میں سوال کیا کریں:

﴿ ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ﴾ (المؤمن: ٤٠/ ٦٠)

''مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔''

❁ فکر و رنج طاری ہو تو یہ دعا پڑھیے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي، وَنُورَ صَدْرِي، وَجِلَاءَ حُزْنِي، وَذَهَابَ هَمِّي»

''اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے ہی بندے اور تیری ہی بندی کا بیٹا ہوں' میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ تیرا جو حکم میرے بارے میں ہے' وہی نافذ ہوتا ہے۔ میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل و انصاف پر مبنی ہے۔ تیرے ہر اس نام کے واسطے سے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں جو تو نے خود اپنا نام رکھا یا اپنی کسی مخلوق کو سکھایا یا جو نام تو نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا' یا جسے تو نے اپنے علم غیب میں اپنے پاس محفوظ رکھنے کو ترجیح دی ہے۔ (یہ سوال کرتا ہوں) کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار بنا دے' میری

آنکھ کا نور بنا دے اور میرے رنج کو دور ہونے اور میرے غم وفکر کے چلے جانے کا ذریعہ بنا دے۔''①

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ»

''اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں غم اور بے چینی سے' کمزوری اور سستی سے' کنجوسی اور بزدلی سے' قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے۔''②

❁ تنگ دستی اور حالت اضطراب سے نجات کے لیے دعائیں:

«لَا إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ»

''کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے جو بڑی عظمت والا' بردبار ہے۔ کوئی لائق عبادت نہیں ہے سوائے عرشِ عظیم کے ربّ کے' کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے جو آسمانوں' زمین اور پاکیزہ ترین عرش کا ربّ ہے۔''③

«اَللّٰهُمَّ! رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِي إِلٰى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، لَا إِلٰهَ إِلاَّ أَنْتَ»

''اے اللہ! میں تیرے رحم سے امید رکھتا ہوں' میرے معاملے کو آنکھ جھپکنے کے برابر بھی میرے سپرد نہ کر' میرے تمام معاملات درست فرما دے۔ تیرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔''④

---

① مسند احمد: 391/1
② صحیح البخاری' الدعوات' باب الاستعاذة من الجبن و الکسل ' حدیث:6369
③ صحیح البخاری' الدعوات' باب الدعاء عند الکرب' حدیث:6346
④ سنن أبی داود' الأدب' باب ما یقول إذا أصبح' حدیث:5090

❁ معاملات کو آسان بنانے کے لیے دعا:

«اَللّٰهُمَّ لاَ سَهْلَ إِلاَّ مَا جَعَلْتَهُ سَهْلاً وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزَنَ سَهْلاً إِذَا شِئْتَ»

''اے اللہ! کوئی کام آسان نہیں سوائے اس کے جسے تو آسان بنا دے اور تو ہی وہ ذات ہے جب چاہے غم کو آسان بنا دے۔''[1]

❁ شیطان اور اس کے وساوس سے پناہ مانگنا:

«أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ»

''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے۔''[2]

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لاَ يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلاَ فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الأَرْضِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلاَّ طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَارَحْمٰنُ»

''میں اللہ کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں' جن سے کوئی نیک اور بد آگے نہیں بڑھ سکتا' ان چیزوں کے شر سے (پناہ مانگتا ہوں) جنہیں اللہ نے پیدا فرمایا' بغیر مثال کے وجود بخشا اور جن کو کثرت سے پھیلایا اور ان چیزوں کے شر سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہیں اور ان چیزوں کے شر سے جو آسمان میں چڑھتی ہیں اور ان چیزوں کے شر سے جو اللہ نے زمین میں پیدا کی ہیں اور جو زمین سے نکلتی ہیں اور رات اور دن کے فتنوں کے شر سے اور رات کے وقت طلوع ہونے والی چیز کے شر سے' سوائے اس طلوع ہونے والی چیز کے جو خیر کے ساتھ طلوع ہو۔''[3]

---

[1] صحیح ابن حبان 255/3

[2] جامع الترمذی' الدعوات' باب مایقول عند الغضب' حدیث:3452

[3] مسند احمد:419/3 یہ حدیث ضعیف ہے دیکھیں: الموسوعة الحدیثیة مسند احمد:202/24

﴿ وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ﴿٩٧﴾ ﴾ (المؤمنون: ٢٣/ ٩٧)

''اور کہو کہ اے پروردگار میں شیاطین کی اکساہٹوں سے پناہ مانگتا ہوں۔''

اذان کے کلمات پڑھنا کیونکہ جو شخص مؤذن کے ساتھ اذان کے الفاظ دہرائے' حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح پر لاحول ولاقوۃ الاّ باللہ پڑھے تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔ [1]

سورۃ البقرۃ کی تلاوت کرنا۔ [2] آیۃ الکرسی پڑھنا۔ [3]

❀ حادثہ پیش آ جائے یا کوئی بری خبر سنیں تو یہ دعا پڑھیں:

«قَدَرُ اللهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ»

''یہ اس کا فیصلہ ہے اور جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔'' [4]

«حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ»

''ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ کتنا اچھا کارساز ہے۔'' [5]

❀ جب نقصان ہو جائے یا مصیبت آ گھیرے تو یہ دعا پڑھیں:

«إِنَّا للهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِّنْهَا»

''ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف ہم نے جانا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت کا اجر عطا فرما اور مجھے اس سے بہتر چیز عطا کر دے۔'' [6]

❀ بہت بری خبر سنیں تو یہ پڑھیں:

«اَلْحَمْدُ للهِ عَلَىٰ كُلِّ حَالٍ»

---

[1] صحیح مسلم' الصلاۃ' باب استحباب القول مثل قول المؤذن...... الخ' حدیث: 385

[2] جامع الترمذی' فضائل القرآن' باب ماجاء فی سورۃ البقرۃ و آیۃ الکرسی' حدیث: 2877

[3] صحیح البخاری' فضائل القرآن' باب فضل سورۃ البقرۃ' حدیث: 5010

[4] صحیح مسلم' القدر' باب الإیمان بالقدر والاذعان لہ' حدیث: 2664

[5] صححیح البخاری' التفسیر' باب قونہ تعالیٰ (الذین قال لھم الناس..... الایۃ) حدیث: 4563

[6] صحیح مسلم' الجنائز' باب ما یقال عند المصیبۃ؟ حدیث: 918

''ہر قسم کے حالات میں تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔''①

❁ کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے اللہ سے مشورہ (استخارہ) کریں: پہلے دو رکعت نماز نفل ادا کیجیے۔ پھر یہ دعا کیجیے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ: عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاقْدُرْهُ لِي، وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ»

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ خیر کا طلب گار ہوں اور تجھ سے تیری قدرت کے ساتھ طاقت طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے زبردست فضل وکرم کا سوال کرتا ہوں۔ اس لیے کہ تو قدرت رکھنے والا ہے اور مجھے ذرا بھی قدرت نہیں۔ تو علم والا ہے اور میں بے علم ہوں' تو غیب کی ساری باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ کام (یہاں اپنی حاجت کا ذکر کیجیے) میرے دین ومعاش کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے میرے لیے بہتر ہے' تو میرے لیے اسے مقدر فرما اور میرے لیے اس کو آسان کردے اور میرے لیے اس میں برکت ڈال دے' اور اگر میرے دین ومعاش کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے تیرے علم میں یہ کام میرے لیے برا ہے' تو اس کام کو مجھ سے دور رکھ اور مجھے اس سے بچائے رکھ اور جہاں کہیں بھی میری بھلائی ہو اس کا میرے لیے فیصلہ کردے اور پھر مجھے اس پر راضی اور یکسو کردے۔''②

---

① جامع الترمذی' الأدب' با مایقول العاطس اذاعطس' حدیث:2738

② صحیح البخاری' التهجد' باب ماجاء فی التطوع مثنی مثنی' حدیث:1162

ضمیمہ (ب)

ہم نے دین اسلام کے مطالعے کا ذوق وشوق بڑھانے اور تعدد ازواج کو فروغ دینے کی جدوجہد کے سلسلے میں چند کتابوں کی فہرست بنائی ہے' جن سے ایسی خواتین کو خاص طور پر فائدہ پہنچے گا جو اس معاملے سے گزر رہی ہیں یا گزرنے والی ہیں۔ ان کتب کے مطالعے سے ان کے حوصلے بلند ہوں گے اور وہ معاشرے میں فعال کردار ادا کرسکیں گی۔

1. قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر۔ مصنفین: ڈاکٹر محمد محسن خان اور ڈاکٹر محمد تقی الدین الہلالی' پبلشر: دارالسلام
2. "A Hand through the Door for My New Sister" by Yasmin bint Ismail, Published by: Dar Al- Khair.
3. "Fate in Islam" by Dr. Saleh As-Saleh, published by: Daar Al-Bukhari.
4. "Forty Hadeeth On: the Islamic Personality." by Shaikh Alee Hasan Ali Abdul Hameed, Published by Al-Hidaayah Publishing and Distribution.
5. "From the Fruits of Taqwa" by Muhammad ibn Saalih Al-Uthaymeen, published by Al-Hidaayah Publishing and Distribution.
6. "Love and Hate for the sake of Allah" by Shaykh Saleem, Al-Hidaayah publishing and Distribution.
7. "Polygamy in Islam" by Abu Ameenah Bilal Philips and Jameelah Jones, published by Tawheed Publications.
8. "Resisting the Shaytaan in Light of the Noble Qur'aan and the Authentic Ahaadeeth". by Shaikh Saleem bin Eid al-Hilaalee, published by Invitation to Islam.
9. "The Diseases of the Hearts and their Cures,, by Ibn Taymiyyah", published by Al-Hidaayah publishing and Distribution.

10. "Portraits from the Lives of the Companions of the Prophet Muhammad". Volumes 1-3, by Abdur Rahman Al-Basha, published by International Islamic Publishing House.
11. The Ideal Muslimah,by Dr. Muhammad Ali Al-Hashimi, Published by International Islamic Publishing House.
12. "The Prayer: Its Effect in Increasing Eemaan and Purifying the Soul" by Husayn al-Awaayishah, published by Al-Hidaayah publishing and distribution.
13. "The Soul's Journey after Death, by Layla Mabrouk, published by Dar Al Taqwa.
14. "Weeping from the Fear of Allah" by Shaykh Husayn Al' Al-Awaayishah, publishedbyAl-HidaayahPublishing and Distribution.
15. "When the Moon Split "(A Biography of Prophet Muhammad ﷺ by Safiur-Rahman Mubarakpuri, published by Darussalam.

Recommended Books for Du'a

1. "Fortification of the Muslim through Remembrance and Supplication from the Qur'aan and Sunnah", by Sa'eed ibn' Ali ibn Wahf Al-Qahtaani,published by Dar Al-Khair.
2. "Fortress of the Muslim: Invocations from the Qur'an and Sunnah" by Darussalam Research Division, published by Darussalam.
3. "Words of Remembrance and Words of Reminder" by Saalih ibn Ghaanim Al-Sadlaan, published by Al-Basheer.

Recommended Audio.

1. "Lives of the Prophets" by Anwar Al-Awlaki, published by Al-Basheer.
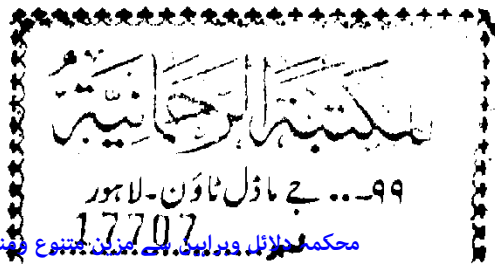
شادی

سے شادیوں تک

یہ ایسی دو صاحبِ ایمان خواتین کی کاوش ہے، جو دنیا کے سب سے ترقی یافتہ ملک میں پیدا ہوئیں، وہیں بڑھی پلیں اور مروّجہ تعلیمی نظام سے مستفید ہوئیں۔ انھوں نے اپنے گردوپیش کے حالات بچشمِ خود دیکھے، نہایت قریب سے انھیں محسوس کیا اور ان عورتوں کو بھی دیکھا جنھیں بظاہر بڑی ''آزادیاں'' حاصل ہیں۔ مگر یہ سب کچھ آزادیوں کے نام پر دیا گیا ایک دھوکہ ہے۔ مرد شادی تو ایک ہی کرتا ہے، مگر معاشرتی اسقام اور دانستہ کھلے چھوڑے گئے چوردروازوں سے اپنی ہوسناکیوں کی تسکین کرتا رہتا ہے۔ اسلام اور مثالی اسلامی معاشرہ چونکہ کوئی چوردروازہ نہیں چھوڑتا، اور حدود کو پھلانگنے والوں کے لیے حد اور تعزیر کا اپنا ایک نظام رکھتا ہے، اس لیے اس نے مرد کے ذوقِ تنوّع اور دیگر حقیقی ضرورتوں کو درونِ خانہ ہی پوری کرنے کا بندوبست کیا ہے، اسی کو تعدّدِ ازواج سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مگر ایک بیوی بالعموم دوسری بیوی کو برداشت نہیں کرتی، اسے سوکن قرار دے کر اپنی روایتی حریف سمجھتی ہے۔ مصنفاتِ کتاب ہذا نے سوکن کے مروّجہ مفہوم کے حوالے سے پھیلی ہوئی غلط فہمیاں دور کی ہیں اور اس تجربے میں سے بسلامت گزر کر ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلام نے جب تعدّدِ ازواج کی اجازت دی ہے تو اس نے اس سے عہدہ برآ ہونے کی تدابیر بھی بتائی ہیں۔ وہ تدابیر کیا ہیں؟ اس سے آگہی کے لیے ان خواتین کی اس کاوش سے آگاہ ہونا بہت ضروری ہے۔ امید ہے کہ ہماری بہنیں اور بیٹیاں اس کو نہایت دلچسپ کتاب پائیں گی۔ اردو ایڈیشن مکمل تحقیق و تخریج کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔

ISBN: 9960-732-54-1

دارُالسّلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض ۔ جدہ ۔ شارجہ ۔ لاہور
کراچی ۔ لندن ۔ ہیوسٹن ۔ نیو یارک